

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مِائَةِ فَنَاءٍ فِي مَسْئَلَةِ عِلْمِ الْغَيْبِ

مؤلف

پرو دہری محمد مسافر ازناں

طبعہ، الحریہ لائٹ پریس، حرات، ۱۳۵۰ھ

انتساب

یہ عاجز بندہ اپنی اس حقیر تالیف کو بدرگاہ
رب العزت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا
ہے کہ شاید اس کے بندے اس کے مطالعہ سے
اللہ تعالیٰ کے صفات مخصوصہ میں انبیاء و صلحاء
کو شریک کرنے سے باز آجائیں تو اس ناچیز کی
محنت ثاقہ ٹھکانے لگے۔

گرت قبول افتد زبے عز و شرف

احقر العباد:

محمد سرفراز کالہ کلاں گجرات

(پاکستان)

مِائَةِ فَنَائِكَا

فی

مَسْأَلَةِ عِلْمِ الْغَيْبِ



مؤلف

الحاج چودھری محمد سرفراز خاں

امیر مجلس تحفظ ختم نبوت کالہ کلاں، گجرات (پاکستان)

ناشر

الحاج چودھری محمد سرفراز چیمہ پوسٹ بکس ۱۰۴۹

نوٹ: فتاویٰ کے صفحہ ۵ پر "میرے برادران" سے مراد منشی محمد بن صاحب
اور ان کے ساتھی ہیں کتاب ہذا میں علامہ کوئی معنون نہیں لکھا گیا ہے بلکہ صاحب نہیں معنون کیا گیا
دیگر معنون فرمایا ہیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کی جائے۔ تجھے کسی سے عطا دیا۔ کن سرزد نہیں۔
(مؤلف)

فہرست مضامین

مِائۃ فتاویٰ فی مسئلۃ علم الغیب

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۷	(۲) رُکن دُوم نماز	۵	مُقدمہ
۲۸	(۳) رُکن سُّوم زکوٰۃ	۷	فرشتے غیب دان نہیں
۲۹	(۴) رُکن چہارم حج	۸	جن غیب دان نہیں
۳۹	(۵) رُکن پنجم روزہ	۸	انبیاء غیب دان نہیں
۳۰	۲ - اُمور دُنیا	۱۰	آدم علیہ السلام
۳۳	۳ - اُمورِ عاقبت	۱۰	نوح علیہ السلام
۳۶	تعلیم و تبحر دین اور علم غیب	۱۱	ابراہیم علیہ السلام
۳۸	نزولِ آخری آیت	۱۱	موسیٰ علیہ السلام
۳۸	آپ کے بعد کوئی نبی نہیں	۱۲	داؤد علیہ السلام
۳۸	دین میں مُلوا درہا لغیر سے روکنا	۱۲	سلیمان علیہ السلام
۳۸	آئندہ حج سے لاعلمی کا اظہار	۱۳	داؤد و سلیمان علیہما السلام
۳۹	نزولِ قرآن ختم ہونے کے بعد حضور کا	۱۵	انبیاء علیہم السلام کی مصوٰتیت اور فرشتہ
۳۹	خود اُمورِ غیب کے جاننے کی نفی کرنا	۱۹	حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۳۹	نزولِ قرآن ختم ہونے کے بعد بھی حضور	۲۳	اقسام علم غیب
۳۹	کا عالم الغیب نہ ہونا	۲۶	اُمورِ دین دُنیا و عاقبت اور علم غیب
۴۰	حج کی تعلیق احکام میں شاذ و اکرہا باقی	۲۶	۱ - اُمورِ دین
۴۰	صحابہ کا آخری آیت سے حضور کی	۲۶	پانچ پانچ اسلام اور علم غیب
۴۱	وفات کی طرف اشارہ سمجھنا	۲۷	(۱) رُکنِ اول ایمان

اشاعت :	تاریخ :
تعداد اشاعت :	ایک ہزار
مؤلف :	الحاج چوہدری محمد رفیع انصاری
ایڈیٹر :	محمد رفیع خٹم نیرت کالوکلان
مکملات (پاکستان)	
ناشر :	چوہدری محمد رفیع انصاری
پوسٹ بکس :	۱۰۳۹ اجارہ سبزی عریض
طباعت :	گرین لائیٹ پریس گجرات
کتابت :	خورشید احمد امجدون شاہ فیصل گیسٹ
گجرات	

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِائَةِ فَاوِی

فِی

مَسْئَلَةِ عِلْمِ الْغِیْبِ

مُقَدِّمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ فَحَصُّهُ دَنْصَلٰی عَلٰی سُرِّیْهِ الْکَرِیْمِ۔
 (تابع)۔ یہ مِائَةِ فَاوِی میری کتاب کشف الرّیْب عن مسْئَلَةِ عِلْمِ الْغِیْبِ
 کی تیسری جلد ہے۔ چونکہ پہلی دوسری اور چوتھی جلدیں بہت فہم میں اور فی الحال شائع نہیں ہو سکتیں روئے
 اس مقدمہ کے لکھنے کی حاجت نہ تھی۔

قصہ مختصر یہ ہے کہ دورانِ مازت مجھے کافی عرصہ گھر سے باہر رہنا پڑا۔ اتفاق سے تین ماہ کی مچھلی پر
 آیا تو میرے برادرانِ وہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں؟
 میں نے کہا کہ نہیں۔ بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی ذاتِ پاک ہی عالم الغیب ہے۔ پھر انہوں نے دوسرا سوال کیا
 کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں؟ میں نے جواب دیا بیشک بشر و ذر ہیں البتہ خیر البشر افضل انزل
 میں پھر کیا تھا؟ مجھے کہنے لگے۔ جو حضور کو غیب دان نہ جانے اور آپ کو بشر کہے وہ کافر ہے اور مسلمان
 ہو کر ایسا کہے تو مرتد ہے۔ میں حیران ہو گیا۔ یہ واقعہ ۱۹۳۱ء کا ہے۔ چنانچہ میں نے ایک استفادہ
 کیا رکھا۔ جس میں اپنے اعتقاد اور برادرانِ وہ کے خیالات صحیح قلم نہ کر کے عقیدۃ العلماء ہندو کی کو
 بھیج دیا۔ اُس زمانہ میں مجھے ابھی معلوم نہ تھا۔ کہ دیوبندی کون ہیں اور بریلوی حضرات کون؟ میں
 یہ سادہ سادہ مسلمان تھا۔

دہاں سے جواب میں جو کچھ نے اپنے عقائد کے متعلق لکھا تھا۔ جمعیتۃ العلماء نے تحریر کیا کہ یہ سب

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۵۸	علم اور علم غیب میں فرق	۴۱	علم غیب اور فراست میں فرق
۵۹	الحاصلہ		حضور کا وفات شریف سے ایک ماہ
۶۰	عقیدہ علم غیب میں افراط و تفریط	۴۱	مشیر جبریلؑ کو نہ پہچانا
۶۰	علم غیب کئی جزوی	۴۲	حضور نے جبریلؑ کو ایک اعرابی کچھ لکھ کر
۶۱	غیب کی تعریف اور رسولِ خداؐ	۴۳	حدیث جبریلؑ
	عقل کی روشنی میں:	۴۵	نکات حدیث جبریلؑ اور اصلاح خیالات
	غیب ان رسولِ خدا کی رسالت کا حق	۴۵	کتاب و سنت اور اجماع:
۶۲	اور انہیں کر سکتا!	۵۱	۱۔ کتاب اللہ کا فیصد
	حضور کا غیب ان نہ ہونا واقعات	۵۱	۲۔ سنت رسول کا فیصد
۶۳	کی روشنی میں!	۵۳	۳۔ اجماع امت کا فیصد
۶۳	اسلام میں ہر حکم قیاس	۵۴	انصار اور اطلاع علی الغیب
	فہرست فرامین صفحہ ۱۵۱		عطائی علم غیب
۱۵۴	تقریبات	۵۸	کئی بیشی علم

نوٹ: اس فہرست میں فتاوے اور فرامین کے نمبر دیے گئے ہیں۔ ان اسفندی کی ضرورت نہیں
 صرف نمبر ہی سے فرمان کا پتہ چل سکتا ہے (مؤلف)

عقائد صحیح اور درست ہیں اور یہی عقائد ہیں اہل سنت و جماعت کے بھی۔ اور جو کچھ میں نے اپنے
برادران وہ کے عقائد کے متعلق لکھا تھا ان سب کے بارے میں جمعیت مذکورہ نے جواب میں تحریر کیا
کہ یہ عقائد کفر و شرک سے خالی نہیں بلکہ میرے عزیز بھائیوں کو تو بسکی تعین فرمائی۔

میرا حوصلہ بڑھ گیا۔ میں نے اسی قسم کا ایک استفادہ عربی زبان میں لکھ کر مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ،
بصرہ، بیت المقدس اور بغداد شریف بھیج دیا۔ ہر جگہ سے میرے عقائد کی تصدیق و توثیق میں اور
میرے برادران وہ کے عقائد کی تردید میں یکے بعد دیگرے فتاوے موصول ہوئے جو سب میرے
پاس موجود ہیں اور ان کی نقلیں محض ترجمہ کتاب ہذا کے آخر میں شامل کر دی گئی ہیں۔

بعد ازاں اللہ کی توفیق سے اس مسئلہ کے ہر پہلو پر مفصل بحث کی۔ اور جن حضرات نے اس
مسئلہ میں بخیر کریں کھا ہیں ان کے بھی صحیح جوابات تحریر کیے اور حتی الامکان اصلاح کی کوشش کی۔
یہ دلائل و بیانات سب مل کر کئی جلدوں میں ہزاروں صفحات سے بھی تجاوز کر گئے کیونکہ فقہ کفر و شرک
انبیاء علیہم السلام کے حالات قرآن و احادیث چھوڑنے سے مفصل طور پر تحریر کیے گئے۔ ان سب
جلدوں کا سرور دست شائع کرنا آسان کام نہیں۔ اس لیے اب میرا خیال ہے کہ اگر کم از کم یہی حصہ
کتاب کافی الحال شائع ہو جائے تو بھی غنیمت ہے۔ شاید ناظرین کو اس سے فائدہ ہو اور میری
محنت شاید کسی قدر دکھانے لگے۔

یہ سلاہ حقیقت مختلف فیہ مسائل میں سے ہرگز نہیں۔ بلکہ متقین و متاخرین میں متفق علیہ ہے
کہ علم غیب خاصہ باری تعالیٰ ہے جیسا کہ فقہ اکبر میں مذکور ہے :

”ذکر الحنفیۃ تصدیحا بالتکفیر باعتبار ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یعلم الغیب لعمادۃ قولہ تعالیٰ قل لا یشکر من فی السموات والارض
الغیب إلا اللہ“ یا رءفا (شرح فقہ اکبر ص ۱۳۸)

ترجمہ : ”علمائے غیبیہ نے کھلے طور پر ایسے شخص کو کافر قرار دیا ہے جو یہ اعتقاد رکھے کہ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہیں۔ کیونکہ یہ اللہ کے اس فرمان کے خلاف ہے جو حضور کو حکیم
کیا کہ اعلان کر دیجیے کہ آسمان و زمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ اس میں کسی کے
لیے اشتہاد نہیں۔“

جب علم غیب خاصہ باری تعالیٰ ہے۔ تو اس میں کسی فرشتہ نہ جتن اور انسان یعنی نبی ولی وغیرہ
کو شامل کرنا یقیناً شرک ہوگا۔

جن حضرات نے انیاء علیہم السلام کو قرآن میں انکار و اطلاع علی الغیب کی چند آیات سے عقیدہ
عطا کی علم غیب کا خود گھر دیا ہے۔ پہلے تو ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے
صرف کسی خاص واقعہ کی اطلاع اور کسی پوشیدہ امر کا اظہار مطلوب ہے۔ نہ کہ انبیاء علیہم السلام
کے غیب دان ہونے کا اظہار ہے۔ پھر یہ حضرات قرآن و حدیث اور اسوۂ حسنہ پر غور کریں تو مشاہدات
واقعات ان کے اس اعتراضی عقیدہ کی کڑی تردید کریں گے۔

کتاب کے پہلے دو حصوں اور چوتھے حصے میں ہم نے قرآن و حدیث سے متعدد واقعات نقل کیے
ہیں کہ فرشتے، جن و انس اور تمام انبیاء علیہم السلام فرداً فرداً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے
غیب دان تھے۔ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے تین سو بیس ایسے مقامات کی
شان دہی کی گئی ہے جو آپ کی غیب دانی کے متنا ہیں۔

پوسے ایک نو قاف دے نقل کرنے سے پہلے مختصراً چند دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔ اگر کتاب کے
پہلے دو حصے شائع ہو جاتے تو ان کی یہاں قطعاً ضرورت نہ تھی۔ مگر موجودہ صورت میں ان کا بیان کرنا
اشراف وری ہے۔ تاکہ ناظرین کو قاف دے بھگنے میں آسانی ہو۔ اور ان دلائل کی بھی توثیق ہو جائے۔

فرشتے غیب دان نہیں :

فرشتوں سے جب اللہ تعالیٰ نے اشیاء کے نام دریافت کیے۔ تو وہ نہ بتا سکے اور انہوں
نے صاف اقرار کیا کہ خدا یا تیری ذات بر عیب سے پاک ہے ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جو
تو نے عطا کیا ہے۔ صرف تو ہی علام الغیوب ہے :

قَالُوا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا
اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ
عَلِّمٌ لِّمَنْ تَشَاءُ

لہ : وہ جسے چاہیں گے عطا کی عالم الغیب ہونے کے قائلین کی کتب کے درمیں ہیں۔ اور بہت فہم ہو گئے ہیں۔
اس لیے انہیں فی الحال چھوڑ دیا ہے اور اس حصہ میں اشتہاد نظر ہے۔

الْعَلِيمُ الْغَيْبُ

آپ بڑے علم والے اور بڑے ہی حکمت والے ہیں۔

جن غیب دان نہیں :

حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں لوگوں کا خیال تھا کہ جن غیب دان ہیں۔ آپ نے جنوں کو بیت المقدس کی تعمیر لگایا ہوا تھا۔ آپ اپنے عصا کے سہارے عبادت میں مشغول تھے کہ اُن کی روح قبض کر لی گئی اور جن تعمیر کے کام میں لگے رہے۔ جب کھن کے کپڑے نے اُن کی چھری کو کھا لیا تو آپ کو پڑے۔ تقریباً ایک سال تک جن انھیں زندہ سمجھتے رہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے جنوں کی غیب دانی کے ڈھنگ کو فاش کر دیا۔ اور اس واقعہ کو قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا ہے:

فَلَمَّا قَبَضْنَا عَلَيْهِ الْوَيْتَ مَا دَلَّهُمْ
عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ
مِمَّا سَلَتْهُ فَمَلَأَتْ بِتَنْتِ الْجَحْشِ أَنْ كُو
كَادُوا يَكْفُرُونَ الْغَيْبُ مَا لَبِثُوا
فِي الْوَحْيِ الْغَيْبِ

حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کا واقعہ اس بات کی قرآن سے قوی دلیل ہے کہ جن غیب دان نہیں۔

انبیاء غیب ان نہیں

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے احکام کی تبلیغ کے متعلق انبیاء علیہم السلام سے دریافت کریں گے جس کا ذکر قرآن کریم میں حسب ذیل ہے۔ جسے ہم خلاصۃ التفاسیر سے نقل کرتے ہیں :

يَوْمَ يَجْعَلُ اللَّهُ السُّؤْلَ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ قَالَوْا لَا عِلْمَ لَنَا بِأَنَّكَ أَنْتَ

ملہ : اس آیت سے حسب ذیل علم حاصل ہوتا ہے کہ :

(۱) فرشتے غیب دان نہیں۔

(۲) صرف اللہ ہی غیب دان ہے۔

(۳) جسے اللہ تعالیٰ علم کا کچھ حصہ عطا کرے۔ وہ عالم الغیب نہیں ہوتا۔

عَلَّمَ الْغُيُوبِ (رپ س ۵۷ ع)

”یاد کر دو وہ دن جب اللہ تعالیٰ انبیاء کو جمع کرے گا اور فرمائے گا تم کو معلوم ہے تمہاری اہمیت کیا جواب دیتی تھی ؟ عرض کریں گے۔ اے پروردگار غیب کی باتیں تو ہی جاننے کی گنجینہ وہم کیا جاتا ہے کہ انبیاء اپنی اپنی اہمیت کے گواہ ہیں۔ پھر یہ لاعلمی کیسی ؟ اور عمدہ جواب یہ ہے کہ انبیاء عرض کریں گے الٰہی ہم تو ظاہر حال دیکھتے تھے وہ بھی جب تک ہماری نظر کے سامنے رہے اور اُن کا باطن اور غائب بھی کو معلوم ہے اور ہیں جو معلوم تھا وہ واقعہ کے مطابق ہوتا نہ ہو۔ یہ تو تیری ہی شان ہے کہ واقعات اُمروں کو جانتا ہے۔ اور یہ امر اُس کو اہی کے داد کرنے کو مستحق نہیں کرتا جسے وہ ادا کریں گے اور اسی کی تائید کرتا ہے عَلَّمَ الْغُيُوبِ کہنا اور ایسا ہی وارد ہوا حدیث میں۔ فرمایا کہ ایک گروہ میری امت کا حوض کوثر پر آئے گا فرشتے انہیں مہکائیں گے اور کہیں گے آپ نہیں جانتے کہ بعد آپ کے انہوں نے کیا کیا ؟“

خلاصۃ التفاسیر جلد اول صفحہ ۵۷۱

حضور فرماتے ہیں :

قَالَ قَوْلُ إِنَّهُمْ مِتَّيْ قِيَالِ
إِنَّكَ لَا تَسْتَدْرِي مَا
أَحْدَثُوا بَعْدَكَ قَالُوا
مُحَقَّقًا سَحَقًا لِمَنْ يَفْقَهُ
بَعْدِي مَثَقٌ عَلَيْهِ

(متفق علیہ)

میں کہوں گا یہ لوگ تو میرے ہیں یا میرے طریقے پر ہیں۔ اس کے جواب میں بتایا جائے گا کہ تم کو معلوم نہیں انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا ؟ نئی باتیں پیدا کی ہیں (بیڑن کر) میں کہوں گا وہ لوگ دور ہوں مجھے دور خدا کی رحمت سے دور جنہوں نے میرے بعد ہیں میں تبدیلی کی ہے۔ (بخاری مؤلف)

مندرجہ بالا آیت میں تو تمام انبیاء علیہم السلام کا متفق بیان ہے کہ وہ سب کے سب افراد کریں گے۔ کہ اے پروردگار عالم ”علام الغیوب“ تمام فیوض کا جاننے والا تو صرف تو ہی ملہ : اس بارہ ڈائجسٹ قرآن مجید ۶ صفحہ نمبر ۹۱۳ پر اس تفسیر کے متعلق حسب ذیل دائے درج ہے :

”بقول مولانا دریا بادی تفسیر فرا ”ہر جہ سے قاضی کثر بہ قیمت بہتر“ کی مصداق ہے۔

ملہ : مشکوٰۃ منجم جلد ۶ صفحہ نمبر ۷۱۔

ہے۔ اب فردا فردا چلا دلو العزم انبیاء علیہم السلام کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے :

آدم علیہ السلام :

اگر آدم علیہ السلام غیب دان ہوتے تو شیطان کے دعوے میں نہ آتے۔ نہ شجر ممنوعہ کا پھل کھاتے نہ جنت سے باہر نکلتے جاتے۔ پھر انہوں نے اپنی غلطی کا قرار و اعتراف کیا۔ اور یوں دعا کی :

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنَّ لَنَا فِي خَطَايَاكَ تَوَّابًا رَحِيمًا

اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم

مِنَ الْخَاسِرِينَ۔

نفسان و نفسانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔

یاد رہے کہ عالم الغیب غلطی سے پاک ہوتا ہے اور بیشان صرت اللہ پاک ہی کو سزاوار ہے اور ای

کا خاصہ ہے۔

ہم تو سمجھتے ہیں کہ علم غیب نہ ہونے کی بدولت دنیا آداب ہے۔ غیب دانی انسان کے لیے غیر مفید ہے۔ جیسا کہ شیخ سعدی نے فرمایا ہے :

سماذا اللہ اگر خلق غیب داں بودے
کے ز دست کے ہرگز نیا سودے

نوح علیہ السلام :

نوحان کے مروج پر آپ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ میرا بیٹا میرے اہل سے جدا
نیرا وعدہ میرے اہل کو بچانے کا ہے تو ارشاد خداوندی ہوتا ہے :

إِنَّكَ لَكَيْسٌ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَتَسَلَّلَنَّ مَا كَيْسَ لَكَ بِهِ عَلَيْهِ السَّلَام

وہ تیرا اہل نہیں، اس کے اعمال غیر صالح ہیں۔ درخواست ہی سہی کہ جس کا تجھے علم نہیں۔ میں

تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تم جاہلوں سے نہ ہوجاؤ۔ اس پر حضرت نوح علیہ السلام عرض کرتے ہیں

کہ میں میرے رب میں اس امر سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ (آئندہ) میرا امر کی درخواست نہ کرو

جس کی مجھے خبر نہ ہو اور اگر آپ میری مغفرت نہ کریں اور مجھ پر رحم نہ کریں تو میں نفسان و نفسانے الو

میں سے ہوجاؤں گا۔ (سورہ ہود کوع نمبر ۴۷)

حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے بیٹے کی غرنا بی کا علم نہ تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ غیب ان

نہ تھے۔

ابراہیم علیہ السلام :

ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے آتے ہیں۔ آپ انہیں حمان خیال کر کے گوشت کھوں کر

ان کے پیش کرتے ہیں۔ وہ کھاتے نہیں۔ اس سے آپ خوف زدہ ہوجاتے ہیں کہ شاید یہ دشمن ہیں

کسی بڑے ارادے سے آئے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں : لَا تَحْزَنْ إِنَّا أَدْنَيْنَا إِلَىٰ تَوَّابًا رَحِيمًا۔ اور

نہیں ہم تو تم کو ٹوٹا کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ یہ واقعات حضرت ابراہیم کی غیب دانی کے منافی ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں جامع البیان میں ہے : ہڈوے اس لیے کہ اس زمانے کے لوگوں کی عادت

تھی کہ جب کوئی حمان آئے اور وہ میزبان کا طعام نہ کھائے تو یہ گمان کرنے لگتے کہ وہ کسی بڑے

ارادے سے آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں، (حاشیہ مجتہد نما

حامل ثمر لیت از نور محمد کا رخا نہ تجارت کتب کراچی، سورہ ہود کوع نمبر، صفحہ ۲۶)

موسیٰ علیہ السلام :

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وطور پر روشنی دیکھ کر آگ سمجھتے ہیں۔ آگ لینے جاتے ہیں تو پیغمبری مل

جاتی ہے۔ پھر کوہ طور پر جاتے ہیں تو پیچھے سے قوم پیچھے کی کوئی جاکرنے لگ جاتی ہے۔ آپ اپنے بھائی

ہارون (علیہ السلام) پر خفا ہوتے ہیں۔ حالانکہ ان کی کوئی خطا نہ تھی۔ پھر اپنی غلطی اور اپنے بھائی کی

کم ہمتی کا خیال کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں : رَبِّ ارْحَمْنِي إِنَِّّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ

میرے بھائی دونوں کو معاف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان کو توبہ دینے کا سامعہ عطا فرما رہا ہے تو

آپ کو کجی کجی سمجھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ تسلی دیتا ہے کہ اسے پکڑو تو لاٹھی بن جائے گا۔ فرعون کے جادو

جب اپنی لاٹھیاں پیچھتے ہیں اور وہ سانپ بن جاتی ہیں تو آپ ڈرتے جاتے ہیں : أَدَّجَسَ فِي نَفْسِي

دل میں ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے عصا کو پیچھو۔ وہ وہ ڈرنا بند جاتا ہے بلکہ جادو کے بنے

لوگ سب سانپ کھا جاتا ہے۔ ایک قبیلہ کو تھکا مارنے میں وہ مہم جاتا ہے آپ ڈر کے مارے وہاں سے

جاگ جاتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام غیر نبی بننے سے پہلے درخیز ہو جانے کے بعد کیسا طویل پر غیب دان تھے اور یہ سب واقعات قرآن میں موجود ہیں جو سب کے سب آپ کی غیبی انی کے منافی ہیں۔

داؤد علیہ السلام:

حضرت داؤد علیہ السلام بڑے بزرگ نبی تھے۔ زکوٰۃ آپ پر نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پرندوں کو بھی اُن کے زیر فرمان اور فرمانبردار بنادیا تھا جو اُن کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ لہذا اُن کے ہاتھ میں حرم کو دیا جس سے ذرہ نہ ہاتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وہ شخص ملوا بچا نہ رکھوات خانہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اِذْ قَالَ عَلٰی دَاوُدَ قَفِّزْ مِنْهُمْ تَالُوْا لَا تَحْتَفِ جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ گھبرا گئے انہوں نے کہا کہ آپ کو دین نہیں۔ ہم اہل مصلحت ہیں آپ فیصلہ کریں۔ وہ بدستغیت و فرشتے تھے۔ آپ کی ایک لغزش سے متنبہ کیا۔ پھر آپ نے اللہ سے استغفار کیا اور سجدے میں گر پڑے تو اللہ نے معاف کر دیا۔

اللہ حضرت داؤد علیہ السلام کی گھبراہٹ اور فرشتوں کو نہ چھپانا اصل واقعہ سے لاعلمی پر دل ہے جو قرآن کے بیان سے آپ کی غیب دانی کے منافی ہے۔

سليمان عليه السلام:

حضرت سليمان علیہ السلام کو اتنی بڑی سلطنت سونپی جاتی ہے۔ کہ انسان و جن و حیوانات و پرند آپ کے زیر فرمان ہیں بلکہ ہر ایک آپ کی فرمانبردار ہے۔ آپ پرندوں کا جائزہ لیتے ہیں تو ایک ہر پرند کو غائب پاتے ہیں۔ آپ خفا ہو کر فرماتے ہیں: ﴿مَالِيْ لَا اَدْرِيْ اَلْهَدُّ هُكَّ﴾ یہ کیا بات ہے کہ ہر پرند دکھائی نہیں دیتا میں اُسے ضرور سخت سزا دوں گا یا اُسے ذبح ہی کر ڈالوں گا۔ یا وہ کوئی اپنی غیر حاضری کی معقول وجہ بیان کرے۔ انہیں یہ ہر پرند آگیا۔ اور کہنے لگا: ﴿اَحَطَّتْ بِمَا كُنْ تَحِطُّ بِهِ﴾ میں نے وہ بات معلوم کر لی جو آپ کو معلوم نہیں۔ یہ واقعہ قرآن سے آپ کی غیب دانی کے منافی

ہے۔

اگر غیب دانی کوئی عطا کرنے کی انسان کے لیے مُعْجِزہ ہے جو نبی تو حضرت سليمان علیہ السلام جن کو خدا نے اس قدر وسیع سلطنت عطا کی تھی اس علم کے زیادہ حق وار تھے۔ مگر غیب دانی انسان کے لیے غیر مُعْجِزہ ہے اس لیے عطا نہیں ہوئی۔

۴ معاذ اللہ اگر خلق غیب دان ہو دے

کے ز دست کے ہرگز نیا سودے (سعدیؒ)

داؤد و سليمان عليهما السلام:

سنا دی اور مسلم کی صحیح حدیث میں آیا ہے۔ کہ دو عربی سفر میں جا رہی تھیں۔ ہر ایک کی گودیں شیر خوار بچہ تھا۔ بڑی کا بچہ چھڑیا لے گیا۔ اُس نے حضرت داؤدؑ کی عدالت میں دعویٰ کیا کہ یہ بچہ میرا ہے آپ نے اُسے دلوا دیا۔ پھر حضرت سليمان علیہ السلام کے مقدمہ پیش ہوا تو اُن میں سے ہر ایک کستی تھی کہ یہ بچہ میرا ہے اور گواہ کوئی تھا نہیں۔ آپ نے فرمایا پھری لاؤ میں بچے کو کاش کر نصف نصف کر کے انہیں دے دیتا ہوں۔ اس پر چھوٹی عورت جس کا بچہ تھا بول اٹھی حضرت! خدا آپ پر رحم کرے۔ بچہ کو کاٹیں نہیں یہ بچہ میرا نہیں اسے دے دیجئے۔ بڑی کا بچہ نکمہ بچہ نہیں تھا۔ وہ خاموش رہی۔ اس سے آپ سمجھ گئے کہ بچہ نبی الحقیقت چھوٹی کا ہے۔ لہذا اُسے دلوا دیا گیا۔

اس واقعہ سے عیاں ہے کہ دونوں حضرات غیب دان نہیں تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے غلط فیصلہ کیا کہ بچہ اُسے دلوا دیا جس کا نہیں تھا۔ اور حضرت سليمان علیہ السلام نے حکمتِ علی سے کام لیا اور نہایت ہی دانش مندی سے معلوم کیا۔ نہ کہ نہادِ علم غیب کے۔

اگر علم غیب ہوتا تو فوراً کہہ دیتے کہ بچہ فلاں عورت کا ہے۔ آپ کی عقل مندی اور دانش مندی سے مُقتدر کہ فیصلہ کرنے میں آپ کی بڑی فضیلت ظاہر ہے۔ جو غیب نہ جاننے کی بدولت ہے۔ ورنہ غیب جاننے کی صورت میں کوئی فضیلت نہیں۔

يعقوب عليه السلام:

کھانا سے صحت تن میل کے فاعل حضرت یوسف علیہ السلام کو اُن کے بھائیوں نے زود

کوب کر کے کنوئیں میں ڈال دیا۔ اور گھر کر بہا نہ کر کیا کہ اسے پھیر یا کھا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ فرزند ان یعقوب علیہ السلام انہیں غیب دان نہیں سمجھتے تھے۔ ورنہ وہ بہا نہ کریں کرتے اور یعقوبؑ کو بھی واقعہ کا پتہ نہیں چلتا اور مدتوں دوتے رہے جس سے بنا ہی بھی جاتی رہی۔ لیکن جب اللہ نے بتلانا چاہا تو جب یوسفؑ علیہ السلام کا گزرتے کہ ایک شخص مصر سے روانہ ہوتا ہے تو آپ فرماتے ہیں اِنِّیْ لَا جِدُّ فِیْہِ فُیُوسُفُ کہ مجھے یوسفؑ کی خوشبو آ رہی ہے۔ اس واقعہ کو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے حسب ذیل اشعار میں ذکر کیا ہے :

یکے پُرسیدانِ گم کردہ فرزند
کہ اے روشن گہر پر خردمند
زمینش بوسے پیرا بہنِ شیدی
چرا در چاہد کفالتش نہ دیدی
بگفت احوالِ باقرب جہاں است
دے پیدا و دیگر دم نہاں است
گئے بر طارمِ اعلیٰ نشینیم !
گئے بر پشتِ پائے خود نشینیم

ترجمہ : بھئی نے اُس کوٹھنے بوسے بیٹے والے سے پوچھا کہ اے روشن خیر بوسے مصر سے اُس کی قمیص کی بوٹوٹے ٹونگھ لی۔ کنعان کے کنوئیں میں کیوں نہ دیکھا۔ اُس نے کہا کہ ہمارا حال بالکل سبکی کا نہ ہے کہ ایک لحظہ میں ظاہر اور دوسرے میں گم کبھی ہمراہ دے بلا خانہ میں بیٹھے ہیں (یعنی ہمارے پاس آسمان کی خبریں آتی ہیں) اور کبھی ہمیں اپنے پاؤں کے نیچے کی خبریں ہوتی ہیں۔
ان اشعار میں گویا تمام انبیاء علیہم السلام کی غیب دانی سے انکار ہے۔ مگر جو زمانے اور اپنی ضد پر اڑا رہے۔ اُسے خدا ہی ہدایت دے۔

گر نہ بیند بروزِ شہرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ !

عیسیٰ علیہ السلام :

قرآن میں ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائے گا کیا تُو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا خدا بنا لو۔ تو عیسیٰ علیہ السلام جواب میں عرض کریں گے۔ اے اللہ! تو پاک ہے مجھ سے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ ایسی بات کہوں جس کا مجھے حق

نہیں اور اگر کچھ کہا ہو گا تو پھر تُو اُسے خوب جانتا ہے۔ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوبِ (رسودہ مانڈ) فیروں کا جاننے والا صرت تو ہی ہے۔

یہ تو قرآن کا بیان ہے۔ انجیل میں بھی آپ کے غیب دان ہونے کی نفی موجود ہے۔ چنانچہ مرقس باب نمبر ۱۱ آیت نمبر ۱۲-۱۳ میں ہے :

”دوسرے دن جب وہ بیت غناہ سے نکلے تو اُسے بلوک لگی۔ تو وہ دوسرے اخیر کا ایک رخت جس میں تپتے تھے دیکھ کر کیا کر شاید اُس میں کچھ پائے۔ مگر جب اُس کے پاس پہنچا تو پتوں کے سوا کچھ نہ پایا۔ کیونکہ اخیر کا موسم نہ تھا“ (مرقس باب نمبر ۱۱ آیت نمبر ۱۲-۱۳)

لہذا قرآن اور انجیل دونوں میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غیب دان ہونے کی نفی موجود ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی معصومیت اور لغزش :

سب انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔ وہ اللہ کی حفاظت میں ہوتے ہیں۔ اُن سے کوئی گناہ منہم نہیں ہوتا۔ انہیں معجزات عطا کیے جاتے ہیں تاکہ اُن کی نبوت ثابت ہو اور لوگوں پر حجت قائم ہو۔ لیکن باوجود اس شرف و عظمت کے اُن سے کوئی ذکوئی متغافل نہ بشریت لغزش ہو رہی جاتی ہے اور اس میں حکمت خداوندی یہ ہوتی ہے کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ اُن کے معجزات دیکھ کر انہیں خدا ماننے لگ جائیں۔ اگر ناخلف بن حضرات قرآن کا بغور مطالعہ کریں گے تو اس حقیقت کو ضرور پالیں گے۔ یاد رہے کہ علم غیب خاصہ باری تعالیٰ ہی ہے اور یہ وہ صفت ہے کہ جن کی بدولت کوئی لغزش ہو رہی نہیں سکتی۔ وہ صرف ذات پاک باری تعالیٰ کی ہے۔ اس لیے صرف وہی عالم الغیب ہے اور کوئی نہیں۔

لَا یَسْأَلُکُمْ فِی السَّکَوٰتِ وَ اَلَا دِیْنُ الْغَیْبِ اِلَّا اللّٰهُ۔

ترجمہ : ”سوالوں کے فرشتے اور زمین میں انسان و جنات اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتے۔“

یہ آیت کریمہ غیب کو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کرتی ہے۔ اور مخلوق سے خواہ وہ انسانوں
میں ہو یا زمین میں علم غیب کی نفی پر دال ہے۔ اور یہی عقیدہ ہے اہل سنت والجماعت کا۔
(فقہ اکبر)



حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میشتر ازیں ہم بزرگ ترین حضرات انبیاء علیہم السلام کے مختصر حالات بیان کر کے ثابت کر آئے ہیں۔
کہ وہ سب کے سب غیب دان نہ تھے حقیقت میں یہ عقیدہ کفار کا تھا کہ نبی غیب دان ہونا چاہیے
اور نبی بشر نہیں ہو سکتا کوئی فرشتہ ہونا چاہیے۔ یہ بات قرآن کی بے شمار آیات مبارکہ سے عیاں
ہے۔ یہی وجہ تھی جو لوگ حضور سے کتے بچے کر آپ کھاتے پیتے ہیں۔ بازاد میں آتے جاتے ہیں۔
بیوی بچوں والے ہیں۔ یعنی آپ بالکل بشر ہیں پھر نبی کیسے ہو گئے؟
عقیدہ نو۔ تھا یہ کفار کا کہ بشر نبی نہیں ہو سکتا اور نبی غیب دان ہونا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے آج
کچھ مسلمانوں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے غلو میں اسی بات کو جڑو ایمان بٹھرایا
کہ حضور عالم الغیب ہیں اور بشر نہیں۔ اور حضور ہی نہیں سب انبیاء علیہم السلام کی غیب دانی کے
مستعد ہو گئے۔

چند اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کے حالات تو بیان ہو چکے۔ اب ہم سید البشر اور افضل
الرسل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے چند واقعات کا ذکر کریں گے کہ اس طرح
خیالاتِ عوام و خاص کا باعث ہوں۔ وَمَا تَوْحِیْدُنَا إِلَّا بِاِلٰہِ یَا لَہُ عَلَیْہِ تَوَكَّلْتُ وَالْیَہُ اَرْحَمُ الرَّحِیْمِ۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

کفار مکہ حضور سے طرح طرح کے سوالات کرتے ہیں۔ اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں مال دار بنا دیجیے
خزائنِ مدفونہ کا ہتہ بتا دیجیے۔ آپ کیسے نبی ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں، بازادوں میں آتے جاتے ہیں۔
آپ کے بیوی بچے ہیں، ہم کیسے مان لیں کہ آپ نبی ہیں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر
مندرجہ ذیل وحی نازل فرمائی:

قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عِشْرَیْ حَیْثُ اَنْتُمْ
اَللّٰہُ لَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَا
تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا

أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ ۖ إِن
أَتَيْتُكُمْ إِلَّا بِبَشِيرٍ أَوْ نَذِيرٍ ۚ
يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۚ
أَلَا تَتَذَكَّرُونَ (۱۱: ۷۰)

کے خزانے ہیں اور میں غیب جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ
کتابوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف جو میرے پاس
دہی آتی ہے اس کی اتباع کرتا ہوں۔ کیا اندھا اور بین
برابر ہو سکتا ہے۔ سو تم غور نہیں کرتے۔

تفسیر: سب انبیاء اور اولیاء کے مزار پر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور لوگوں نے انھیں کبرے
بٹے بٹے دیکھے اور بزرگوں نے انھیں کی پیروی سے بزرگی حاصل کی۔ اس لیے انھیں کو
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنا حال لوگوں کے کہ گے صاف بیان کر دیں تاکہ سب لوگوں کو حال معلوم
ہو جائے کہ میں کھڑے خدا کے عالمک نہیں ہوں کہ جس کو چاہوں مالدار کروں یہ اعتقاد تو
اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور میں عالم الغیب ہوں۔ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ معلوم ہوتا کہ
اگر کوئی یہ اعتقاد کرے کہ فلاں مرید کو فلاں پیر نے ایک خزانہ بخش دیا یا مال دار کر دیا یا انبیاء
اور اولیاء کو علم غیب ہوتا ہے تو وہ مشرک ہے۔ جبکہ امام الانبیاء اور پیغمبروں کو یہ باتیں
حاصل نہ ہوں تو پھر کسی اور رسول اور ولی کا کیا ذکر ہے۔ پھر اس سے بھی انکار کر دیا کہ میں فرشتہ
نہیں ہوں میں تو ایک بشر ہوں۔ فقط اتنی بات ہے کہ تابع دہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے دہی بھیج کر
مجھے بزرگی بخشی مجھ پر احسان کیا۔ پھر فرمایا بھلا کہیں اندھا اور دیکھتا برابر ہوتا ہے۔ انھیں اتنی بھی
سوچ دکھائیں: (۱۱: ۷۰) کیا خبر وغیرہ از حدیث صحیحہ میں حامل تشریف علیہ وسلم کہ خداوند تعالیٰ کتاب کو اپنی

تفسیر حقیقی: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو منکرین کہتے تھے کہ اگر آپ نبی برحق ہیں تو آپ بہت سا
مال دے دیجئے۔ یا زمین کے مدون خزانے بنا دیجئے۔ اور بعض یہ شبہ کرتے تھے کہ پھر آپ کیوں
کھاتے پیتے ہیں۔ ان کے جواب میں فرمایا ہے قُلْ لَا أَقُولُ كُمْ اَنْ سَعَىٰ دَعَا تَدْعُوْنَ
پاس خزانے ہیں، میں غیب دان ہوں کہ تم کو فائن بنا دوں، میں فرشتہ ہوں جو نہ کھاؤں نہ
پیوں۔ انسان ہوں اُس کی وجہ ادا اللہ مال کا پانڈ ہوں (تفسیر حقیقی جلد چہارم صفحہ ۷۸)
تمام مستند تفسیریں علیہ السلام وغیرہ میں بھی مضمون مذکور ہے اگرچہ الفاظ مختلف ہیں۔

خوش عقیدگی:

بعض حضرات نے خوش عقیدگی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا فی عالم الغیب ہونے کا عقیدہ

اس لیے گھڑیا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں حضور کی شان میں اضافہ ہوتا ہے۔ مگر یہ بات حقیقت کے
خلاف ہے۔ کیونکہ حضور نے خود اس بات سے منع فرمایا ہے۔ کہ جو بات وصفات حضور میں نہیں آئے
حضور کی طرف منسوب کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

لَا تَقُولُوا فِي كَمَا أَطْوَىٰ عِشْيَ
بْنِ مَوْجِبَةٍ وَتَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ
وَدَوْلُهُ (بخاری و مسلم)

میری تعریف حد سے بڑھ کر کرنا جیسے عیسیٰ بن مریم کی حد
بہن مویجہ و تَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ سے بڑھ کر تعریف کی گئی یعنی انہیں خدا کا مینا کہنے لگے اور
وَدَوْلُهُ (بخاری و مسلم) گمراہ ہو گئے لہذا مجھے اللہ کا بندہ اور رسول کہا کر۔

جب رسول کہا گیا تو سوائے خدا کے جسے کمالات انسان میں ممکن ہیں سب آگئے۔ کیونکہ رسول گناہوں
سے معصوم ہوتا ہے اور حضور کو غیر البشر اور افضل الرسل کہتے ہیں۔ جس سے ارفع و اعلیٰ خدا کی مخلوق
میں کوئی درجہ نہیں۔ صحیح ترین تعریف یہ ہے جو حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

فرماتے ہیں: ۷

يَا صَاحِبَ الْمَحَالِ دِيَاسِيَدَ الْبَشَرِ
لَا يُمْكِنُ الْاَلَلَا كَمَا كَانَ حَقُّهُ
مِنْ دَجَلِ الْمَنِيْلَقْد نَدَّ الْقَمَرِ
بَعْدَ اِذْ خُذَ اِبْدُكَ تَوَلَّىٰ قَصَّةَ مُخْتَصَرِ

مولانا حالی نے مندرجہ بالا حدیث کا نہایت خوب ترجمہ کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

تم اوروں کی مانند نہ ہو کہ کھانا
میری حد سے نہ بڑھ کر نہ بڑھنا
بڑھا کہ تم نہ مجھ کو کھانا

سب انسان میں اس طرح رنگ نہ

اُسی طرح ہوں میں بھی اگلے کا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری قسم تم
نہیں بندہ جس نے کچھ تم کہ تم

کہ بیادگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے دے ہے حق نے بس اتنی بنگی

کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور اچھی بھی

(مُشدس حالی)

خدا کا حضور کو تسلی دینا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب دان توہتے نہیں۔ اس لیے کہا کہ تانے سے بعض اوقات

آگے آیا ؟

حضرت نوح علیہ السلام کے حالات بیان کرنے کے بعد ارشاد خداوندی ہوتا ہے :

ثَلَاثًا مِّنْ أَتْبَارٍ اَنْعَبَ تُوْحِيْمَا
اَلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا اَمَّا وَ
لَا تَوَكَّلْ مِنْ قَبْلِ هَذَا - تَاَصِيُوْ
اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ -

یہ تھہر اٹھا اور غیب کے ہے جس کو ہم وحی کے
دور آپ تک پہنچاتے ہیں۔ اس سے پیشتر اسے نہ آپ
جانتے تھے ورنہ آپ کی قوم۔ سربراہ کیے یقیناً ایک
انجام متیقنوں ہی کے لیے ہے۔ (آپ ۱۲) اور کون ہنس)

اقسام علم غیب :

غیب کے معنی پوشیدہ کے ہیں۔ اب یہ پوشیدگی کئی قسم کی ہے :

۱۔ اول۔ اضافی۔ کہ ایک چیز مجھے سامنے ہے اور جو کس دوسرے ہم سے غائب
اور غیب ہے۔ یہاں تک کہ عالم ناسوت کی جمیع چیزیں اگر ایک سے غیب میں ہیں تو دوسرے کے
نزدیک موجود ہیں۔ کیا اس قسم کا غیب بھی خاصہ خدا ہے ؟ عقل صافی فوراً کہہ دے گی کہ ہرگز
نہیں۔ کسی کے لیے یہ غیب مطلق نہیں۔ بلکہ میں وجہ پر مشروط ہے۔ اس کو ایک جانتا ہے تو دوسرا
نہیں جانتا۔ جن اکثر اسی قسم کے غیب کو کہنا ہوں ہے بیان کر دیتے تھے۔ اور اب بھی بیان
کر دیں تو کچھ بات نہیں۔

۲۔ دوم۔ عالم ناسوت سے غیب۔ یعنی عالم مثالی کی چیزیں۔ عام ہے کہ وہ ابھی اس عالم میں
نہیں آئی ہیں۔ بلکہ آنے والی ہیں۔ یا اگر چلی گئی ہیں۔ نہ اب وہ ان آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں نہ
ان کا نور سے سنی جاسکتی ہیں۔ نہ ان کا بخور سے شوقی جاسکتی ہیں۔ نہ ناک سے سونگھی جاسکتی
ہیں۔ نہ زبان سے چکھی جاسکتی ہیں۔ اس قسم کا غیب اول غیب سے بلند ہے۔ مگر یہ غیب
مطلق نہیں۔ جن کو غیب الغیب کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ چیزیں عام ملکوت کے لوگوں کے سامنے ہوتی
ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ کبھی روح خواب میں جبکہ اس کو کٹا جاتا ہے۔ جیسے ہمارے سامنے نورانیت حاصل ہوتی
ہے۔ تو ان چیزوں میں سے بعض یا کُل کو دریافت کر لیتی ہے۔ اور اسی طرح اہل شرف و اہل
بہاوت و تبارک اپنی روحانی تخیل میں دریافت کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور کرام

حیران ہوجاتے اور اپنے دل ہی دل میں کہتے۔ کہ میں تو ان کا خیر خواہ ہوں یہ لوگ خواہ مخواہ مجھے
تکلیف دینے اور تنگ کرنے کے واسطے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ انبیاء راغبین میں سے کسی نہ
کسی بزرگ نبی کا واقعہ بیان کر کے حضور کو تسلی دے دیتا۔ کہ ان لوگوں کے ایسا سلوک کرنے سے
گھبرانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ اسی طرح لوگ پہلے انبیاء علیہم السلام سے بھی بدسلوکی سے پیش
آتے رہے۔ چنانچہ فرمایا :

وَلَقَدْ اسْتَفْهَىٰ يٰ بَدِيسٌ مِّنْ قَبْلِكَ
تَحَاتَّىٰ لَآلِئِیْنِ یَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ
مَا كَاذُوْا بِهٖ یَسْتَفْهِدُوْنَ ۚ قُلْ
سَبِّدُوْا اِنِّی الْاَرْضُ لَنَرٰهُنَّ اَنْظُرُوْا
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكْذِبِيْنَ ۝

اور واقعی آپ سے پہلے جو پیغمبر ہوئے ہیں۔ ان کے
ساتھ بھی تسخیر کیا گیا ہے۔ پھر جن لوگوں سے ان سے
تسخیر کیا۔ ان کو اُسی غلاب نے اُٹھرا جس کا تسخیر
اُڑنے تھے۔ آپ فرما دیجیے کہ خدا زمین میں چلو پھرو
پھر دیکھ لو کہ تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا ؟

(سودہ انعام دکو ع ۱)

اس آیت کی تفسیر میں صاحب احسن التفسیر فرماتے ہیں :

”یہ عادت الہی ہے کہ کسی امت کی فرائض کے موافق نبی کو مقررہ دیا جاوے اور وہ مقررہ دیکھ کر
بھی وہ امت بھی کو نہ مانے نہ پھر وہ امت ہلاک ہوجاتی ہے۔ جس طرح خود کی دشمنی کا حال دیکھ
سکتے ہیں۔ اب آیت کے آخر میں حضرت کی تسکین فرمائی کہ اگر یہ لوگ ایمان نہ لادیں گے اور اسی
طرح مسخرانہ کی باتیں کرتے رہیں گے تو انہیں اسے ٹھٹھا کرنے والوں کا حال ہو آگے ہوا ہے وہی
ان کا بھی ہوگا اور خدائے کبریا کی عبادت فرمائی کہ ملک شام اور ملک یمن کے مسفر میں پہلی قوموں کی اجرت
ہوتی بسنیاں دیکھ کر اجرت پڑیں۔“ (احسن التفسیر منزل ۲۔ صفحہ ۱۱۳-۱۱۴)

خلافتنا انصار علیہم السلام ۴۸۶ اس آیت کی تفسیر حسب ذیل دی ہے :

”بیک اس سے پہلے جو پیغمبر گذرے ان پر کفار و مسخرانہ کہتے رہے مگر ان کا تسخیر انہیں پر کوٹ پڑا
اور ہلاک ہو گئے۔ ان سے کہہ دیجیے خدا رکھوے کل کو تمہوں میں پھر یں۔ دیکھیں کہ تمہارے نبی کی طرف
کس بھڑوں میں اور فروعی کس طرفان میں ؟ خدا کا بارغ و فرد کی آگ کہاں ہے ؟ صاف و شیش
کے جھٹلانے والوں کا کہیں نام و نشان ہے ؟ یہود نے لازم میں کیا پایا۔ چھلی والوں کے کیا

چنانچہ صحیح بخاری میں حدیث کوفہ ہے جس میں روایت ہے کہ نبی صلعم کو نمازیں اس عالم غیب کی چیزیں دکھائی گئیں۔ اور اس لیے اشرافی اور اہل دیار میں بھی بعض چیزوں سے واقف ہو جاتے ہیں۔ اور کابن اور رسالی وجہا و درجہ بھی کبھی کبھی اپنے نوعد سے کچھ اڈتی ہوئی بات معلوم کر کے اپنی قوت متوہر سے نیک قالب میں ڈھالتے ہیں مگر خود ان قواعد کی غلطی یا ان سے استنباط کی لغزش اور اسی طرح خواب کا شفق میں قوتِ دہیہ کی آمیزش اس غلطی مرتبہ کو ظن کے مرتبے میں کر دیتی ہے۔ یعنی مجسمہ کشف انبیاء علیہم السلام کے اوصاف قدر لیتے ہیں۔ اسی قدر مراتب ان میں غلطی کا احتمال باقی رہتا ہے۔ اس لیے ان کے جاننے کو علم معنی یقین نہیں کر سکتے۔ پس اس قسم کا غیب بھی اُس کی طرف سے خاص حضرات انبیاء علیہم السلام کو عطا ہوتا ہے۔ جس کی یہ اعتبار کی جاتی ہے۔ کہ آگے اور پیچھے ملائکہ کا پر ادا ہوتا ہے۔ تاکثر طین اذ توت قدرہ و توت دہیہ و تالیہ آگے سے اور عادات و طبائع سامنے سے اُس میں کچھ بھی دست اندازی نہ کر سکیں۔ اور ابد کی چوکی سے علم مخدوع و عادات و اخلاق متردس اُس میں آمیزش کرنے نہیں پاتے۔ دالوں، جفا دوں، نجومیوں اور کائناتوں وغیرہ کے غیب میں تو ہزاروں من کوڑا کرکٹ ہوتا ہے اور حضرات اولیاء کرام کے مکاشفات میں بھی یہ حفاظت نہیں ہوتی۔ تو یہ متوہر و متجسس کی آمیزش اس میں نہیں۔ اس لیے اُن کو بھی احوال امر کتاب و دست پر بھر دسکر کرنا پڑتا ہے۔ ہر اقسام وحی کے ہیں اور اسی لیے اور محققین کو بھی اُن کے الہامات کا پابند نہیں کیا گیا۔ اور نہ وہ الہامات حجتِ قطعہ ٹھہرائے گئے۔ یہ بات خاص الہام انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہے۔ کہ جن کے حاصل ہونے سے پہلے بھی حفاظت ہوتی ہے کہ وحی کے وقت اُن کے قوی کو مطلق کر دیا جاتا ہے اور بعد میں بھی حفاظت ہوتی ہے۔ یہ اس لیے کہ ہر ایک کو معلوم ہو جائے کہ انبیاء علیہم السلام نے اپنے رب ہی کے احکام و پیغام پہنچائے اور اس میں کچھ آمیزش اور کمی زیادتی تبدیل و تغیر نہیں ہوئی۔

۲۔ تفسیر قسم غیب الغیب ہے اور غیب مطلق جن کو قیسم سبھا نہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ پھر اس کی بھی کئی قسمیں ہیں بعض وہ ہیں کہ جن کے جاننے کی کسی ممکن میں قدرت ہی نہیں۔ اور یہ ایک بے انتہا غیب ہے لَا یَسْتَشْأِرُکَ اَکْثَرُ

تفسیر مواب الرحمن میں بھی دَسَا کَانَ اللّٰهُ یُظْهِرُکَ عَلَی الْغَیْبِ کی تفسیر میں چند اقسام علم غیب دی ہیں۔ جن کا یہاں ذکر بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

۱۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں چند طرح کے غیب ہیں۔ اول غیب ظاہر۔ دوم غیب باطن۔ سوم غیب الغیب چارم سر الغیب۔ پنجم غیب السر۔ پسے غائب ظاہر تو وہی ہے۔ جن کی اللہ تعالیٰ نے امر آخرت وغیرہ کو خبر دی ہے اور اس پر کوئی مطلع نہیں ہوتا۔ مگر وہی مقام جو یقین کو پہنچا گیا ہو۔ اور جو اس مقام کو پہنچا وہ نفس کے شواغل و خطراتِ شیطانی سے خارج ہوتا ہے۔ لیکن حدِ استقامت پر نہ ہونے سے دیرِ آخرت ہی ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ یقین تو خود خطرات ہیں۔ اور یہ خطاب بایں سخی خطاب اِضداد ہے۔ اور غیب باطن سرودہ غیب اُن چیزوں کا ہے جو متقدمہ کے چشمِ اعتبار سے پوشیدہ ہیں۔ اور یہ خطاب اہل ایمان کا ہے۔ اور غیب الغیب تو وہ افعال میں صرفاً کا غیب ہے۔ اور بایں سخی یہ خطاب مریدین کو ہے اور سر الغیب تو وہ صفت میں نور ذات ہے اور یہ خطاب مجتہدین کو ہے اور غیب السر تو وہ عینیتِ قدم ہے کہ اس پر کبھی کوئی مخلوق مطلع نہیں ہو سکتا۔ (تفسیر مواب الرحمن جلد نمبر ۲۔ صفحہ نمبر ۱۱)

﴿﴾

۳۔ تفسیر تباری جلد ۲۴-۲۳-۲۲۔ یہ تفسیر تباری کی وہی عبارت ہے۔ جسے تفسیر تباری نے فلا یظہر علی غیب سے اس مقام کے لیے پھر اُٹھاتا۔ تاکثر کراد نہ ہو۔ (مؤلف)

امور دین و دنیا و عاقبت اور علم غیب

اس عنوان کے ذیل میں جن واقعات یا بیانات کا ذکر ہوا ہے۔ اُن مفصل بحث پہلے حصہ میں گذر چکی ہے۔ اس لیے یہاں اُن کی تشریح و توضیح درکار نہیں۔ بلکہ اُن کا بیان ایک جابیان ایک خاص مقصد کے حل کرنے کو لایا گیا ہے۔ اور صرف اشادات اور سادہ بیانات پر ہی اکتفا کیا جائے گا۔ وَبِآيَاتِهِ يُنذِرُ

۱۔ امور دین

امور دین وہ ہیں جو اسلام کے پانچ بنیادی اصولوں کے تحت ہوں۔ یا بالفاظ دیگر اسلام کی بنیاد پانچ ایسے ارکان پر ہے۔ اگر کوئی شخص اُن میں سے ایک کا منکر ہے تو وہ مسلمان نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔

۱۔ ایمان۔ اس امر کی گواہی دنیا کے خدا کے سوا کوئی مجبور نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور رسول ہیں۔

۲۔ نماز پڑھنا۔

۳۔ زکوٰۃ دینا۔

۴۔ حج کرنا۔

۵۔ رمضان شریف کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

پانچ بنائے اسلام اور علم غیب :

اگرچہ علم غیب کا تعلق صرف دین اور ایمان سے ہے۔ لیکن ہر صحیح واقعات کی روشنی میں واضح کر دینا چاہئے ہیں کہ ان پانچوں ارکان کے متعلق جو قرآن و احادیث صحیحہ میں جو تفصیلات و تجریدیں ہیں۔ اُن سے ظہر ہے کہ ان پانچوں ارکان میں سے ہر ایک کے الگ الگ بیان میں ایسے واقعات بھی ظہور پذیر ہوئے ہیں جن میں سے ہر ایک اس امر پر شاہد عادل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں۔

دین اول۔ ایمان :

مشکوٰۃ شریف میں کتاب الایمان کی پہلی حدیث جس میں ایمان کا اسلام کی تعبیر کی گئی ہے۔ اُس میں حضرت جبریل علیہ السلام کے اس سوال پر کہ ”مجھے قیامت کی خبر دیجئے یعنی وہ کب ہوگی؟“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ما سئل عنہا بحدیث من السائل“ کہ رسول اُس کے متعلق سائل سے زیادہ نہیں جانتا یعنی ہم دونوں نہیں جانتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ قیامت کے وقوع کا آپ کو علم نہیں اور علیٰ ہر حال علم غیب ہے۔ جو علم آپ کو عطا ہوا تھا۔ وہ آپ بتلاتے گئے اور جو عطا نہیں ہوا۔ اُس کے متعلق صرف انکار کر دیا۔ لہذا آپ عطا کی عالم الغیب نہ تھے۔ اس حدیث کا مفصل بیان آگے آتا ہے۔

دین دوم۔ نماز :

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ نماز میں پانچ رکعتیں پڑھیں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا نماز میں کچھ زیادتی ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں؟ صحابہ نے عرض کیا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ (یہ سن کر) آپ نے سلام پھرنے کے بعد دو سجدے کیے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے صحابہ کے اعراض پر فرمایا ”اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ“۔ اُنہی کما تَسْتَوُونَ قَاذِیْبُتْ فَکَذِبُوْا“ یعنی میں بھی تمھاری مانند انسان ہوں جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں۔ جب میں بھول جایا کروں تو تم مجھ کو یاد دلاؤ کہ ”(بخاری و مسلم) یہ صرف ایک حدیث ہی ایک ایمان دار آدمی کے لیے اُس تمام نزاع کا فیصلہ کر دیتی ہے جو جنودِ شان بھر میں اور خصوصاً پنجاب میں ایک عرصہ سے چلا رہا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں یا نہیں یا انھیں بشر کہا جائے یا نہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں یا نہیں۔ کیونکہ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے کفار و منکر کے عقائد و فسادہ کی جو اپنے زعم و باطل میں نبی اور رسول کو عالم الغیب سمجھتے اور نبی یا رسول کا انسان ہونا محال جانتے تھے اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ نازل کر کے اصلاح فرمادی۔ کہ ان نادانوں سے فرما دیجئے کہ باوجود تمھارے جیسا انسان ہونے کے (میں اللہ کا نبی بھی ہوں) میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ عالم الغیب صرف اللہ کی ذات پاک ہے لَا اَعْلَمُ الْغَيْبُ میں غیب نہیں جانتا۔ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بھلائی ہی بھلائی جمع کر لیتا اور مجھے کوئی بُرائی نہ چھوٹی۔ مگر میرا حال تم اس کے برعکس دیکھتے ہو۔ بالکل قرآنی تعلیم کے موافق اور اُس کی تائید میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود

اپنی زبان پر جانِ حقیقت سے ارشاد فرما دیا۔ کہ میں بھی آخر نکالے جیسا انسان ہوں۔ نہ مادی طرح میں بھی
مقبول جا یا کر ناجز ہوں۔ اس لیے جب آئندہ بھی مقبول جاؤں تو مجھے یا دلا دیا کرو۔ یہ ارشاد نبویؐ تو صاف
صاف بتلا رہا ہے۔ کہ آپؐ اپنی ساری آئندہ کی زندگی کے لیے فرما رہے ہیں۔ گویا اس صحیح حدیث پاک
نے فیصلہ فرما دیا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر رسول تھے اور اپنی ساری زندگی میں عالم الغیب دیکھنے
میں کوہ شریف میں سجدہ سہو کا سادہ بیان پر چھوٹو معلوم ہو جائے گا۔ کہ کہیں چار رکعتوں والی نماز
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقبول کر پانچ رکعتیں پڑھیں کبھی چار کی بجائے دو رکعتیں بھی اور کبھی دو کے بعد
بٹھکے کی بجائے اٹھ کھڑے ہوئے پھر یا دو لئے پر سجدہ سہو کیا۔

یہ ایک دن کا واقعہ نہیں بلکہ ہر عرصہ میں ایسا ہوتا رہا۔ یہ سب احادیث مندرجہ بالا بیان کی تائید کرتی ہیں۔
ان صورتِ حالات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانبِ بناوٹ سے ایسا کرنے کا گمان کرنا حضورِ اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم پر مجبور کا الزام ہے اور اسلامی احکام کو ایک کھیل اور تماشا بنا دینے کے مترادف
ہے۔ لہذا آپؐ کے تمام اقوال و افعال حقیقت پر مبنی تھے۔ اُن میں بناوٹ کا نشانہ نہ مل سکتا تھا۔
رکن سوم۔ زکوٰۃ :

سب مستند فقہاء میں یہ واقعہ مذکور ہے۔ جسے ہم انحصار کے مد نظر تعصیبِ حقانی سے نقل کرتے
ہیں چنانچہ فرماتے ہیں :

”امام احمد وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ حادثہ بن فرارِ خزاعی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ پر متوجہ
کر کے اُس کی قوم میں بھیجا۔ ابان نے اس میں غفل اندازی کر دی۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
ولید بن غنیمہ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ اُس نے اگر کچھ حوث کبڑہ یا کہ حادثہ مقابلہ
میں آیا اور مجھے قتل کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس پر ایک لشکر نیا رہبر کہ حادثہ کے مقابلہ کو چلا۔
ادھر وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زکوٰۃ کے لیے آ رہا تھا کہ راستہ میں لشکر سے
ملا۔ دریافت ہوا تو تعجب ہوا۔ پھر آنحضرتؐ کے پاس آئے۔ حادثہ نے قسم کھائی کہ میں نے
ہرگز ایسا نہیں کیا تب یہ آیت نازل ہوئی“ (تفسیر حقانی جلد ۴ صفحہ ۳۰)

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَتَىٰ سَيِّئٌ فَأَعْبُوا زَكَاةَ إِذَا كُنْتُمْ تَقْرَأُونَ“
پاس کوئی خبر لائے تو جا چکے یا کہ وہ یہ نہیں کہو کسی سے سننا یقین کر لیا اور اس پر کار بند ہو گئے

کہہ کر ایسی صورتوں میں باہم رٹنے کے لیے بہت سے جھوٹ افسانے تیار کیا کرتے ہیں۔
ان پر باور کے کسی سے لڑ پڑے یا ریخندہ ہو کر اُن کے برعلافت کر بیٹھے تو پھر دریافتِ حال
ہونے کے بعد ندامت اٹھائی پر پڑے“ (تفسیر حقانی جلد ۴ صفحہ ۳۰)

اس واقعہ کو پہلے جہاں ہم نے پورا بیان کیا ہے تو وہاں دس ایسے مقامات کا ذکر کیا ہے جو
غیبِ دانی کے منافی ہیں۔ پھر سے دیکھ لیں۔ بہر حال یہ واقعات صاف بتلا رہے ہیں کہ آپؐ
عالم الغیب دیکھتے درحقیقت مومن صالح جو خود زکوٰۃ لا رہا تھا اُس پر فوج کشی بے معنی۔ بالکل بے فو
اور سر اسرار ایک انبوبات ہو جاتی ہے۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فعل ایسا نہیں جسے
بے معنی یا بے سود اور لغو کہا جاسکے۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز عطائی
عالم الغیب بھی دیکھتے۔

رکن چہارم۔ حج :

شہ کو آپؐ ایک خواب دیکھتے ہیں۔ کہ آپؐ خانہ کعبہ میں حج کی رسمیں ادا کر رہے ہیں۔ انبیاء
کا خواب بھی ایک قسم کا امام ہوتا ہے۔ حضورِ تباری کرتے ہیں اور پندہ رسو کے قریب صحابہ بھی آپؐ
کے ساتھ داندہ ہوتے ہیں۔ لیکن مقامِ حدیبیہ پر کفار نے روک لیا اور صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا۔
اور آپؐ حج نہ کر سکے۔ شرائط صلح کچھ ایسی تھیں کہ بغیر صلح سے بیتا تھا کہ مسلمانوں نے دُب کر صلح
کی ہے۔ جس سے صحابہؓ کی جماعت بھی ناراض تھی۔ اس واقعہ کے مفصل بیان میں ہم نے نہیں کیا۔
مقامات کا ذکر کیا ہے جو غیبِ دانی کے منافی ہیں۔ سال کا تعین چونکہ اس عالم الغیب پر زکوٰۃ کا عالم
نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بتلایا تھا۔ اس لیے آپؐ نے اُس کے کھنے میں غلطی کھائی۔ جو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے عطائی عالم الغیب ہونے کے بھی منافی ہے۔

رکن پنجم۔ روزہ :

امام ابو جعفر طحاوی صحتی فرماتے ہیں :

”إِنَّ الْهَلَالَ عَلَى النَّاسِ فِي آخِرِ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَجَبٍ وَمَقَامَاتِ فِي سَمَنِ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاصْبِرُوا صَبْرًا قَتِيلًا عِندَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَالِ الشَّمْسِ أَتَهْوَدُوا أَلْهَلَّالَ الْلَيْلَةَ الْخَاصَّةَ قَامَرًا“

عالم الغیب
والدلیل

مَرْسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسُ بِأَفْطَرِ مَا فَطَرُوا إِلَيْكَ السَّاعَةَ
فَخَرَجَ لَهُمْ مِنَ الْغَدِ فَسَلَّى بِهِمْ صَلَاةَ الْغَيْدِ—

”یعنی تحقیق کرچا نہ پوشیدہ ہوا لوگوں پر اخراجات میں رمضان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تو بوجہ کو انھوں نے روزہ رکھا اور اُسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بعد زوال کے لوگ کر انھوں نے دیکھا چاہو کہ گذشتہ شب میں پس حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو فطر کا (یعنی روزہ کھولنے کا) اور کھول انھوں نے روزہ اُسی وقت اور بچلے آپ ما سحران کے دُہرے روزہ کے وقت اور پُھر ما سحران کے نمازِ عید“

نورالمدایب ترجمہ اور تشریح ذہابہ جلد اس صفحہ ۱۳۱۱ اس حدیث کی صحت پر دارقطنی نوی اور
طحاوی کا اتفاق ہے۔ اور طحاوی کہ یہ الفاظ ہیں۔ جو احسان کے حدیث میں امام میں دیکھو
طحاوی منہرج جلد اس صفحہ ۵۷ (ابوداؤد و نسائی) اشعۃ الملتعات جلد ۱ صفحہ ۴۰۵

یہ حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ جیسے اوروں کوں نے آفتاب کے ڈھل جانے تک روزہ رکھا ہوا تھا ایسے ہی آپ کے بھی روزہ تھا۔ گویا آپ کو بھی چاند کے گزشتہ رات کو نکلنے کا علم نہ ہوا جب تک کہ باہر سے لوگ نہ آئے جنہوں نے دیکھا تھا۔ پھر ان کے اطلاع اور شہادت سے پتہ چلی روزہ کھول دیا اور دوسرے کوں کو بھی اطلاع کا حکم دیا۔ اور عید کی نماز دوسرے دن ادا کی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ غیب دان تھے۔ ذاتِ علم غیب کا نور کوئی بھی قائل نہیں۔ لیکن اگر عطا علیٰ علم غیب ہی حضور کو ہوتا تو آپ کو ان لوگوں کے بتلانے سے پہلے معلوم ہونا چاہیے تھا۔ اور جب یہ بات نہیں تو آپ ہرگز عطا علیٰ علم غیب بھی نہ تھے۔

۲-۱- امور دنیا

پانچ بنائے اسلام جو اُمور دین کو شامل ہیں۔ جب اُن کے بیان سے ظاہر ہو گیا کہ آپ ہرگز عطائی عالم الغیب نہیں۔ تو اُمور دنیا کی جانب تو آپ کو کم توڑتی تھی۔ اُن کے بیان کی بھی چند سداں ضرورت نہیں رہتی۔ مگر ہم ناظرین کی مرآتِ قلب کے لیے چند احادیث کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ جن سے ظاہر ہو جائے کہ اُمور دنیا بھی حضورِ عطائی عالم الغیب نہ تھے۔

۱۔ ”جب نبی صلعم پر تشریف لائے ہیں۔ اس وقت مدینہ کے لوگ کج رو کے درختوں میں تابا کر رہے تھے یعنی کج رو کے درختوں میں نارادہ و قسم کے درخت ہوتے ہیں وہ کج رو کے پھول ماد پر جھاڑتے تھے جس سے پھل زیادہ آتا تھا، رسول اللہ صلعم نے پوچھا بینہ کیا کرتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم ایسا ہی کرتے چلے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم ایسا نہ کرو تو شاید بہتر ہو۔ آپ کا یہ ارشاد سن کر لوگوں نے اس عمل کو ترک کر دیا اور سال بھر کم آیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: ”إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ لِّذَا آمَوْتُمْ شَكَّ رِئَیْتِیْ مِنْ أَمْرِ دِیْنِکُمْ فَخَذُوا بِہٖ اِذَا آمَوْتُمْ شَكَّ رِیْیْتِیْ مِنْ سَائِیْ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ“ (میں بھی ایک آدمی ہوں۔ پس جب تم کو کوئی دینی حکم دوں تو تم اس کو قبول کرو اور جب اپنی رائے (عقل) سے کوئی بات نکلا دوں تو تم سمجھ لو کہ میں بھی ایک آدمی ہوں)۔ مسلم بخاری المستدرکات

۲۔ ”و ترجمہ جلد اول صفحہ ۴۸۔ ۴۹) شیخ عبدالحی عثمت دہلوی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ”وبعض روایات ہم روین فقہاء مدہ کفر مودر آشتہم اعلمہ یا مودر نبیکم مشادنا زاید بکارمے دُنبانے خود“ (اشعۃ القمات جلد ۱ صفحہ ۱۱۲) اسی واقعہ کے متفق بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ اپنے امرو دنیا کو بہتر جانے ہو۔ یعنی حضور صلعم کی توجہ امرو دنیا کی طرف کم تھی۔ منظر ہر حق میں بھی یہ روایت دی ہے۔ (مجلد اول صفحہ ۴۹)

۳۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ حضور صلعم کو تا میر کی خاصیت کا علم نہ تھا۔ جو عطل کی عالم الغیب ہونے کے متناہی ہے۔

۲۔ بدر کے مقام پر حضور صلعم نے ایک جگہ قیام کرنے کا حکم دیا۔ تو حضرت جناب ابن منذر نے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ جو مقام انتخاب کیا گیا ہے۔ دجی کی رو سے ہے ؟ یا فوجی تدبیر ہے ؟ ارشاد دہنما کہ دجی نہیں ہے۔ حضرت جناب نے کہا تو ہوتہ ہوگا کہ اس کے چوڑھ سپتہرہ قبضہ کر لیا جائے۔ اور اس پاس کے کنوئیں سے پکا رو دیے جائیں۔ آپ نے یہ رائے پسند فرمائی اور اسی پر عمل کیا گیا۔ (سیرۃ النبی جلد ۱ صفحہ ۱۲۱) ابن ہشام اور ابن خلدون میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ رضو اللہ عنہم کو عالم الغیب نہ جانتے تھے

ورنہ ابن منذر یہ جُرأت نہ کر سکتے۔ پھر آپ کا خود تسلیم کرنا کہ یہ وحی نہیں۔ اور ایک صحابی کی تجویز کو پسند فرمانا اور اسی پر عمل کرنا۔ اپنے حکم کو ترک کرنا۔ یہ سب باتیں ایک عالم الغیب کی شان سے خواہ ذاتی ہو یا عطائی، بعید ہیں۔ کیا خوب کہا صحابی ثنہ کے اگر وحی ہے جو عالم الغیب پر دو گار عالم کی طرف سے ہے تو اس میں تو چون دو چار کی گنجائش نہیں۔ اور اگر حضور مصلح کی اپنی تجویز ہے تو اس میں کلام ہے اور اس سے بہتر تجویز بھی پیش کر دی۔ جس پر پسندیدگی سے عمل کیا گیا۔

۲۔ کفار مکہ کے ایک سردار کہ زبن جابر نے ایک جماعت کو ہمراہ لے کر ادرک سے چل کر مدینہ منورہ کی مشقہ حرا گاہ پر چھاپ مارا اور مسلمانوں کے مکتب سے اُدش لے کر چل دیا۔ مسلمانوں کو جب اس چھاپ کا حال معلوم ہوا تو اس کے نقاب میں منام مفعول تک گئے لیکن دشمن میں ٹھیک محفل مجبوراً لوٹ گئے۔ (تاریخ اسلام از اکبر شاہ خان صاحب نسیب آبادی جلد اول صفحہ ۴۳۴) حضور مصلح مسلمانوں کے سردار تھے ان پر مسلمانوں کی نگاہ داشت واجب تھی۔ مگر کسی صحیح یا ضعیف روایت سے بھی بات معلوم نہیں ہوئی کہ آپ نے اس چھاپ کی سیلے سے خبر دی ہو تاکہ آپ کے ماتحت مسلمان محفوظ رہتے جو کہ علم غیب کی علت غائی ہے۔ جو کہ آیتوں کو کُنْ اَعْلَمُ الْغَيْبُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ مِنَ الْخَبِيرِ وَمَا مَسَّحِي الشُّعْرُ اگر میں غیب دان ہوتا بہت کچھ فائدہ حاصل کر لیتا اور کچھ کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ سے عیاں ہے کہ عالم الغیب سرانہ خبر ہی خبر ہوتا ہے۔ اُسے کوئی بُرائی، نقصان یا تکلیف ہو ہی نہیں سکتی اور ایسی ذات سوائے اُس پر دو گار عالم کے اور کوئی نہیں۔

اس سے اُن لوگوں کے خام خیال کی بھی تردید ہو گئی۔ جو کہتے ہیں کہ نبی کہتے ہی اس کو ہیں جو غیب کی خبریں دے۔ (جامعہ ابن جلد اول صفحہ ۱۱۱) اگر اسے نبی کی صحیح تعریف تصور کیا جائے جو یہاں مفتی احمد یار خان صاحب نے کی ہے۔ تو اس واقعہ اور ایسے بے شمار واقعات سے جن کی نسبت حضور مصلح پہلے سے امت کو آگاہ نہیں کر کے حضور کی نبوت پر شک آتا ہے کیونکہ اگر نبی ہوتے تو اس تعریف کی رو سے خبر دیتے اور خبر نہیں دی تو نبی نہ رہے۔ نبی غیب دان ہونا چاہیے کفار کا عقیدہ تھا۔

کاشغریہ ایہ لوگ کتاب و سنت کی تشریح میں محض اُھلِ توحید عقلی و حکوسلوں سے کام نہ لیتے۔ ورنہ جس خبر کا دنیا ہی کے لیے ضروری ہوتا ہے وہ صرف تبلیغ احکام خداوندی ہے جیسا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے ایتِ قَبَسُوا نَفْسًا مِّنْ رَّبِّكَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ عَنِ السَّاعَةِ آیاتِ مَوْسٰی کی تفسیر میں فرمایا ہے:

قَبَسُوا نَفْسًا مِّنْ رَّبِّكَ عَنِ السَّاعَةِ یعنی سوالی کرتے ہیں کہ کب واقع ہوگی؟ اس کا خاص وقت یعنی کب خود ہند برپا کرے اُن کی قیامت و کلام وقت متعلق خواہ ہند حال تکبیر یا سوالی اُن سے جا نہیں است زیرا کہ تاریخ بیانِ اوقاتِ حوادثِ ابدیہ نیست تا از تواریخِ مسالواتِ نامہذا ابن کار کاہل متجان و متالان و بفریاد و فال بیان و کلام اُن کا تو تبلیغ احکام الہی است و ترسیل اُن از غفرت و اذعان الی تفسیر وقت ان غفرت (تفسیر عزیزی پارہ ۴ صفحہ ۴۷۴-۴۷۵) آئندہ کے حادثوں کے اوقات بیان کرنا نبوت و ولایت نیست (تفسیر عزیزی پارہ ۴ صفحہ ۴۷۴) اور ولایت کی شرطوں سے نہیں ہے۔

۴۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے قریب پہنچے۔ علی ابن ابی طالب۔ زبیر سہم کو چند آدمیوں کے ہمراہ حالات دریافت کرنے کو بھیجا۔ پہنچے غیب دان کے منافی ہے۔

۵۔ وہ دو لڑکے کچھ لائے۔ آپ نے اُن لڑکوں سے پوچھا کہ فرشتہ کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا یہ لڑکے جو دکھائی دیتا ہے اس کے پیچھے ہیں۔ پھر آپ نے دریافت کیا کہ کتنے لوگ ہیں؟ اُن لڑکوں نے جواب دیا کہ کثیر المقدار ہیں۔ جن کا شمار ہم کو معلوم نہیں ہے۔ تب آپ نے استفسار کیا۔ رونا نہ کس قدر اُدش کھانے کے لیے ذبح کیے جاتے ہیں۔ لڑکوں نے کہا کبھی دس کبھی نو۔

رسول اللہ مصلح نے کہا کہ غالباً تو سویا ہزار کے اندازہ میں ہیں۔

(سیرۃ ابن ہشام جلد اول صفحہ ۳۳۳-۳۳۴ تاریخ ابن خلدون جلد سوم صفحہ ۱۱۱)

فکر کا اندازہ کرنے کے لیے کس قدر دانا کی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ جو ان بچوں سے یہ دریافت کیا کر دنا نہ کتنے اُدب کی وجہ سے یہ معلوم کر لیا کہ دنا بڑا ہزار کے قریب ہوں گے۔ لیکن اگر حضور صلعم کو عطائی عالم الغیب مان لیا جائے۔ تو صحابہ کا درجہ حالت کے لیے بھیجا، لڑکوں سے دریافت کرنا وغیرہ سب باقی لغو پھرتی ہیں۔ اور یہی حال آپ کا عمر بھر رہا۔ لہذا آپ عطائی عالم الغیب بھی ہرگز نہ تھے۔

۴۔ حضرت خذلیہ رضی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ میں کب تک تم میں زندہ رہوں گا۔ سو میری کرنا ان دو خصوص کی جو میرے بعد ہیں اور اشارہ کیا طوطا کیونکہ اور عمر کے اور راہ پاؤں سے نظر لیتے علماء کے اور جو ابن مسعود رحمہ اللہ سے حدیث بیان کرے اسے سچا جانو۔ (ترمذی بحوالہ تفسیر الصحاح جلد ۲ صفحہ ۴۲)

یہ حدیث صحابہ کے مناقب و فضائل کے بیان میں ہے مگر اس میں صحت تہلا دیا کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں کب تک زندہ رہوں۔ اور یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ آپ کا یہ عالم الغیب نہ تھے۔ ذاتی علم کا تو کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور نہ کوئی شکمان قابل ہو سکتا ہے۔ مگر وفات کا علم تو عطا نہیں ہوا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطائی عالم الغیب کہنا درست نہ رہا کیونکہ عالم الغیب تو وہ ہے جس سے کوئی چیز کسی وقت بھی پوشیدہ نہ ہو۔

۳۔ امور عاقبت

یہ احادیث بھی بیان ہو چکی ہیں۔ ایک وہ جن میں آپ نے فرمایا کہ حوض کوثر پر میں کچھ لوگوں کو اپنا امتیج سمجھ کر آپ کوثر پہلانے کو کہوں گا کہ مجھ سے کہا جائے گا۔ کہ آپ کیا جانیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا بدعتیں نکالیں پھر آپ دوسری ہو دوسری ہو فرمائیں گے اور دوسری وہ حدیث جس میں آپ نے فرمایا کہ میں اپنے پردہ دگار کی حضوری میں حاضر ہوں گا اور اجازت چاہوں گا۔ تو مجھ کو اجازت ملے گی۔ پھر مجھ کو اللہ تعالیٰ اپنی تعریفوں اور حمدوں کے الفاظ المام فرمائے گا۔ جن کے ساتھ میں اس کی تعریف کروں گا۔ اور وہ تعریفیں مجھ کو اب یا نہیں بلا اقتدر علیہا الا ان وغیرہ وغیرہ۔ حوض کوثر والی حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ:

”صحابہ نے کیا کیا حضرت آپ ہم کو سچائی کے فرمایا کہ ان تمام دعوے واسطے ایسی نکتہ کی ہوگی کہ تمہارے سوائے اور کسی کو نہ ہوگی۔ تم میرے پاس آؤ گے اس حال میں کہ تمہارے چہرے اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے وضو کے نشان تھے“

کیا معقول نیز کی وجہ بیان فرمائی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ عالم الغیب کے لیے یہ درجہ تہیز کے لیے یا یہ نشانی پہچان کے لیے ضروری نہیں۔ اور عالم الغیب نہ ہونے کی صورت میں ضروری بلکہ نہایت مناسب ہے۔

ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ قیامت کے دن تک بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم عطائی عالم الغیب نہ ہوں گے۔ اس بحث میں ہم نے واضح کر دیا ہے کہ امور دین دُنیا ہی نہیں بلکہ عاقبت میں بھی حضور صلعم اس نعمت مخصوصہ کا دی تھائی سے ہرگز متصف نہ ہوں گے۔ یعنی علم غیب کا اُس دن بھی عطا ہونا کہیں سے کسی طرح ثابت نہیں ہوتا۔ مگر ذلت لگا۔ قرآن و حدیث کی سچی روشنی میں تو ہمیں علم غیب کے متحقق آپ کی قیامت کو بھی وہی حالت نظر آتی ہے جو دُنیا میں تمام عمر بھر رہی کوئی نیا یا نیا فرق بیان نہیں۔



تعلیم و تکمیل دین اور علم غیب

سال اخیر حجۃ الوداع سنہ :

”اس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ کیا اور مجداطرات میں اطلاع بھیج دی گئی کہ نبی مسلم حج کے لیے تشریف لے جانے والے ہیں۔ اس اطلاع کے بعد انہوہ درابوہ خلعت مدینہ طیبہ جمع ہو گئی۔ اس انہوہ میں ہر درجہ دہر طبقہ کے شخص تھے“ (رحمۃ التعلیمیں جلد ۱ صفحہ ۲۹)

”عطا کئے ہیں کہ آدمیوں کی ایک جماعت میں جو میرے ساتھ تھے میں نے جاؤ بن عبد اللہ کہہ سکتے ہوئے سنہ کہ احرام باندھا ہم نے یعنی صحابہؓ نے صرف حج کا۔ عطا کیا بیان ہے کہ جاؤ بن نے ہم سے کاذی الحجہ کی چوتھی تاریخ کی صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم کو حکم دیا کہ ہم حلال ہو جائیں۔ عطا کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ حلال ہو جاؤ اور عورتوں کے پاس جاؤ۔ عطا کا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے پاس جانے کا حکم وجوب کے طور پر نہیں دیا۔ یعنی عورتوں کے پاس جانے کو واجب قرار دیا تھا۔ بلکہ بطور اباحت و اجازت تھا۔ یعنی عورتیں حلال کر دی گئی ہیں۔ ہم نے یہ حکم سن کر تعجب کے طور پر ایک دوسرے سے کہا کہ جبکہ ہمارے اور عرفات کے دن کے درمیان صرف پانچ دن باقی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم اپنی عورتوں سے جماعت کریں اور پھر اس حال میں کہ ہم عرفات کے اندر جائیں کہ ہمارے عضو مخصوص سے عورت کے فطرے سے ٹپکتے ہوں۔ عطا کئے ہیں کہ جاؤ بن نے اپنے ہاتھ کو حرکت دے کر عضو مخصوص سے فطرتا گینے کی طرف اشارہ کیا اور یہ منظر ایک بکیری نگاہوں میں ہے۔ جاؤ بن نے کہا کہ (جب ہمارے اظہار تعجب کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو) آپ ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں تم سب لوگوں میں خدائے زیادہ دوتا ہوں۔ تم سب زیادہ سچا ہوں۔ تم میں بہت نیک ہوں۔ اگر میرے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوتے تو میں حلال ہو جاتا۔ جس طرح تم حلال ہوئے۔ اور لسا

سَقَلْتُ مِنْ آيَاتِي مَا اسْتَنْدَ بِوَيْثُ لَحْدِ اسْتَقِ الْهَدَى) اگر مجھ کو اس بات کا پہلے سے علم نہ تھا جس کا علم مجھ کو بعد میں ہوتا تو میں اپنے ساتھ قربانی کے جانور نہ لانا (یعنی اگر مجھ کو اس کا علم پہلے سے ہو جاتا کہ احرام سے نکلنا اس قدر معلوم ہو کہ انہوہ جانور اپنے ساتھ نہ لانا اور نہ اسے ساتھ حلال ہو جاتا) پس تم حلال ہو جاؤ۔ چنانچہ ہم نے احرام کھول دیا اور حلال ہو گئے اور آپ کے حکم کو ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ اردو ترجمہ)

جلد اول صفحہ ۳۹۴

ایام حج میں حضور کا عمرہ کے لیے سکون دینا اور صحابہؓ کا ترواد و حضور کا فرمانا کہ اگر میں پہلے سے جانتا تو جاؤ راسا نہ لانا :

حضرت عائشہؓ بھی اس واقعہ کی راوی ہیں چنانچہ فرماتی ہیں :

”کہو چوتھی یا پانچویں تاریخ کی الحجہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ اس وقت آپ سخت غصہ کی حالت میں تھے۔ میں نے آپ کو غضب ناک پا کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کو غضب ناک نہ بنا۔ خدا اس کو رزخ میں ڈالے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو معلوم نہیں میں لوگوں کو ایک حکم دیا وہ اس حکم سے تردد میں ہیں (یعنی احرام سے حلال ہو جانے کا حکم) اگر مجھ کو اس امر کا حال پہلے سے معلوم ہوتا تو اپنے ساتھ میں قربانی کے جانور نہ لانا اور میں ان کو قربان لیتا اور پھر اسی طرح حلال ہو جاتا جس طرح اور لوگ حلال ہوئے (مسلم اردو ترجمہ مشکوٰۃ تشریف جلد ۱ صفحہ ۳۹۴) صحابہؓ کے تردد دہونے کی وجہ یہ تھی کہ یہی ہر وہی ہے کہ: اہل عرب ایام حج میں عمرہ نہ جاؤ گئے تھے۔ صفا و مروہ کے طواف دوسری سے فارغ ہو کر آپ نے ان لوگوں کو جن کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں تھے، عمرہ تمام کر کے احرام اتارنے کا حکم دیا۔ یعنی صحابہؓ نے گذشتہ رستم ماؤذ کی بناء پر اس حکم کی بجا آوری میں معذرت کی“ (سیرۃ النبی ص ۲ ج ۱ صفحہ ۱۵۱)

”نہیں ذی الحجہ کو اس شخص تھی اللہ علیہ وسلم طلوع آفتاب کے بعد وادی فرہ میں آکر اترے۔ اُس وادی کے ایک جانب عرفات اور دوسری جانب مزدلفہ ہے۔ دن ڈھنسنے کے بعد یہاں سے وادی ہو کر عرفات میں تشریف لائے۔ تمام میدان سراسر لوگوں سے بھرا ہوا تھا اور ہر شخص تکبیر و تنہیل تجید و تقدیس میں مصروف تھا۔ اس وقت ایک لاکھ چوبیس ہزار یا چوبیس ہزار کا مجمع احکام الہی

لعن لاج بعد حقیقی ہذا (سُلم و اُردو اُردو) کے بعد مجھے دوسرے حج کی نوبت نہ آئے۔
(سیرۃ النبی جلد ۲ صفحہ ۱۵۹)

کی تعمیل کے لیے سب سے پہلے حاضر تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑی پر چڑھ کر اور قصوار (اُدشی) پر سوار ہو کر خطبہ کا آغاز فرمایا۔ رحمتہ اللعالمین جلد اول صفحہ ۳۰۰

نزولِ آخری آیت :

خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا خلاصہ اور چند نصیحتیں بیان فرمائیں :
”جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو اسی جگہ اس آیت کا نزول ہوا : آیتہ اَکْمَلَتْ لَکُم دِیْنَکُمْ لَکُم مَّا تَرْتَمِذُونَ
(رحمتہ اللعالمین جلد ۱ صفحہ ۳۰۵)

آپ کے بعد کوئی نبی نہیں :

آیتہ اَکْمَلَتْ لَکُم دِیْنَکُمْ آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا یعنی انبیا
اس میں دیکھی ہوگی نزاداتی، قیامت تک یہی دین رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں یہ
بھی فرمایا : ”ایھا الناس انتم لانی بعدی ولا اتمہ بعدکم“ لوگو! تم میرے
بعد کوئی اور پیغمبر سے اور نہ کوئی جدید آیت تمہارے بعد پیدا کرنے والی ہے۔ (رحمتہ اللعالمین جلد ۱)
”میں اسے فارغ ہو کر خفا کے میدان میں تشریف لائے۔ داہنے بائیں آگے پیچھے تقریباً ایک لاکھ
مسلمانوں کا مجمع تھا“ (سیرۃ النبی جلد ۲ صفحہ ۱۵۹)

اہلِ حاجت داہنے بائیں حج کے مسائل دریافت کرنے کے لیے آ رہے تھے۔ آپ جواب دیتے تھے۔
اور زور زور سے مناسب حج کی تعلیم دیتے جاتے تھے۔ وادیِ محشر کے راستے سے آپ جبرہ کے پاس آئے
ابن عباس سے جو اس وقت کسٹن تھے فرمایا : ”مجھے لکھریاں سچ کر دو۔ آپ نے لکھریاں پھیلکیں اور لوگوں کو
خطاب کر کے فرمایا :

دین میں غلو اور مبالغہ سے روکنا :

ایاکم الدنوی الدین فاما هلك قبلكم مذہب میں غلو اور مبالغہ سے بچو کیونکہ تم سے پہلی قومیں
الخدوی الدین (ابن ماجہ و نسائی) اسی سے برباد ہوئیں۔

اسی اثناء میں آپ یہ بھی فرماتے :

انبیاء حج سے لائے گی کا اظہار :

لناخذ و مناسکھ فاتی لا اددی حج کے مسائل پیکھ لو میں نہیں جانتا شاید کہ اس

وہ لوگ جو یہ گمان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب آہستہ آہستہ عطا ہوتا گیا۔ اور
اس کی تعمیل اُس دن ہوئی۔ جس روز قرآن کا نزول ختم ہوا۔ اُس روز سے آپ عطا کی عالم الغیب تھے۔
ان اصحاب کو ان احادیثِ صحیحہ اور سیرۃ طیبہ کا علم حاصل ہو جانے کے بعد اپنے خیالات کی اصلاح
کر لینی چاہیے۔ کیونکہ حجۃ الوداع کے ایام میں جب آپ نے حلال ہو جانے کا حکم دیا تو بعض صحابہ
نے اسے اچھا نہ جانا۔ جس پر آپ نے خود ارشاد فرمایا کہ ”اگر مجھے پہلے سے علم ہوتا جو اب بعد
میں ہوا ہے تو میں بھی اپنا جانور ساخذ نہ لانا اور ان لوگوں کے ساتھ ہی حلال ہو جانا“ گویا آپ
نے خود زامنا ضعیفی میں غیب نہ جاننے سے اپنی لاعلمی ظاہر فرمائی۔ اس کے بعد آخری آیت نازل ہوئی
ہے۔ مگر آپ کی حالت دُوبی پر ختم ہو رہی۔ کیونکہ عرفات سے واپسی پر لوگ آپ سے مسائل حج
دریافت کرنے جاتے ہیں۔ تو آپ مسائل بھی بتلاتے ہیں اور یہ بھی فرماتے جاتے ہیں : لناخذ و
مناسکھ فاتی لا اددی لعن لاج بعد حقیقی ہذا۔ حج کے مسائل پیکھ لو میں نہیں جانتا
شاید کہ اس کے بعد مجھے دوسرے حج کی نوبت نہ آئے۔ یا بالفاظِ دیگر قرآن کے نزول کے
ختم ہونے کے بعد بھی آپ خود تسلیم کرتے ہیں کہ مجھے علم نہیں کہ اس سال کے بعد زامنا مستقبل میں
پھر حج کر سکیں گے یا نہیں۔ اور یہ خطبہ حج میں فرمایا :

نزولِ قرآن ختم ہونے کے بعد حضور کا خود انچیزات بارگاہِ زمانہ ضعیفی اور مستقبل میں اس پر غیبی جانے کی نفی کرنا :

اَرَ كَيْفَ بَلَّغْتُمُ الشَّاهِدَ الْعَتَابَ دیکھو : چاہیے کہ جو لوگ موجود ہیں وہ ان لوگوں
فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يَبْلِغُهُ اَنْ کو جو موجود نہیں ہیں پہنچا دیں ہو سکتا ہے کہ جو
يَكُونُ اَدْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ موجود ہے وہ ایسے شخص کو پہنچا دے جو اُس سے
مَنْ سَمِعَهُ۔ (بخاری) بڑھ کر محفوظ رکھنے والا ہو۔

نزولِ قرآن ختم ہونے کے بعد بھی حضور کا عالم الغیب نہ ہونا :

اس ارشاد کی تعمیل میں تو صحابہ نے کمال ہی کر دیا۔ کہ جو کچھ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی سُنا
اُسے دوسروں تک پہنچانے میں ہرگز کمی نہیں کی۔ اس وقت تو سوا لاکھ آدمیوں کا مجمع تھا صرف اُنہیں تک

ہنچا تو درکار۔ کرڈول کو سنا یا سنی کہ حضور کا ایک ایک ارشاد وہ تک پہنچا۔ لہذا اس ارشاد سے جیسے صحابہ واقف ہوئے کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ آئندہ سال حج کر سکوں یا نہ ایسے ہی یہ ارشاد نبوی صلعم میں بھی پہنچ گیا جس سے ہم نے سوجنی جان لیا کہ آخری آیت کے نزول کے بعد بھی حضور عالم الغیب نہ تھے۔

بعض خوش عقیدت نادان اس ارشاد نبوی صلعم سے (کہ شاید اس حج کے بعد مجھے دوسرے حج کا موقع نہ ملے) یہ دنیاں کر لیں کہ جب ہوا بھی ایسا ہی جو آپؐ نے فرمایا۔ یعنی اس کے بعد جد ہی اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے۔ تو معلوم ہوا کہ آپؐ عالم الغیب ہی تھے جو ایسا فرمایا۔ حالانکہ کسی چیز میں شک کا اظہار ہی علم غیب کے منافی ہے۔ عالم الغیب تو یقین کے طور پر کہہ سکتا ہے کہ ایسا ہوگا یا ایسا نہ ہوگا۔

حضور کی تبلیغ احکام میں شاندار کامیابی :

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گرد ایش بائیں آگے پیچھے ایک لاکھ ہیکڑا سے بھی زیادہ صحابہ کا جمع دیکھا۔ تو آپؐ کو اپنے فرائض منصبی کے ادا کر چکنے کا یقین ہو گیا۔ اس لیے آپؐ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا :

”ذاتکم تسالون عتی قتما
انتم قاتلون عتی قتما
کیا جائے گا۔ مجھے ذرا تباہ دو کہ کیا جواب دو گے؟

سب نے کہا ہر اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آپؐ نے اللہ کے احکام کو پہنچا دیے۔ آپؐ نے رسالت و نبوت کا حق ادا کر دیا۔ آپؐ نے تم کو کھوٹے کھرے کی بابت اچھی طرح بتا دیا۔

قال با صبه السابة
يدفعها الى السماء ييكنتها
الى التاس الائمة اشهد
اللهم اشهد
اُس وقت نبی صلعم نے اپنی انگشت شہادت کو اٹھایا
آسمان کی طرف اٹھکی کو اٹھاتے تھے اور پھر لوگوں
کی طرف ٹھکا کرتے تھے (ڈرتے تھے) اے خدا میں نے
تیرے بندے کیا کہہ رہے ہیں) اے خدا گواہ دینا

آلہم اشهد (شہد ثلاثت) (یہ لوگ کیا گواہی دے رہے ہیں) اے خدا تیرے دیسب
مساحت (کیساحات) اقرار کر رہے ہیں) جن میں فرمایا سلم رحمۃ اللعالمین جدا
ان حالات کی بنا پر آپؐ کا یہ فرمان دینا نہ کہ شاید میں اس کے بعد اور حج نہ کر سکوں۔ بالکل قرین
ہے کیونکہ جس کام کے لیے حضور صلعم مبعوث ہوئے تھے۔ اُسے اپنی آنکھ سے خود سرا انجام پائے
ہوئے ملاحظہ فرمایا۔

صحابہ کا آخری آیت سے حضورؐ کی وفات کی طرف اشارہ سمجھنا :

آپؐ کا یہ ارشاد تو کوئی تعجب و انجیز ہی نہیں۔ جبکہ صحابہؓ کی مقدس جماعت نے بھی قرآن کی
اس آخری آیت کے نزول سے جس میں یقین دین کی اطلاع تھی حضور صلعم کی وفات شریف کی طرف اشارہ
سمجھا۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ دونوں روپڑے۔ جبکہ دوسرے غنیمت میں ہے :

”جب یہ آیت اُتری تو حضرت عمرؓ روپڑے حضورؐ نے فرمایا اے عمرؓ کیوں روئے ہو؟ عرض کی
یا رسول اللہؐ (صلعم) آج تک ہم اے دین میں ترقیاں اور زیادتیاں مقصود تھیں۔ آج کامل ہو گیا اور کامل
کے بعد زوال ہی ہوتا ہے۔ اور حضرت ابو بکرؓ نے مروی ہے کہ آپؐ روئے اور کہا کہ آیت
خبر دیتی ہے فراقِ محبوب و دہجرانِ مطلوب سے۔ اس لیے کہ بعد یقین حضور اقدس (صلعم) کی
فروغ ت ہی کیا۔ چنانچہ اسی دن کے بعد آپؐ نے انتقال فرمایا (خلافت النبی جلیلہ جلالہ وسلم)
علم غیب اور فراست میں فرق :

لہذا اس ارشاد نبوی صلعم سے یگانہ کرنا کہ حضورؐ عالم الغیب تھے سراسر بے بنیاد اور دھوکا
ہے۔ کیونکہ ایک تو آپؐ خود فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ اس حج کے بعد کوئی اور حج کروں۔ دوسرے
واقعات کی بنا پر کسی بات کا نتیجے کے طور پر کہ دنیا علم غیب نہیں بلکہ فراست ہے۔
حضورؐ کا وفات شریف سے ایک ماہ پیشتر ہر بل کو دہچکانا :

یہی نہیں اس سے بھی آگے چلے آخری حج اور آخری آیت قرآنی کے نزول کے تقریباً دو ماہ پیشتر
اور حضورؐ کی وفات شریف سے صرف ایک ماہ پیشتر کا واقعہ ہے۔ کہ آپؐ صحابہؓ کی جماعت میں وفات
افرو دہیں کہ حضرت جبریلؑ ایک مہینہ اعرابی کی شکل میں تشریف لائے۔ آپؐ نے انہیں دوران گفتگو میں
سہا نہیں۔ چنانچہ حضورؐ اسی مجلس میں ان کے چلے جانے کے بعد فرماتے ہیں :

حدیث جبریل (علیہ السلام) :

عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ الْحَقَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ أَطْلَمَ عَلَيْنَا جَلَسَ شَدِيدٌ مَيَّاحُ الْيَتِيبِ شَدِيدٌ سَوَادٌ وَبِشْعُولٌ يُرَى عَلَيْهِ أَفْئِدَةُ السَّقَرِ وَلَا يَتَوَقَّعُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَى الْبَقِيٍّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسَدَدَ دُكْبَتَيْهِ إِلَى دُكْبَتَيْهِ وَوَقَعَ كَعْبِيهِ عَلَى فَخْذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَحْبَبْتُ فِي عَيْنِ الْإِسْلَامِ قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنْ تُحَمَّدَ رَسُولَ اللَّهِ وَتُتِمَّ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَقُومَ رَمَضَانَ وَتُحْجَّ الْبَيْتَ إِنْ تَطَلَّعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ مَدَنَتْ كَعْبِيَّ لَهُ يَسْتَعْلِمُهُ وَيُصَدِّقُهُ - قَالَ فَأَخْبَدْتُ فِي عَيْنِ الْإِيمَانِ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَبِأَنْبِيَائِهِ وَبِأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّهُ الْخَيْرُ تُوْمُنُ بِالْقَدَرِ خَيْرٌ وَشَوْهَانٌ مَدَنَتْ - قَالَ فَأَخْبَدْتُ فِي عَيْنِ الْإِحْسَانِ قَالَ أَنْ تُعْبُدَ اللَّهَ كَعْبَتِكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَبْذُلُكَ - قَالَ فَأَخْبَدْتُ فِي عَيْنِ السَّأَلِ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ مِنْهَا يَا عَلَمُ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَأَخْبَدْتُ فِي عَيْنِ أَمَانَتِهَا قَالَ أَنْ تَلِدَ الْأُمَّةَ وَتَبْتَهَا وَأَنْ تَرَى الْجَعَاةَ الْعَوَاةَ الْعَاكَةَ وَعَاءَ السَّاءِ يَتَطَاوَعُونَ فِي الْبُيُوتِ قَالَ تَعَارَ فَلَطَقَ فَلَمَّثَتْ مِلْيَةً ثُمَّ قَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ أَتَدْرِي مِنْ السَّائِلِ قُلْتُ اللَّهُ وَسِرَّ سُؤْلِهِ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَهْلَكَ بِعِلْمِكُمْ وَبِعِلْمِكُمْ دَرَاهُ مُسْلِمٌ وَدَرَاهُ أَجُودُ هُوَ يَدْرِي مَعَ الْخِلَافِ وَكَرِهَهُ إِذَا آتَى الْجَعَاةَ الْعَوَاةَ الصُّعْرَ الْبُكْمَ مُؤَلَّكَ الْإِدْرِي فِي خَمْسٍ لَا يَكْتُمُكُمْ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ خَرَّ إِذْ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَبُخْزُلُ الْغَيْبِ - الْآيَةُ - شَفَعْتُ عَلَيْهِ (مُحَمَّدًا)

ترجمہ: جناب مہربان خطاب ہے روایت ہے کہ ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ چنانکہ ایک شخص حاضر ہوا جس کے پرے نہایت سفید تھے۔ بار نہایت سیاہ۔ اس پر سفر کوئی اثر نہ تھا۔ اور نہ ہمیں سے کوئی اس کو جانتا تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

والذی بئس محدثاً بالحق ہادیاً وشیئاً ما کنت با علمہ من وجہی
تکرموا متہ لجبریلؑ انانی تغنیما لتعاج جلدۃ صلا، نفع البادی جلدۃ صلا،
عُمدۃ القادی جلدۃ صلا (۲۸۵)

قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو ہدایت اور نجات کے لیے بھیجا ہے۔ میں اُس سائل کو رد دوں گا
گفتگو میں تم میں سے کسی ایک شخص سے بھی زیادہ نہیں جانتا تھا۔ اور اُن کے چلے جانے کے بعد
معلوم ہوا کہ وہ بیشک جبریل تھے۔ دوسری روایت میں ہے :

ان فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جبریل
جبریل فی صودۃ اعرابی ورسول اللہ (علیہ السلام) ایک اعرابی کی شکل میں آئے
صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوزہ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نہیں
رکنوا لعمال جلدۃ صلا (۲۸۵)

ایک اور روایت میں یہاں تک آیا ہے کہ حضور معلوم نے قسم اٹھا کر بیان فرمایا :

فوالذی نفسی بیدہ ما شبہ
قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے بغضہ رت میں
علی منذ اتانی قبل موقی
میری جان ہے کہ جبکہ جبریل میرے پاس آئے
ہلذہ و ما عوفنتہ حتی وئی۔
میں وہ کبھی اس سے پہلے مجھ پر شبہ نہیں ہوئے
نفع الباسی جلدۃ صلا (۲۸۵)
عُمدۃ القادی جلدۃ صلا (۲۸۵)

حضور نے جبریل کو ایک اعرابی سمجھ کر گفتگو کی :

ان روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کو جبریل نہیں بلکہ ایک
عام دیہاتی خیال کرتے ہوئے اُس کے سوالات کے جوابات دیے۔ حدیث جبریل کو پڑھنے
تو سارے عقدے خود بخود حل ہو جائیں گے۔

اس حدیث پر متحدہ باپیشتر ارباب مختلف مقامات میں بحث ہو چکی ہے۔ لیکن یہاں صرف اُن
واقعات اور پوری حدیث کو سامنے رکھ کر صحیح حالات کا اندازہ کرنا ہے۔ کہ غرضی و باطل میں خود بخود
فرق ہو جائے۔ چنانچہ پوری حدیث شریف یہ ہے :

کے زانوں سے زانوں ملا کر پیٹھ گیا۔ اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے زانوں پر رکھ لیے۔ اور عرض کیا۔ محمدؐ! مجھ کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اس امر کا اعتراف کرے۔ اور شہادت دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔ اور پھر تو نماز ادا کرے۔ زکوٰۃ دے۔ رمضان کے دنے رکھے اور خدا کا سبکدوش کرے اگر کچھ کرنا زیادہ بہتر ہو۔ اس شخص نے (یہ سن کر) عرض کیا آپؐ نے سچ فرمایا۔ ہم لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ شخص دریافت بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے پوچھا۔ ایمان کی حقیقت بیان فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر، اس کے رسول پر، اس کے مکتوب پر، اس کی کتابوں اور رسولوں پر۔ قیامت کے دن اور تعلقہ کی بھلائی پر (یقین د) ایمان رکھ۔ (یہ سن کر) اس شخص نے کہا آپؐ نے سچ فرمایا۔ (پھر) پوچھا۔ احسان (نیکی) کے معنی کچھ فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت اس طرح فرمائیے جیسے کچھ کرے۔ کہ کو تو اس کو دیکھ رہا ہے (یعنی تو اس کے حضور میں حاضر ہے) اور ایسا ہو (یعنی اتنا حضور قلب نہ ہو) تو (آنا تو ضرور ہو) کہ یا خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اس شخص نے پوچھا۔ قیامت سے آگاہ فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا۔ قیامت کے متعلق سنو! سائل سے زیادہ واقف نہیں یا میرا علم تم سے زیادہ نہیں۔ (یعنی ہم تم برابر ہیں) پھر دریافت کیا کہ قیامت کی نشانیں جی بتا دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک تو یہ ہے کہ کوڑی اپنے مالک یا آقا کو جے گی۔ (یعنی کثرت سے بچے پیدا ہوں گے جو اپنی ماؤں کے مالک و قاتین گئے) اور دوسری نشانی یہ کہ برہنہ پانچ برہنہ جسم۔ نفس و فقیہ اور برکریاں چرنے والے لوگوں کو نور عالی شان۔ کائنات و عمارات میں و فخر و غرور کی زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھے گا حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔ کہ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ اور میں بخود ہی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ عمر! تم اس سائل کو جانتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ ہی خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ (یہ شخص) بریل لکھنے جو تم کو تھلا دین سکھانے آئے تھے۔ (مسلم) اور ابوہریرہؓ سے جو یہ حدیث منقول ہے اس میں چند الفاظ کا

اختلاف ہے۔ یعنی اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جب تو برہنہ پانچ برہنہ جسم ہوں گے تو لوگوں کو زمین کا بادشاہ دیکھے (اور یہ الفاظ بھی ہیں کہ) پانچ باتوں کا علم صرف خدا ہی کرے۔ اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت پڑھی اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ اَلَمْ يَلْبِسْ قِيَامَتَ كَمَالَ خَدَا هِي كَمَعْلُومٍ ہے کہ وہ کب ہوگی؟ اور یہ بھی خدا ہی جانتا ہے کہ بادش کب ہوگی..... الخ (بخاری و مسلم) قال ابو عبد اللہ جعل ذالک مُتَكَمِّلًا من الایمان (بخاری)

ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری نے فرمایا۔ ان سب کو ایمان میں سے قرار دیا ہے۔

امکات حدیث جبریلؑ اور اصلاح خیالات :

اب اس حدیث میں چند امور قابل غور ہیں :

- ۱۔ یہ حدیث تقریباً دس جلیل القدر صحابہ سے مروی ہے۔ اور متواتر کا درجہ رکھتی ہے۔
- ۲۔ محدثین نے اسے حدیث جبریلؑ اور اتم السنہ کا لقب دیا ہے۔ یعنی جیسے سورۃ فاتحہ قرآن میں اتم القرآن کہلاتی ہے۔ یہ حدیث جبریلؑ حضورؐ کی سنت و حدیث میں اتم السنہ ہے۔ جیسے قرآن کا اجمالی بیان سورۃ فاتحہ میں آگیا ہے اسی طرح سنت رسولؐ کا اجمالی بیان اس حدیث میں موجود ہے۔ چنانچہ حافظ عسقلانی فیح الباری میں اور امام عینی عمدة القاری میں اتمام فرماتے ہیں: هذا الحديث يصلح ان يقال له اتم السنه بما تضمن من جملة علم السنه یعنی اس حدیث کو اتم السنہ کہنا مناسب ہے۔ کیونکہ یہ تمام علوم سنت پر اجماعاً مشتمل ہے۔
- ۳۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں یہ فرما کر کہ اللہ جبریلؑ کو بجا لیتا ہے کہ دیکھو یہ جبریل امین میں اس لیے آئے تھے کہ اس سوال و جواب کے ذریعہ تم کو تمہارے دین کی تعلیم دیں۔ یہ بھی واضح فرمادیا کہ اس سوال و جواب سے جو کچھ تمہیں معلوم ہوا کہ ایمان اسلام اور احسان یہ ہے اور یہ کہ قیامت کے وقت کا خاص علم بھی عنایت فرمایا۔ اور اس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہی تمہارا دین و ایمان ہے۔ جس پر تمہارا رب تمہیں منت تم کرنا چاہتا ہے۔
- ۴۔ امام بخاری نے بھی اسے تسبیح کہا ہے کہ یہ سب باتیں جو اس حدیث میں مذکور ہیں وہ اصل ایمان

ہیں۔ ان میں قیامت کے آنے کا اعتقاد اور اُس کے آنے کا خاص وقت اللہ کے سوا
اُس کی مخلوق میں سے کسی کو معلوم نہ ہونے کا یقین بھی اس میں داخل ہے۔ لہذا یہ دونوں
معتقدہ مجرّد دین ہیں۔

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حکم بیان فرماتے ہیں کہ اس وفد میں نہ جبریل کو نہ چھپانا تھا۔
جب چھپا تاہم نہیں تو حضور صلعم کو اُس وقت تک علم غیب کا عطا ہونا صحیح نہیں۔ لہذا جو
شخص حجاج میں حضور صلعم کو عطائی عالم الغیب بنا دیے جانے کا قائل ہے۔ وہ غلطی پر ہے
کیونکہ حجاج سے نو گنتی سال بعد میں یہ واقعہ پیش آیا اور جو شخص قرآن کی آخری آیت کے
نزل پر حضور صلعم کی نسبت یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اُس دن آپ کو پورا پورا علم دے کر عطائی
عالم الغیب بنا دیا گیا۔ یہ اعتقاد بھی سراسر غلط ٹھہرتا ہے جبکہ یہ واقعہ آخری آیت کے نزول کے
تقریباً دو ماہ بعد پیش آیا۔ اور آپ نے جبریل علیہ السلام کو نہ چھپانا۔ جب چھپا تاہم نہیں تو صلعم
غیب کے حاصل ہو جانے کے کیا معنی؟ حضور صلعم کے حنفیہ بیان کے مقابل میں کسی اور کی
چرچہ گویاں سب کی سب بیکار و بے اثر و بے ثمر و بے فائدہ و بے مقبول ہیں۔

۶۔ جب آپ جبریل کو ایک نوادہ اعرابی بھیج کر گفتگو فرما رہے تھے۔ یہ کیونکر عقل میں آسکتا ہے
کہ اُس سے فرمایا میں "ما لمستول عنہا علم من السائل" اور اس کا مطلب یہ ہو جو
مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ اے جبریل اُس مسئلہ میں میرا اور تمھارا علم برابر ہے کہ تمھارے علم کو بھی
خبر ہے اور تم کو بھی؟ بلکہ ایسی صورت میں تو یہ احتمال پر ایسا ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ جبریلؑ
کو ایک عامی اور اعرابی بھیجے ہوئے ہیں۔ لہذا صحیح مطلب وہی ہے جو عام شارحین حدیث
نے بیان فرمایا ہے۔ کہ اے سائل قیامت کا علم خاص کہ کب واقعہ ہوگی تیری طرح مجھے
معلوم نہیں۔ ہم دونوں اس کے نہ جاننے میں برابر ہیں۔ مختلفہ الباری میں ہے :

"انما الموادئ تادی فی نفي (العلم) یعنی اس سے مراد اس علم نہ ہونے میں برابری بیان
کرنا ہے۔ شیخ عبدالحی محدث دہلوی نے بھی یہی معنی اختیار کیے ہیں۔ چنانچہ خبر پر فرماتے ہیں :
"یعنی من دوہر و دہر ابرہم و دنا و استن آن"۔ نواب قطب الدین محدث دہلوی نے بھی یہی معنی

کیے ہیں۔ یعنی میں اور تو دونوں برابر ہیں نہ جاننے میں۔ یہ سب حوالے پہلے گزر چکے ہیں۔
۷۔ کسی چیز کے علم میں برابری کا مفہوم غلطاً بھی صحیح نہیں۔ پھر قائلین بھی مانتے ہیں کہ حضورؐ کا علم جبریلؑ
سے کہیں زیادہ تھا۔ مگر جس میں برابری ممکن ہے۔ وہ نہ جاننے میں ہے۔ جیسے محدثین نے
اعتبار کیا ہے۔

۸۔ جو مفتی صاحب نے معنی کیے ہیں مگر مجھ کو بھی خبر ہے اور تمھارے کو بھی؟ تو ایسے معنی کو ملا علی قاری
حنفی نے سخت جہالت اور بدترین تحریف سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں :
"وقال معناه (انا) وانت لفسلمها وهذا من اعظم الجمل واقع التحریف
اور جس نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ میں اور تو دونوں جاننے میں تو یہ سخت جہالت اور
بدترین تحریف ہے۔

۹۔ اور یہ جو مفتی صاحب نے فرمایا ہے کہ اس میں حضور علیہ السلام نے اپنے جاننے کی نفی نہیں
کی۔ بلکہ زیادتی علم کی نفی کی و نہ فرماتے کہ اے صلعم میں نہیں جانتا۔ انہی دراز بات کہوں گا
اس کا جواب شارحین حدیث نے یہ دیا ہے کہ اس صورت میں صرف آنحضرتؐ اور سائل
ہی سے علم قیامت کی نفی ہوتی اور اس عام تعبیر سے اس طرف اشارہ ہو گیا کہ اس کے
معلوم نہ ہونے میں میری یا تمھاری ہی خصوصیت نہیں بلکہ ہر سائل و رسول کا بھی حال ہے۔ کیونکہ
اُس کو مخلوقات میں سے کوئی جانتا ہی نہیں۔ چنانچہ امام بدر الدین عینی حنفی رحمہ اسی سوال کا
جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں : "انما قال كذا لك اشعاراً بالتحميم لتدنيا
للسائلين ان كل سائل ومستول فهو كذا لك"۔ (عمدة القاری جلد ۱ ص ۱۹۵)
یعنی یہ عام تعبیر آپؐ نے اس لیے اختیار فرمائی تاکہ لوگوں کو اس کی عمومیت معلوم ہو جائے
اور سامعین سمجھ جائیں کہ اس بابے میں ہر سائل و رسول کا بھی حال ہے۔ اور اسی کے
مثل حافظ ابن حجر نے بھی لکھا ہے۔ (إحاطة بفتح الباری جلد ۱ صفحہ ۹۳)

فیض الہادی پارہ کمال اول صفحہ ۲۹ شیخ عبدالحی محدث دہلوی نے تو قصہ ہی ختم کر دیا چنانچہ فرماتے ہیں : ہر سائل و سؤل میں حال اور ذکر آن را جز خداوند تعالیٰ کے نہ داند و نہ تعالیٰ بھی کس را اطلاع و سؤل بر آن اطلاع نہ دادہ : دگو یا اس میں حضور صلعم اور جبریل کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ ہر سائل و سؤل کا یہی حال ہے کیونکہ اس کو سوائے خداوند تعالیٰ کس اور کوئی نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی اطلاع ملائکہ اور رسولوں میں سے بھی کسی کو نہیں دی

لہذا اس جامع جواب کے ذریعہ حضور صلعم نے اس حقیقت کا اعلان نہایت بلیغ انداز میں فرمایا کہ قیامت کے وقت خاص کا علم کسی مخلوق کو نہیں۔

اللہ شاہد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علم غیب کے متعلق "لَا اَعْلَمُ" بھی جواب دیا ہے۔ جب کفار و مکہ نے حضور صلعم سے دینہ خزانوں کا حال پوچھا۔ تو یہ بات چونکہ مفہوم امر و نفی سے ایک بات تھی تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر حضور فرماتے ہیں : لَا اَقُولُ لَكُمْ عَيْدِيْ خَزَائِنُ الْمَلِكِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبِ وَلَا اَقُولُ لَكُمْ رِزْقِيْ مَلِكِيْ اِنْ اَتَيْتُكُمْ اِلَّا بِمَا يَوْحٰى اِلَيَّ۔ (انعام)

"میں تم سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ کہ میں غیب دان ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں بلکہ میں صرف اسی کا پیرو ہوں۔ جو مجھے وحی ہوتی ہے۔ خدا کی اس شہادت سے بڑھ کر کس کی شہادت ہوگی۔ اب تو قرآن سے بھی پتہ چل گیا۔ کہ حضور نے فرمایا : لَا اَعْلَمُ الْغَيْبِ میں غیب نہیں جانتا۔

۱۰۔ اور یہ وہی حقیقت ہے جس کا اعلان قرآن پاک کی بے شمار آیات میں بار بار دہرایا گیا ہے۔ اور اس موقع پر آنحضرت صلعم نے خود بھی ایک آیت اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ السَّعَاتُ۔ (الکہف) کا حوالہ دے کر اس جواب کو قرآن پاک سے مؤید کر دیا۔ حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ خیمہ میں رونق افروز تھے کہ ایک شخص گھوڑی پر سوار آیا۔ اور دریافت کیا کہ آپ کون ہیں ؟ حضور صلعم نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اُس نے دریافت کیا کہ قیامت کب ہوگی ؟ قال غیب و ما یعلم الغیب (آلہ) فرمایا یہ غیب کی بات ہے اور غیب کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا (ابن مزیہ۔ دین مژدہ ص ۵۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا : لا یعلم علی نبیک صلی اللہ علیہ وسلم الا الخمس من سدا الغیب : تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر امر اور غیب سے بس یہ پانچ چیزیں مخفی رہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا : اذنی حبیبکم صلعم کل شیء الا ما قلنا (غیب) تمہارے نبی کریم صلعم سوائے غیب کی کئیوں کے سب کچھ دیکھ گئے اور عبداللہ بن عباس نے تو اس امر کا فیصلہ ہی فرما دیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں : ہلذہ الخسة لا یعلمھا ملک متوہب ولا نبی مصطفیٰ فمن ادعی انہ یعلم شئیًا من ہلذہ فقد کذب بالقدوان لا تہ خالفہ (بخاری) یہ پانچ چیزیں وہ ہیں کہ نہ ان کو کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے نہ کوئی برگزیدہ نبی۔ پس جو کوئی ان میں سے کسی چیز کے علم کا دعویٰ کرے تو اس نے قرآن کے ساتھ کفر کیا کیونکہ اس کی کھلی مخالفت کی۔ حضرت امام اعظم نے بھی منصور کے خواب کا یہی مطلب بیان فرمایا کہ یہ ان پانچ چیزوں کی طرف اشارہ ہے جن کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں (مدارک) البتہ امر و حسن کی وجوہیتیں ہیں۔ ایک ان کے کلمات کے دوسرے ان کے مجزئیات۔ سو ان کے کلمات کا علم تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو کسی طرح بھی نہیں۔ یعنی یہ بات اُس کے سوا کسی کو حاصل نہیں کر وہ ان کے تمام افراد پر بطور کلی حادی ہو۔ اور آیت کریمہ "اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَاتِ" اور "عِنْدَهُ مَقَالِیحُ الْغَیْبِ" میں اسی اصولی اور کلی علم کو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کر کے غیر سے اس کی نفی کی گئی ہے لیکن ان کے بعض مجزئیات کا علم اللہ تعالیٰ کی عطائے و سرور کو بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ مگر کسی مجزئی کا علم کلی علم غیب کے ثبوت کے لیے کافی نہیں۔ اب رہا ان امور غیب کا علم کلی سورہ علم غیب ہے اور بالکل حق تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہے اور کسی مخلوق کو کسی طرح بھی حاصل نہیں۔ یہی ان آیات کا مفہوم اور مراد ہے۔

۱۱۔ اہل بدعت کی طرف سے اس حدیث میں ایک باطل ترین تاویل بلکہ تحریف یہ بھی کی جاتی ہے کہ اس میں وقت قیامت کے صرف علم فانی کی نفی ہے۔ اور دگو یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب وسنت اور جماع امت کا فیصلہ

در مسئلہ علم غیب

۱۔ کتاب اللہ کا فیصلہ:

کے ارشاد "ما المسئول عنها با علم من المسائل" کا مطلب یہ ہے کہ اے سائل مجھے وقت قیامت کا ذاتی علم تجھ سے زیادہ نہیں۔ مگر عرض یہ ہے کہ علم ذاتی نہ ہونے میں قیامت کی کوئی خصوصیت نہیں اور یہ سب کو مسلم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ایک بات کا علم بھی ذاتی طور پر نہ تھا۔ بلکہ سب خدا کا دیا ہوا اور تعلیم کیا ہوا تھا۔ پھر جب آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے دوسرے تمام سوالوں کا جواب صاف صاف دے دیا اور علم قیامت سے انکار کر دیا تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم تھا ہی نہیں۔ ورنہ اگر صرف اس کا علم کرنا تھا کہ مجھے اس کا ذاتی علم نہیں تو پھر ہر سوال کا بھی جواب دینا چاہیے تھا۔ کیونکہ آپ کو کسی ایک سوال کے جواب کا بھی ذاتی علم حاصل نہ تھا۔ پھر مسلم کی روایت کے مطابق آپ نے قیامت کے سوال کے جواب میں صرف "ما المسئول عنها با علم من المسائل" ہی پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ اس کے بعد خود ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "سَأَخْبِرُكَ عَنْ أَشَدِّ إِطْلَاقًا اَلْبَتَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ كُنْتَ تَسْأَلُ" اور پھر تلامذہ بھی دیں۔ حالانکہ ان سب علم متول کا علم بھی آپ کو ذاتی نہ تھا۔ بلکہ خدا کی عطا اور اس کی تعلیم ہی سے تھا۔ بہت خوب۔

ان تمام چیزوں کو پیش نظر رکھ کر ہر معمولی کچھ کا ان کا بھی معلوم کر سکتا ہے کہ یہ تاویل کس قدر باطل اور مغل ہے۔

۲۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ:

ہر حال یہ حدیث پاک جن کو مقلد اسلام "ائمہ اشد" کہتے ہیں ہمارے مدعا پر نہایت محکم اور ناقابل تاویل دلیل ہے۔ اور اس سے آفاق نیم روز کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے وقت خاص کا علم عطا نہیں فرمایا گیا۔ اور اس حقیقت کے اعلان کو اتنا ضروری سمجھا گیا کہ تمام دین کے ممکن ہونا جانے کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام سے صحیح صحابہ میں سوال کر کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا جواب نفی میں دلوں کے صحابہ کو اس کا شاہد بنا دیا گیا اور ایمان و اسلام اور احسان کی حقیقت کے ساتھ اس عقیدہ کا سبق بھی ان کو خاص طور پر دیا گیا۔ کہ معلوم غیبی میں سے بعض امور ایسے بھی ہیں۔ کہ ان کا علم کسی کو عطا ہی نہیں ہوا۔

(۱) لَا يَلَيْكُم مِّنْ فِي السَّمَوَاتِ
الْأَدْنَى الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ -
(ب) وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا
يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ
(ج) إِنَّمَا الْغَيْبُ
بِإِذْنِهِ -

آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ یعنی آسمانوں کے نشے اور زمین کے جنے (دائن) غیب کی کتابیں اللہ ہی کے پاس ہیں جنہیں اُس کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔

غیب اللہ ہی کے لیے ہے یعنی علم غیب انت باری تعالیٰ کا خاصہ ہے۔

نوٹ :- قرآن کریم میں چالیس ایسی آیات موجود ہیں جن سے عبادہ و دلالت و اقتضاء اور اشارہ علم کا خاصہ باری تعالیٰ ہونا ظاہر و ثابت ہے۔ (ملاحظہ ہو برواق الغیب جلد ۱)

(۱) لَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ - (الغفران)
(ب) قَالَ فَحَبِّبِي
عَنِ السَّاعَةِ قَالَ
مَالِ الْمَسْئُولِ عَنْهَا
بِأَعْلَمُ مِنْ
(السائل - (الحديث)
(متفق عليه)
(ج) فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ

میں غیب نہیں جانتا۔

جبریل علیہ السلام نے ایک اعرابی کی شکل میں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سچا مانا تھا، عرض کیا کہ مجھے قیامت کا حال بتلائے (و کتب واقع ہوگی) آپ نے جواب میں فرمایا کہ اس کے متعلق تو میں تم سے زیادہ واقف نہیں۔ (بلکہ ہر سائل و متول اس امر میں برابر ہے یعنی کوئی بھی اسے اللہ کے سوا نہیں جانتا۔ ہم دونوں دجائے میں برابر ہیں پانچ باتوں کا علم صرف خدا ہی کو ہے۔ پھر آپ نے یہ

ثُمَّ نَدَاءَ اِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ
عِلْمُ السَّاعَةِ وَيَنْزِلُ
اَنْفِيَّتْ - (الآية)

(د) "من بشر من دالم کرد پس این
دور و صپیت" (شعنا للعلماء جلد ۳۵)

(ه) عن سلمة بن الأكوع قال
كان رسول الله صلى الله عليه
وسلم في قبة حمراء إذ جاء
رجل على فرس فقال من أنت
قال أنا رسول الله - قال
متى الساعة؟ قال غيب وما
يعلم الغيب إلا الله، قال
ما في بطن فوسى؟ قال غيب
وما يعلم الغيب إلا الله
قال فمضى تمشط؟ قال غيب
وما يعلم الغيب إلا الله.

(راخو جہ ابن مودوبہ دینشورج ۵ ص ۸۱) کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

نوٹ :- (۱) اس حدیث میں تین مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ غیب کی بات
اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس میں بھی شامل ہوں۔

(۲) کتب احادیث میں کم و بیش ایک سو چالیس ایسی احادیث ملتی ہیں جن سے حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کا عالم الغیب نہ ہونا اظہر من الشمس ہے (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

۳۔ اجماع اُمرت کا فیصلہ :

"ولا افي علم الغيب اور نہ میں غیب جانتا ہوں" لے ماغاب عتی
دلہریو بیخی الی یعنی غیب مصدر سے مراد آنکھ جو مجھ سے غائب ہے اور مجھ پر وحی سے ظاہر
نہیں کیا گیا۔ اور اجماع ہے کہ عالم الغیب و الشہادت علی الاطلاق سوائے حق تعالیٰ اجل جلالہ
کے کوئی نہیں اور جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تصریح آئی تو پھر اور کون ہے جو
عالم الغیب ہوگا؟

﴿﴾

اطلاع علی الغیب

احادیث میں متعدد صحابہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ بعض صاحبوں نے کچھ سوالات کیے۔ جن کو آپؐ نے پسند نہیں کیا۔ آپؐ کو جو شخص اگیا۔ سدنی عتاشقتم یعنی جو چاہو مجھ سے دریافت کرو۔ ایک شخص نے اٹھ کر کہا۔ یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: "خدا زاد" دوسرے نے اٹھ کر کہا میرے باپ کا نام کیا ہے؟ فرمایا: "سالم غلام شیب" اور بار بار آپؐ فرماتے جاتے تھے "پوچھو مجھ سے پوچھو مجھ سے" یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ آگے بڑھے اور عرض کی۔ یا رسول اللہ! ہم کو اشدنا پروردگار محمد! اپنا رسول اور اسلام اپنا دین پسند ہے۔

صحابہؓ پر بیان کرتے ہیں کہ ایک آپؐ نے صبح کی نماز پڑھ کر نعت پڑھ کر شروع کی۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت آگیا۔ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر عصر تک پھر نقرہ کی۔ اس کے بعد عصر کی نماز پڑھی اس سے فارغ ہو کر غروب آفتاب تک پھر تقریر کا سلسلہ جاری رہا۔ اس طویل خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو کچھ ہرچکا اور کچھ ہوگا یعنی آغاز آفرینش سے لے کر قیامت تک کے واقعات، پیدائش عالم، علامات قیامت، فتن، ہشتر و فتر سب کچھ سمجھایا۔ صحابہؓ کہا کرتے تھے کہ ہم میں سے بہت سے لوگ بہت کچھ بھول گئے۔ بعضوں کو کچھ یاد ہے۔ ان واقعات میں سے جب کوئی واقعہ پیش آجاتا ہے تو ہم کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی شخص کی صورت ذہن سے اتر جاتی ہے۔ پھر اس کو دیکھ کر یاد آ جاتی ہے۔

نجمائش شامی حبش جس کے سایہ حکومت میں جا کر مسلمانوں نے پناہ لی تھی اور جس نے اسلام کی صداقت کا اعتراف کیا تھا۔ جس دن اس نے حبش میں وفات پائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو اس سلسلہ کی اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا: "آج تمہارے بھائی نجمائش نے وفات پائی۔ اور"

۱: بخاری کتاب العلم بحوالہ السیرۃ النبی جلد ۳ صفحہ ۶۱۲۔

۲: مسلم باب قیام الامم بحوالہ السیرۃ النبی جلد ۳ صفحہ ۶۱۔

اس کے بعد اس کے جنازہ کی نماز غائبانہ ادا فرمائی۔

غریبہ اس قسم کے سیکڑوں واقعات میں جن کی حضور صلعم نے اطلاع دی۔ وہ حرفت بکرت پورے نکلے اور قیامت تک پورے ہوتے رہیں گے۔ صحابہؓ کو کلام کو آپؐ کی اس قوت اطلاع کا اس قدر یقین تھا۔ جب تک آنحضرت صلعم زندہ رہے۔ صحابہؓ کو اپنے ایک ایک عمل کا فکر نہ رہتا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ خدا آپؐ کو اس سے باخبر کرے۔ یہاں تک کہ اپنی طرف سے کہیں کہیں صلعم کی زندگی میں ہم لوگ اپنی بیویوں سے بھی کھل کر ملنے ہوئے ڈرتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ ہماری نسبت قرآن کریم میں کچھ نازل ہو جائے تو رسوا کی ہو۔

اس قسم کے اظہار و اطلاع علی الغیب کی خبر لٹھ لٹھ لٹھ نے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات بیات میں دی ہے۔

(۱) مَا كَانَتْ اِلَٰهَ لِيُطِيعَكَ عِظَا
خدا غیب کی باتیں تم کو نہیں بتلاتا لیکن وہ اپنے

الْغَيْبِ وَاللَّيْلِ اِلَٰهَ يَجْتَنِي مِنْ
غیبوں میں سے ہیں جو چاہتا ہے (اس کام
دُٰلِمٍ مِّنْ اٰیٰتِہٖ) (پ: ع ۹)
کے لیے) چن لیتا ہے۔

(۲) فَلَا يَظْهَرُ عَلٰی غَيْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا
اللہ تعالیٰ اپنے غیب کی بات کسی پر ظاہر نہیں
مِّنْ اَوْتٰی مِنْ دَسُوْلٍ (چٹ)
کہ تا لیکن اس پر غیبی رہے پسند کرے۔

ان ہر دو آیات کی تفسیر اپنے مقام پر پہلے حصہ میں گذر چکی ہے۔ اب پھر دہرانے کی حاجت نہیں۔

۱: بخاری کتاب الجنائز بحوالہ السیرۃ النبی جلد ۳ صفحہ ۶۱۔

۲: صحیح بخاری

۳: البتہ مختصر یہ پہلی آیت میں منافقین کا بیان ہے۔ مدینہ میں یمن اور منافق ملے جلتے تھے اور انہیں چاہتا تھا۔ کہ یہ حالت برقرار رہے۔ بلکہ باک اور ناپاک میں تیز ہو جائے۔ اس لیے جنگ اُعدہ میں جاتے جاتے منافقین راستہ ہی سے ملٹ آئے۔ تو خود بخود تیز ہو گئی۔ تفسیر ماجدی میں ہے یہ منافقین کے جواب میں رشتہ دار جو مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ کچھ بڑے بھتے جتے ہو۔

تو یہ بتا دو کہ منافق کون کون سے ہیں؟ (تفسیر ماجدی ص ۱۶) اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خدا غیب کی باتیں ہر ایک کو نہیں بتلاتا بلکہ وہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے (حسب قدرت) بات یا خیر برعشم

بگایا دے کہ اس قسم کا اظہار علی الغیب کو کثرت سے ظہور پذیر ہوا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے منتفی فرمادیا:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ - آپ غیب کے بتلانے میں بخیل نہیں

یعنی اُمور غیب میں سے جو آپ پر ظاہر کیا جاتا ہے یا جس کی آپ کو اطلاع اور تعلیم دی جاتی ہے۔ آپ اپنی اُمت کو اس کے بتلانے میں بخیل نہیں فرماتے۔

(تفسیر حاشیہ صفحہ ۵۵) بتلادینا ہے۔ اس میں کسی کو عطا فی عالم الغیب بنانے کا کہاں ذکر ہے؟ یہ تو صرف ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

دوسری آیت کا حاصل یہ کہ حق تعالیٰ حقیقی عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب کا مرتبہ اتنا حصہ جس کا حق معلوم مرتبہ سے جڑتا ہے۔ اپنے مقبول انبیاء و مرسلین پر منکشف کر دیتا ہے وہ بھی حفاظت کے اس پورے اہتمام و احتیاط کے ساتھ کہ وحی الہی بغیر کسی ادنیٰ خارجی دخل و تصرف کے بندوں تک پہنچ جائے۔ (تفسیر ماجدی صفحہ ۱۱۵۱) اس سے تو مراد ہی بینات الہیہ ہیں جو آیت کے کلمہ حصہ سے ظاہر ہے کہ فرمایا: لِيَعْلَمَنَّ أَنْ قَدْ ابْلَغُوا دَسَالَاتِ دَجَّهْمُ "ناکرٹسے معلوم ہو جائے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کے بینات الہیہ کو چھپا دیے۔ اس سے مراد تو نزولِ قرآن پھر اس میں کسی کو عطا فی عالم الغیب بنانے کا کہاں ذکر ہے؟

لہٰذا اُس حدیث کی شرح میں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارا دن صحابہ کو بیان فرماتے رہے۔ صاحبِ موابہب الرحمن تحریر فرماتے ہیں:

"توضیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے واقعات کا علم دیا جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیان فرمایا چنانچہ صحیح کی حدیث میں یہ امر مصرع مذکور ہے اور یہ واقعات اذ قسم علامات قیامت ہیں (موابہب الرحمن جلد ۳) علامات قیامت کے بیان سے علم غیب کی پراسد لال کرنا سخت نادانی ہے کیونکہ یہ بیان علم غیب کا کردار ان حصہ بھی نہ تھا۔ اور علم غیب کے متعلق جب ہم غور کرتے ہیں تو موابہب الرحمن کے اسی صفحہ پر حسیلِ روایت موجود ہے: چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطور غیب کے کل کا علم جانتے ہیں تو اس نے اللہ تعالیٰ پر تکیہ کیا کہ (کہا رواہ ابن ماجہ و سلم و حاکم و ترمذی و

آپ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اظہار و اطلاع علی الغیب کی بنا پر حضور صلعم کو غیب دان یا عالم الغیب کو عطا فی ہی کیوں نہ سمجھتا ہے۔ تو پھر اُسے اُمت کو بھی عطا فی عالم الغیب ماننا چاہیے۔ کیونکہ جو علم از غیب ان ہر دو آیات کے مفہوم سے آپ کو عطا ہوا آپ اُسی غیب کے بتلانے میں بخیل نہیں اور آپ نے اُمت کو تب بھی دیا۔ اور حقیقت ہے کہ اُمت کو بھی ایسا ماننے کے لیے کوئی بھی تیار نہ ہوگا۔ تو پھر یہ خیال ہی سراسر غلط اور تعلیماتِ کتاب و سنت کے خلاف ہے۔ کیونکہ کتاب و سنت سے تو یہ بات یا یہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں (اَلْغَيْبُ لِلَّهِ) اور اس کا اطلاق کسی مخلوق پر جائز ہی نہیں (لَا يَمْلِكُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبُ اِلَّا اللّٰهُ) لہٰذا علم غیب خاصہ باری تعالیٰ ہے۔ اس پر مفصل بحث پہلے گذر چکی ہے۔

﴿﴾

عطائی علم غیب

کمی بیشی علم :

الحاصلہ :
”ما یختص بالشیئی دلاً و جہد فی غیبرہ وہ یشہد ہر ایک شے کے ساتھ مخصوص ہو
اور اُس شے کے سوا دوسری شے میں نہ پائی جائے۔ اُس شے کا خاصہ نکلتا ہے پختہ شرح جانی

علم غیب خاصہ باری تعالیٰ ہے :

قُلْ إِنَّمَا الْغِیْبُ لِلّٰہِ اِنَّہٗ ہُوَ الْمُخْتَصِرُ لِلْغِیْبِ (مدارک) علم غیب اللہ کے
ساتھ خاص ہے یعنی علم غیب خاصہ باری تعالیٰ ہے۔ صاحب مدارک ہمارے اخاف کے مقابلہ
میں امام ہیں۔ اور تمام ائمہ مجتہدین اس مسئلہ میں متفق ہیں۔ آیت قُلْ لَا یَعْلَمُ مَعْنٰی الْغِیْبِ
اِلَّا الَّذِیْ عِنْدَ اللّٰہِ کی تفسیر میں صاحب مدارک علم غیب کی تعریف بہت درجہ ذیل الفاظ
میں کرتے ہیں :

والغیب ما لم یحیط علیہ یعنی غیب وہ ہے جس پر کوئی دلیل قائم ہو سکے
دلیل دلا اطمع علیہ مخلوق اور کسی مخلوق کو اس پر اطلاع ہی کی گئی ہو۔
مجموعہ عرفاء و ولی مولانا عبدالحی کے صفحہ ۳ پر لکھا ہے :

”خدا کی ذات یا اس کی عبادت یا اُس کے صفات مخصوص میں کسی کو شریک کرنا شرعاً شرک ہے
ادب علم غیب خداوند عالم کے صفات مخصوصہ میں ہے۔“

عطائی علم غیب دانی نہیں :

جن لوگوں نے غلطی سے غیب کی خبروں کے اظہار کو غیب دانی سمجھ لیا اور نادانی سے اسے
عطائی علم غیب کا نام دے دیا۔ انہوں نے سخت غلطی کی ہے۔ اگر آپ قرآن سے اس کا ثبوت
نہیں تو تنبیہ آدھم کے موقع پر فرشتوں کا اقرار بالصل واضح ہے کہ انہوں نے اللہ ہی کے علم غیب
اور اسے انہوں نے غلطی کا یوں اقرار کیا :

قَالُوا اَسْمِعْکَ لَا عَلِمْنَا اِلَّا مَا
عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ
تو ایک ہے ہم کو یہی علم نہیں سوائے اس کے جو
تھے ہیں عطا کیا یہ شیک تو ہے علم و حکمت والا ہے

یہ اسلامی اعتقاد میں مانی ہوئی بات ہے کہ اللہ کے علم اور حضور کی اشرف علیہ وسلم کے علم
میں سمندر اور قطرہ کی نسبت ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت خضر اور موسیٰ
علیہما السلام کشتی میں بیٹھ ہوئے تھے کہ ایک چڑیا نے ایک قطرہ پانی کا دریا سے پیا تو حضرت
خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نکلیا کہ میرا اور تمہارا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے
مقابلہ میں اتنا ہے جتنا دریا کے مقابلہ میں چڑیا کا پیا ہوا ایک قطرہ۔ اور ایسے ہی حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے علم اور دیگر مخلوق کے علم کا حال ہے۔ کیونکہ علم میں کمی بیشی ممکن ہے۔

علم اور علم غیب میں فرق :

علم اور علم غیب میں یہی توفیق ہے کہ علم غیب کے جاننے والے کے علم میں یا بالفاظ
دیگر عالم الغیب کے علم میں کمی بیشی محال ہے۔ کیونکہ علم غیب کے ہوتے ہی ہر چیز کی ابتدا و
انتہا کھل جاتی ہے اور کوئی چیز بھی اُس سے کسی وقت میں بھی نہ پوشیدہ رہ سکتی ہے اور نہ اُس
کے علم سے باہر ہو سکتی ہے اور ایسا علم خاصہ باری تعالیٰ ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ
کو نہ اُدکھلاتی ہے نہ نیند۔ اور یاد رہے کہ جسے اُدکھ اور نیند آجائے وہ عالم الغیب نہیں ہو
سکتا۔ اور حضور کا غلبہ نیند کی وجہ سے تنہا کارہ جانا اور اُس کی بجائے چاشت کے وقت بارہ
رکعت پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت ہے پھر حضور کو ارشاد باری ہوتا ہے وقل ذذ فی
علما بینی یہ دعا کرتے دہو کہ لے رب میرے علم کو بھٹانا وہ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے علم میں برابر ترقی ہوتی رہتی تھی جو علم غیب رکھنے والے کی صفت نہیں ہو سکتی۔

اس واقعہ سے تین باتوں کا علم حاصل ہوتا ہے۔ کہ :-
(۱) فرشتے غیب دان نہیں۔

(۲) صرف اللہ ہی غیب دان ہے۔ اور

(۳) جسے کچھ علم غیب سے عطا کیا گیا ہو۔ وہ عالم الغیب نہیں بن جاتا۔ اور نہ اُسے غیب دان کہہ سکتے ہیں۔

اِس سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے علم دے اور جتنا چاہے دے۔ مگر جسے غیب سے کچھ علم عطا کیا گیا ہو۔ فرشتوں کے اقرار بموجب قرآن کہتا ہے۔ کہ وہ اِس سے غیب دان ہو جاتا ہے اور نہ ہی اُسے عالم الغیب کہا جاتا ہے۔ بلکہ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور علم غیب اُسی کا خاصہ ہے جس میں کوئی مخلوق اِس کی شریک نہیں ہیں۔

عقیدہ علم غیب میں افراط و تفریط :

”جو شخص اِس کا متفقہ ہے کہ آنحضرت صلعم کو بالکل غیب کا علم تھا۔ وہ افراط کرتا ہے اور خوفِ کفر ہے اگر تاویل نہ ہو۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت صلعم مثل دیگران کے تھے۔ ہر بات پر جبریلؑ آتے اور آگاہ کرتے تب ہی خبر ہوتی تو اُس نے تفریط کی۔ اور حق دہی ہے جو اِدھر نہ کہہ دے اُدھر نہ کہے کہ روایت ابن عباسؓ میں ہے جو فرما ہے کہ آنحضرت صلعم کا پروردگار عزوجل کو دیکھنے کا روایت ہوا ہے اُس میں صریح ہے کہ تَحَلَّی السَّمٰوٰتِ وَ مَا بَیْنَہُمَا فِی الْاَدْنٰی میں نے سب کچھ جان لیا جو کچھ آسمانوں و زمین میں ہے۔ الحاصل جہاں تک اللہ تعالیٰ نے علم دیا تھا وہ جانتے تھے۔ اور حدیث میں فرمایا کہ جو میں جانتا ہوں اگر وہ تم جانتے تو کم بہتے اور بہت دوتے۔“ (مراہب الرحمن جلد ۴ صفحہ ۱۱)

علم غیب کی جستجوی :

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ الْخ کی تفسیر میں صاحب تفسیر مراہب الرحمن (حنفی) فرماتے ہیں :

”علم غیب کی تصریح کر دی۔ کہ علم غیب جانتا جو یہاں سے ثابت ہوتا ہے اور بعض دیگر آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ یہ جزوی علم غیب ہے حتیٰ کہ تمام آسمانوں اور زمین کا سب علم غیب بھی جزوی علم غیب ہے۔ اِس پر آنحضرت صلعم مطلع تھے اور وہ بھی بدوں اطلاع نبیہ اللہ تعالیٰ کے نہیں ہوتا ہے۔ اور علم غیب کلی و مطلق تو وہ سوائے حق عزوجل کے اور کوئی نہیں جانتا ہے اِس واسطے کہ وہ تو علم ہے جو وصف باری تعالیٰ ہے اور یہ صفت کسی مخلوق میں پیدا ہو جانا غیر ممکن ہے۔“ (تفسیر مراہب الرحمن جلد ۴ صفحہ ۱۱)

غیب کی تعریف اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم :

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتا ہے کہ قیامت کب ہوگی ؟ میری گھوڑی کے پیٹ میں کیا ہے اور بادش کب ہوگی ؟ ان سب سوالات کا حضور صلعم ایک ہی جواب دیتے ہیں۔ جو غیب کی تعریف ہے۔ تینوں بار آپؐ نے ہی فرمایا : قَالَ غَيْبٌ مَا يَلْعَلُ الْغَيْبُ اَللّٰهُ غَيْبٌ كِی بَاتَ ہے اور غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“

حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیبِ دان نہ ہونا واقعات کی روشنی میں

۱۔ قریش کے خلاف بددعا کرنے میں
۲۔ ابوطالب کے ایمان لانے کی کوشش کرنے میں
۳۔ اسلام کی پہلی غنیمت میں
۴۔ غزوہ بدر میں
۵۔ غزوہ احد میں
۶۔ ولید بن عتبہؓ کو زکوٰۃ کی وصولی کے لیے بھیجنے میں
۷۔ منافق کے جنازہ کی نمازیں
۸۔ رُوح کی حقیقت بیان کرنے میں
۹۔ اصحاب کعبہ کے حالات بیان کرنے میں
۱۰۔ ذوالقرنین ؑ ؑ ؑ ؑ
۱۱۔ اندراجِ مطہرات کے کہنے پر شہد پینے سے قسم کھانے میں
۱۲۔ اسلام میں پہلا ظہر حضرت خولہ بنت اخیوتہؓ کے واقعہ میں
۱۳۔ اسلام میں پہلا حکم قسامت ادا کرنے میں
۱۴۔ واقعہ اکہ میں
۱۵۔ غزواتِ براءیک نظر میں

لہذا غیب دان رسولِ خدا کی رسالت کا حق ادا کر سکتا ہے۔ اور نہ اللہ کی حجت بھی بندوں پر قائم ہو سکتی ہے اور نہ نبیؐ ہی ایسے رسول کی اطاعت پر مجبور کیے جا سکتے ہیں۔ لہذا کوئی رسول بھی غیب دان نہیں۔ ورنہ مفسقوں و رسالت یافتہ ہو جانے کا اور رسالت کی غرض ٹوٹی نہ ہو گی۔

میزان آمدہ از صفحہ گذشتہ	۹۰
۱۴- واقعہ سورہ عبس میں	۱
۱۵- صلح حدیبیہ میں	۲۰
۱۸- تیمم کے حکم میں	۸
۱۹- قبر نماز جنازہ میں	۲
۲۰- آیات قرآن میں	۴۰
۲۱- احادیث نبویہ میں	۵۰

میزانِ کُل

یہ چند واقعات حیاتِ علیہ سے مشتے از خروارے بطور نمونہ مذکور ہوئے ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز عالم الغیب نہ تھے۔ نہ ذاتی نہ عطائی۔

مندرجہ بالا واقعات میں سے صرف ایک چھوٹا سا واقعہ بطور نمونے کے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اسی پر سب واقعات کو قیاس کر لیں :

اسلام میں پہلا حکم قسامت :

”مولا امام مالکؒ میں ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے قتل کے کئیوں کی گمراہی یا جتنے میں ڈال دیا۔ عید پر نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دعویٰ پیش کر دیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ یہود کو کھڑے آدمی کی دیت ادا کریں۔ یا اللہ کی طرف سے جنگ کے لیے تیار رہیں۔ مگر جب یہود کو کھڑے کر دیا گیا تو انھوں نے جواب تحریر کیا کہ اللہ! ہم نے اُسے قتل نہیں کیا اور نہ اُس کے وارث صحیح قاتل کے متعلق قسم کھاتے اور نہ یہود کی قسم پر یقین کرتے۔ جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت ایسے پاس (مالِ زکوٰۃ) سے ادا کر دی“

(ماخوذ باختصار از ردبار رسول کے فیصلے صفحہ ۲۱-۲۲)

لے : برواق الغیب حصہ اول

۵: ۵ ۵ ۵ دوم

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی پہلو یقین نہ تھا۔ ورنہ پہلے آپ کا مبالغہ ہو سکتا تھا اور اس سے انکار پر اعلان جنگ کی دھمکی۔ لیکن بعد میں صحیح قاتل کا پتہ نہ پلنے پر وارثوں کو خوش کرنے کے لیے بیت المال سے دیت دلوادی۔ اور ان حالات میں ہی مناسب بھی تھا۔ کیونکہ ایک طرف یہود سے عہد و پیمان تھا۔ بلا ثبوت انھیں کیسے مجرم ٹھہراتے۔ دوسری جانب ایک مسلمان کا خون تھا وہ بھی کیسے ضائع جاتا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ملک میں امن قائم رکھنے کی اعلیٰ درجے کی مثال ہے جو ہر حاکمِ دقت کے لیے قیامتِ یقیناً واجبِ انعقد ہے گی۔ لیکن یہ اسوہ حسنہ اس امر واقع پر شاہد عادل ہے کہ آپ عالم الغیب نہ تھے۔ نہ ذاتی نہ عطائی۔ ورنہ قاتل کو معلوم نہ ہونا اور کبھی ایک حکم صادر فرمان کبھی دوسرا عالمِ کائنات میں نشان سے بعید ہے۔

آپؐ مدینہ میں آتے ہیں تو لوگوں کو نہ کھجور کے بھول مادہ درخت پر چھاڑنے دیکھ کر فرمایا اگر تم ایسا نہ کرو تو شاہد بہتر ہو۔ مگر یہیں کم آیا تو فرمایا اگر میں کوئی دین کی بات کہوں تو اُسے قبول کر دو اور اگر کوئی بات انہی رے سے کہوں تو تم جان لو۔ آخر میں بھی بھائی طرح آدمی ہوں بلکہ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ تم اپنے ذمہ کے کام مجھ سے بہتر جانتے ہو۔ نہایت ہی قابلِ ثبات ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان لگتا ہے۔ آپؐ اُسے بیکے بیچ دیتے ہیں۔ پورا ایک ماہ مشورے کرتے رہتے ہیں صحیح پتہ نہیں چلتا۔ آپؐ حیران ہیں اتنے میں ایک ماہ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأتِ قرآن میں نازل ہوتی ہے۔ تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خوشی خوشی گھر جاتے ہیں اور حضرت عائشہؓ سے کہتے ہیں کہ اٹھو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر ادا کر دو! تختہ در برأتِ قرآن میں نازل ہوئی ہے۔ وہ فرماتی ہیں اُن کا کیا شکر یہ ادا کروں انھوں نے مجھ پر شک کے بدلے ایک ماہ سے میرے گھر بٹھا رکھا ہے اور مشورے کرتے پھرتے ہیں۔ میں تو اس مالِ خفیہ کا شکر یہ ادا کروں گی جس نے میری برأت کو قرآن میں نازل کر کے میری عزت افزائی کی ہے۔ میرا خیال تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی خفی سے حقیقتِ حال سے خبر ہو جائے گی۔ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو قرآن میں نازل کر کے میری اسی عزت پر بڑھائے گا۔ جن کی قیامت تک تلاوت ہوتی رہے گی۔ آج کون حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے محبت کرنے والا ہے۔ آپؐ فرماتی ہیں کہ جو یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کل کا علم تھا وہ جھوٹا ہے۔
 آپؐ نمازیں بھول کر چار رکعت کے بجائے پانچ پڑھ جاتے ہیں کبھی چار کے بجائے دو پڑھ لیتے ہیں۔
 تیلانے پر ادا فرمایا؟ میں بھی ایک انسان ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں لہذا
 جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دہانی کر دو۔ پھر دوسرے سہو کے کیے۔ آپؐ کا بھولنا بھی ہمارے
 لیے رہنمائی کا باعث ہوا۔ وہ نہ ہم بھول کر کیا کرتے؟

بعض لوگ یہاں تک غلو سے کام لیتے ہیں اودکتے ہیں کہ آپؐ سب کچھ جانتے تھے مگر ہماری خاطر
 دیکھ کر کہتے تھے۔ یہ لوگ رپڑہ حضور پر جھوٹ کا الزام دیتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ کافر اود دشمن ہی آپؐ کو
 جھوٹا نہیں سمجھتے تھے۔ یہ عجیب محبت ہے خدا ایسی محبت سے بچائے۔

الغرض اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر نظر غائر ڈالی جائے تو ایسے بے شمار مقامات نظر
 آئیں گے کہ ہم نے تو صرف ۳۰ کا ذکر کیا ہے جو ہمارے مطالعہ میں آئے ہیں وہ نہ روزمرہ کی زندگی
 میں یہ بات اظہار میں نہیں ہے کہ آپؐ ہرگز عالم الغیب ذاتی کیا عطا کی بھی نہ تھے۔ نہ نزولِ قرآن
 سے پہلے نہ بعد۔ نہ معراج سے قبل نہ بعد بلکہ اس معاملہ میں آپؐ کی حالت شروع سے آخری دم
 تک بدستور یکساں نظر آتی ہے کہیں صحابہ سے مشورے کرتے ہیں اور انہی رائے کے خلاف ان کی
 رائے عمل کرتے ہیں۔ صحابہ بھی آپؐ کو عالم الغیب نہیں جانتے۔ اسی لیے تو مشورہ دیتے ہیں کہیں بدعا
 کرتے ہیں تو روک دیے جاتے ہیں جن کے خلاف بدعا ہوتی ہے وہ میل انکار صحابہ نہ بنائے جاتے
 ہیں۔ مثلاً خالد بن ولیدؓ اور یوسف بن ایازؓ کی اصلاح کے لیے کہ کشتش کرتے ہیں وہ بحالت کفر وفات
 پاتے ہیں۔ یعنی انہو کا لب و غیرہ۔

ان حالات کے بارے میں جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب (مطالی سہی) مانتا ہے
 وہ درحقیقت ان سب آیات قرآنہ و احادیث نبویہ و اوزمار نبوی واقعات و مسلمات کی تکذیب کرتا

ہے۔

گر نہ بیند بر دوشپہ چشم
 چہ آفتاب را چہ کُتاہ

لے: پنجابی، مسلم، اہل واد واد، احمدی، لسانی، ابن ماجہ، بحوالہ فقہ السنۃ جلد ۵ صفحہ ۳۹

مِائَةِ فِتَاوِی فِی مَسْئَلَةِ عِلْمِ الْغِیْبِ

اسلم : اسلام علیکم۔

زید : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اسلم : آپ نے فرمایا تھا کہ سلاطین کی راہ سلف صالحین کی اقتداء میں ہے۔ بیشک آپ نے اپنے عقائد کو ان کے عقائد کے موافق و مطابق ہونے کا چڑا ثبوت دیا ہے۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ موجودہ زمانہ کے علماء سے بھی اس مسئلہ ”علم غیب“ میں اپنے اور ہمارے اعتقاد کے متعلق استفساد کریں۔

زید : بلا شک و شبہ اس فقہ خیر زمانہ میں سلاطین کی راہ سلف صالحین کی تقلید ہی میں ہے۔ ان حضرات کی اقتداء کو میں اس لیے پسند کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور آپ کے ما بعد دو زمانوں کو ”خیر العتدوں“ یعنی بہتر زمانے قرار دیا ہے۔ بعد از ان اور اخیر زمانہ میں اختلاف کثیر کا ذکر فرمایا۔ اور ایک روایت کی رو سے ”لا یبقی من الاسلام الا اسمہ“ ارشاد فرمایا۔ یعنی اس وقت اسلام برائے نام رہ جائے گا نیز ابن مسعودؓ سے بھی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جو شخص سیدھا راستہ چلنا چاہے اُس کو چاہیے کہ ان لوگوں کی پیروی اور اقتداء کرے جو قبل اس کے ہو چکے ہیں۔ اس لیے کہ زمانہ اشخاص پر دنیاوی جھگڑے بکھیرے سے محفوظ رہنے کا خیال نہیں کیا جاسکتا۔ اور کسی نے یہ کی صحیح کہا ہے یہ مسلمانانہ در کتاب و مسلمانانہ در گوشت۔ اور یہ منقولہ اس زمانہ پر تو ایسا چپاں بڑا ہے کہ سبحان اللہ! اس لیے میں اپنے عام عقائد میں اور مسئلہ غیب میں بھی اللہ تعالیٰ۔ اُس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم۔ صحابہؓ

۳۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ :
(۱) وفات کے قریب آپ نے اپنی وصیت کھوائی اور حضرت عثمان بن عفانہ کے کٹھن
میں بیچ دی۔ تاکہ مسلمانوں کو کٹھن دی جائے۔ وصیت حسب ذیل تھی :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”یہ کہ ابوبکر بن ابی قحافہ کی وصیت ہے جبکہ وہ دُنیا سے رخصت ہو رہا تھا۔ اور آخرت میں
داخل ہو رہا تھا۔ یہ ایسے وقت کی وصیت ہے جب کہ تم کو ایمان لے آتا ہے۔ ناجز پختی میں
پر تھا اور پھر تم بھی سچ بولنے لگتے ہو۔ میں نے تم پر عمر بن الخطابؓ کو امیر بنایا ہے۔ اگر وہ عمل
کرے اور تقویٰ برتنے تو اس کی بابت میرا یہی گمان اور یہی امید ہے۔ لیکن اگر وہ بدل
جائے تو میں نے سچی اوصیہ بھلائی چاہی ہے۔ غیب کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں۔“

(انسائیٹ منٹ کے ردوائے صفحہ ۱۶۵)

(ب) مؤطا امام مالک میں انشاء فی سبیل اللہ کے بیان میں حسب ذیل حدیث مذکور ہے :
”عن ابی القوامی عمرو بن عبیدہ اللہ اتہ بلخہ ات رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال لشہداء احد ہذ لاء اشہد علیہم فقال :
ابو بکر الصديق یا رسول اللہ اکتنا یا خدا انہما اسلنا کما اسلما
و جاہدنا کما جاہدو فقال رسول اللہ (صلعم) بلی ولا اددی
ما تہدثون بعدی قال فیکو ابوبکر ثم سکی ثم قال ائنا لکاشون
بعدک “ اور انقرے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ احد کے شہیدوں
کی نسبت فرمایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر میں گواہوں یعنی ان کی نسبت میں گواہی دیتا ہوں حضرت
ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم ان کے بھائی نہیں؟ ہم بھی مسلمان ہوئے جیسے وہ مسلمان
ہوئے اور ہم نے بھی جہاد کیا جیسے انہوں نے جہاد کیا۔ آپؐ نے فرمایا : ہاں مگر مجھے معلوم
نہیں کہ تم میرے بعد کیا کرو گے؟ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اُڑنے لگے اور دو عرض کیا کہ کیا

آئمہ دین اور مسلمانین کے فرمان کے تابع ہوں جن کے فرمان ماننے واجب الایمان
کا کھلا صریح ذیل ہے :

۱۔ اللہ کا فرمان :

”لَا یُکْفِرُ مَنْ فِی السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَیْبِ إِلَّا اللَّهُ“ کوئی بھی آسمانوں اور
زمین میں اللہ کے سوا غیب نہیں جانتا۔ (القرآن)

قرآن میں چالیس ایسی آیات آئی ہیں جن سے علم غیب کا خاصہ باری تعالیٰ ہونا اور غیر اللہ
اس کی نفی ظاہر و ثابت ہے۔ جسے ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

۲۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان :

(۱) لَا أَعْلَمُ الْغَیْبَ (النفحات) میں غیب نہیں جانتا۔

(ب) ایک شخص حضورؐ سے قیامت کے متعلق دریافت کرتا ہے کہ قیامت کب ہوگی؟ میری گھوڑا
کے پیٹ میں کیا ہے؟ بادش کب ہوگی؟ آپؐ ان سب سوالات کا تینوں مرتبہ ایک ہی جواب
دیتے ہیں : ”قال غیب و ما یعلم الغیب الا اللہ“ فرمایا کہ : یہ بات غیب کی ہے
اور غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا گویا غیب زمین جانتا ہوں اور نہ کوئی اور سوا اللہ
اس سے واقف ہے۔ (رد مشرکہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۹-۱۷۰)

حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں :

”کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قبة حمراء اذا جاء رجل علی فرس
فقال من انت قال انا رسول اللہ قال متی الساعة قال غیب و ما
یعلم الغیب الا اللہ، قال ما فی بطن فرسی قال غیب و ما یعلم
الغیب الا اللہ، قال فمتی تنسطو قال غیب و ما یعلم الغیب الا اللہ“
یہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ ایک سو پچاس احادیث صحیحہ اس امر کی تائید و تصدیق کرتی ہیں

ہم آپ کے بعد زندہ رہیں گے" (کشف المغطاء کتاب المواعیل جلد ۲ صفحہ ۲۰۲)
۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ آیت: ﴿لَعَنَ اللَّهُ السَّاعَةَ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:
"لَعَنَ عَلٰی نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْخَبَسَ مِنْ سِدْرِ الْغَيْبِ
هَذِهِ لآيَةٍ فِي آخِرِ لَفْظَاتِ الْآخِرِ السَّوَدَةِ" (رد المحتار جلد ۵ صفحہ ۱۷۰)
یعنی تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس درخت سے بس یہی پانچ چیزیں غنی ہیں جو سورۃ
نہمان کی اس آخری آیت میں مذکور ہیں۔

۵۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ:

۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

۸۔ حضرت جریر بن عجلان رضی اللہ عنہ:

۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

۱۰۔ حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ:

۱۱۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ:

۱۲۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:

ان سب حضرات سے حدیث جبریل ثمودی ہے جس میں قیامت کے سوال پر حضورؐ نے فرمایا:
مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بَا عِلْمٍ مِنَ السَّائِلِ كَمَا فِي اس کے متعلق سائل سے زیادہ نہیں تا
جس کے معنی اور مفہوم کو ائمہ محدثین نے یوں بیان کیا ہے کہ ہم دونوں اس کے نہ جاننے میں بڑے
ہیں بلکہ ہر سائل دسوں کا بھی حال ہے۔ اور ان تین حضورؐ صلعم نے بطور استشہاد کے سورۃ نہمان
کی آخری آیت پڑھی کہ یہ علم قیامت تو ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم سوائے اللہ تعالیٰ
کے کسی کو ہے ہی نہیں۔

۱۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

(۱) "کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ رسول خدا صلعم ان پانچ چیزوں کو جانتے ہیں جن کی نسبت

خدا نے تعالیٰ نے آیت: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيَخْفَىٰ لَهُ الْغَيْبُ﴾ (الآیۃ)

تو ایسے شخص نے خدا پر بہت بڑا ہتھان باندھا" (ترمذی، تفسیر جلد ۱ صفحہ ۲۳۹)

(ب) وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّكَ تَكَلَّمَ مَا فِي غَيْبٍ فَقَدْ كَذَّبَ (بخاری تفسیر سورہ نجم)

اور جس نے تجھ سے بیان کیا کہ آپ جانتے ہیں جو کچھ ہونے والا ہے۔ تو اُس نے جھوٹ کہا۔

۱۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

صحابہؓ میں جو علی حقیقت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے وہ کتب احادیث

کے مطالعہ کرنے والے حضرات سے مخفی نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ حضور صلعم کے بعد سب

صحابہؓ سے زیادہ واقف اسرار شریعت تھے تو بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ کتب احادیث میں ان

کی شان میں ایسا ہی مذکور ہے۔ لہذا ان کا فرمان نہایت ہی قابلِ قدر ہے۔ اور وہ یہ ہے:

"وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ اَدَقَّ نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّ شَيْئًا إِلَّا

مَفَاتِحَ الْغَيْبِ (خازن) فِي تَفْسِيرِ الْآيَةِ وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا

الآھو۔ (مجموعۃ التفسیر جلد ۲ صفحہ ۴۱)

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ تمہارے نبی کریم صلعم کو غیب کی کتبوں کے سوا ہر چیز دی گئی۔

۱۵۔ حضرت دائر بن کثیر رضی اللہ عنہما:

"امیر معاویہؓ نے ایک مرتبہ حج میں بنی کنانہ کی ایک عورت کو جو مدینہ میں قیام کرنے کی وجہ سے

دائر بن معاویہؓ کے نام سے مشہور تھی بلوایا۔ اور پوچھا۔ دائر! جانتی ہے کہ تجھ کو کیوں بلایا گیا ہے؟

دائر! غیب کا علم خدا ہی کو ہے۔"

(تاریخ تخریج اسلام صفحہ ۶۲)

۱۶۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح مکیؓ ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم:

(و) "ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو گفت کرو لے اباسیمان اس واسطے کہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے امیر غیبہؓ اور پوشیدہ پکسی کو کابھی نہیں دی ہے (اور سوائے

اللہ تعالیٰ کے کوئی حال پوشیدہ بندوں کا نہیں جانتا ہے۔"

تھے (یعنی حضور صلعم کو جھٹلانا) لیکن وہیں سب خاموش تھے اور حضور صلعم کی صداقت پر ایمان رکھتے تھے کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں سچ ہے یعنی حضور صلعم کو اس کا پیٹلے سے علم نہ تھا یا بالفاظ دیگر آپ عالم الغیب نہ تھے۔

نوٹ: فرمان نمبر ۱۶ اور ۱۷ میں تقریباً دو لاکھ صحابہ کا عقیدہ واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول کوئی بھی عالم الغیب نہیں اور غیب کا علم صرف خدا کو ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز علم غیب نہیں۔

مفسرین حضرات کا عقیدہ اور ایمان و فرمان

۱۸۔ صحابہ میں امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ:

یہ وہ حضرات ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بھائی مبارک سے لگا کر اللہ میاں سے دعا کی کہ اے اللہ اسے دین میں سمجھ، قرآن اور حکمت سکھائے۔ ”اور آپ کا عقیدہ علم غیب کے متعلق ملاحظہ ہو:

”حضرت ابن عباسؓ آتِ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ اَعْلَمُ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”قال ابن عباسؓ هذه الخمسة لا يعلمها ملك مقرب ولا نبي مصطف (من ادعى ان الله يعلم شيئاً من هذه فانه ككفر بالفضائل لانه خالفه“ (بخاری، مجموعۃ التفسیر جلد ۷ صفحہ ۷۰)

”حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان پانچ باتوں کو نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی برگزیدہ نبی ہی جانتا ہے پس اس لیے ہو کوئی ان میں سے کسی شے کے جاننے کا دعویٰ کرے تو بیشک یہ قرآن سے کفر و انکار ہے۔ کیونکہ یہ تعلیم قرآن کے خلاف ہے۔“

لہٰذا: ڈیڑھ لاکھ کی تعداد تو صحیح روایات کی بناء پر جاتی ہے۔ اور ان دونوں موقوفوں کی تعداد جسے کرنے سے دو لاکھ گنن ہے کیونکہ انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے دوسرے موقوف چوبھی موجود تھے۔ گویا یہ دونوں ذبوت کی تعداد ہے۔ اس سے صحابہ کی تعداد پر بحث کرنا حاصل ہے۔ (مؤلف)

(اب) ”ابو عبیدہؓ نے کہا کہ اے ابابیلہؓ! ذرا صبر کر دیکھو جا کہ تفسیرین نے خود بخود ہم سے شیع کی درخواست کی ہے۔ غیب کا علم صرف خدا کو ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ کل کیا پیش آنے والا ہے۔“ (تاریخ اسلام مؤلف غلام قادر صفحہ ۲۰۰)

اُس وقت صحابہؓ کی جمیعت مختلف روایات کے مد نظر ۳۰۰۰۰۰ تک تکمیل ۱۰۰۰ اور جو اس وقت موجود تھے سب خاموش ہو گئے اور وضع منظور کر لی گئی۔ جس پر اسلام کا تمام لشکر کا رہا۔ جس سے ثابت ہوا کہ سب صحابہؓ کا یہی عقیدہ تھا کہ علم غیب صرف خدا ہی کو ہے۔ حالانکہ حکیم تفسیرین نے اس شیع کرنے میں اسلامی لشکر سے دھوکا کیا تھا۔

۱۹۔ ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہؓ کا عقیدہ اور ایمان و فرمان رضی اللہ عنہم:

(۱) حجتہ اوداع کے موقع پر ایک لاکھ چالیس یا چوبیس ہزار صحابہؓ کا مجمع تھا (مذکر اکل المین جلد ۱) عرفات سے واپسی پر آپؐ سوار تھے اور صحابہؓ آپؐ کے آگے پیچھے دھنیں بائیں سوال کرتے جاتے تھے اور آپؐ جواب دیتے جاتے تھے۔

اسی اثناء میں آپؐ نے یہ بھی فرمایا:

”فَلَا تَحْذَرُوا مَسَاسِكُمْ فَإِنَّ لَآ آدَى لَّاحَ بَعْدَ حَتَّى هَذِهِ۔ حج کے مسائل سیکھو اور میں نہیں جانتا کہ اس کے بعد مجھے دوسرے حج کی نوبت آئے نہ آئے۔“ (ابو داؤد و مسلم، سیرۃ النبی جلد ۱ صفحہ ۱۰۰)

(ب) اسی موقع پر جن صحابہؓ کے ساتھ قربانی کے جانور نہ تھے۔ آپؐ نے انہیں عمرے اور حج کے درمیان حلال ہونے کا حکم دیا۔ تو بعض صحابہؓ متردد ہو گئے جس سے آپؐ کو سخت غصہ آیا۔ خدا کی تعریف کی اور فرمایا: ”وَاسْتَقْبَلَتْ مِنْ أَمْرِ مَا اسْتَدْبَرْتُ لِمَا سَبَقَتْ الْهَدَىٰ“ یعنی اگر میں پہلے سے اس چیز کو جانتا جو بعد میں پیش آئی تو ہرگز قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہ لانا۔ ایک لاکھ سے زیادہ صحابہؓ کی جماعت حضورؐ کے ہمراہ ہے ان میں سے ایک بھی بریوی خیانت کا نظر نہیں آتا جو آگے بڑھ کر دنیا کے حضور آپؐ (تو عطا لی) عالم الغیب ہیں۔ پہلے سے جانتے

لہٰذا: یہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی کینت ہے۔

لہٰذا: یہ اسلامی لشکر کی تعداد میں سے اتنی کسی ترجمہ میں نہ ہوئی ہے۔ اب مجھے کتاب نہیں ملی بجز اس وقت اسلامی لشکر کا تعداد میں اُس علاقہ میں تھا۔

حضورِ صلعم بھی مخلوق ہیں۔ اس سے کس کو انکار ہے؟ اس سے صاف ہی ہر ہے کہ جو حضور کے لیے علم غیب ثابت کرنا ہے وہ حضورِ صلعم کو علمائے خفیہ کے خلاف اللہ کی مخلوق سے نکال دے اور ان کی اُلوہیت کا انکسار ہے۔ گویا علم غیب کا دعویٰ خدائی کا دعویٰ ہے۔

۲۶۔ امام فخر الدین رازی کا عقیدہ اور ایمان و فرمان :
آیۃ ثل ان ادوی القویۃ ما تاعدون افریحل کہ دینی آمد کی تعبیر میں فرماتے ہیں :

۲۶۔ قاضی بریضیادی کا عقیدہ۔ ایمان و فرمان :

”رَبِّیْکُمْ لَنْ تَعْلَمَ عَنْ السَّاعَةِ اَنْتَ اَنْتَ مُسْتَهْزِئٌ اِنْ سَأَلْتُمْ عَنْهَا عِنْدَ رَبِّیْ اِنَّ السَّاعَةَ لَعِنَیْطَلْعُ عَلَیْہِ مَلٰٓئِکَۃٌ مُّقْبِلٰۃٌ وَّ لَا نَبِیَّۃٌ مُّوَسَّلَۃٌ“ (تفسیر بریضیادی صفحہ ۲۶۷)

”لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا؟ آپ فرمائیے کہ اس کا علم بس میرے رب ہی کو ہے۔ اُس نے اس کو اپنے ہی لیے خاص کر لیا ہے۔ کسی مُقَرَّبِ رشتے کو اس کی اطلاع دی ہے اور نہ کسی نبی مُرْسَل کو“

۲۷۔ علامہ ابو مسعود ارجسی کا عقیدہ۔ ایمان و فرمان :

آیۃ ثل اِنَّمَا عَلِمَهَا عِنْدَ رَبِّیْ کی تعبیر میں فرماتے ہیں :

معنی کو نہ عنده تعالى خاصة انہ تعالى قد استأثر بہ بحیث لا یخبر احدًا من ملک مقرب و نبی مرسَل (ابو مسعود جلد ۳ صفحہ ۵۳۷)

”علم قیامت کے صرف خدا ہی کے پاس ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے ہی واسطے اس کو خاص کر رکھا ہے اس طور پر کہ کسی ملک مُقَرَّبِ رشتے یا نبی مُرْسَل کو اس کی اطلاع دی ہوگی۔“

۲۸۔ عمدة المفسرین امام ابن کثیر کا عقیدہ۔ ایمان و فرمان :

آیۃ ثل لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَّ اَلْاَرْضِ الْغَیْبُ اِلَّا اللّٰہُ کی تعبیر میں فرماتے ہیں :

یَقُوْلُ تَعَالٰی اَمَّا اَلْوَسُوْلُہُ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَنْ یَقُوْلَ مَعْلَمًا لِجَمِیْعِ الْخَلْقِ اِنَّہٗ لَا یَعْلَمُ اَحَدًا مِّنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَّ اَلْاَرْضِ الْغَیْبِ اِلَّا اللّٰہُ۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۷ صفحہ ۲۳۹)

”اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے : کہ آپ تمام مخلوق کو بتادیں کہ آسمان و زمین کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی خدا کے سرِ غیب کا علم نہیں رکھتا“

”فان قیل الیس انتہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : ”بشت انا و الساعۃ کھاتین“ فكان عالما بقرب وقوع القیمة ذکیف قال ہلہنا ”لا ادی القویۃ ام بعیۃ“ احیبات السداد بقرب وقوعہ ہوان ما بقی من الدنیا اقل مما انفق فیہذا (القدس من القرب معلوم فاما معرفة مقدار القرب فمخبر معلوم“ (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۸)

پس اگر شبہ کیا جائے کہ کیا حضور صلعم نے نہیں فرمایا ہے کہ میری بعثت اور قیامت میں اتنا قرب ہے جتنا انکشت شہادت اور اُس کے قریب والی انگلی میں (تو اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلعم کو قُرب قیامت کا علم تھا۔ پھر یہاں کیسے فرمایا کہ مجھے اس کے قُرب و بُعد کی خبر نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے قریب ہونے کا مطلب صرف اُس قدر ہے۔ کہ دُنیا کی باقی ماندہ عمر اس کی گذشتہ عمر سے کم ہے۔ پس اتنا قُرب تو معلوم ہے کہ اس قُرب کی تحیک مقدار معلوم نہیں ہے۔

علامہ مرموٹ کو خدا ہونے خبر دے کیسی معقول بات بیان فرمائی ہے۔ اس سے اُس صلیت کا صحیح مفہوم بھی واضح ہو گیا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت مجھے کے دن پرپا ہوگی۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ کس جُمعہ کے دن؟ کس ماہ میں؟ اور کس سن میں واقع ہوگی؟

۳۰۔ امام ابن جریر طبری کا عقیدہ اور ایمان و فرمان :

”انما علمہا عنده یستأثر بعلہما فلا یطلم علیہما ملکًا ولا رسولًا“ (تفسیر ابن جریر ج ۹ صفحہ ۷۵)

”قیامت کا علم بس خدا ہی کو ہے اُس نے اپنے ہی لیے اس کے علم کو خاص کر لیا ہے۔ پس اسی واسطے نہ کسی رشتے کو اس کی اطلاع دی ہے اور نہ کسی رسول کو۔“

۳۱۔ علامہ معین صفی کا عقیدہ اور ایمان و فرمان :

(قُلْ إِنَّمَا عَلَّمَهَا عِنْدَ اللَّهِ) لَمَّا عَلَّمَ عَلَيْهِ أَحَدًا (جامع البیان ۳۵۵)
آپ فرمادیجئے کہ اس کا علم اس خدا ہی کے پاس ہے۔ اُس نے کسی کو اس کی خبر نہیں دی ہے۔

۳۲۔ خطیب شرمینی کا عقیدہ اور ایمان و فرمان :

”اِنَّ شَرَّ لِّلّٰهِ تَعَالٰی اَجَلُ مَا خَلَقَ عَلَیْهِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِهِ“

”قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی خاص کر لیا ہے۔ اسی لیے اپنی مخلوق میں سے کسی کو اس کی اطلاع نہیں دی“ (تفسیر سراج منیر جلد ۱ ص ۴۵)
۳۳۔ سید امیر علی صاحب مختصر علی شارح ہدایہ مترجم عالمگیری و

صاحب تفسیر مواب الرحمن کا عقیدہ اور ایمان و فرمان :

(۱) ”علم غیب محض بنجاب باری تعالیٰ عز و جل ہے۔ کسی اور کے اختیار میں نہیں“

(تفسیر مواب الرحمن جلد ۹ صفحہ ۱۶)

دوسری جگہ فرماتے ہیں :

(ب) (مفسر ابن کثیر) کو اللہ عز و جل نے فرماتے کہ تو لا تعالیٰ : لا اعلم الغیب کی اچھی تفسیر بیان کی۔ کہ مراد یہ کہ تخی مشجانہ تعالیٰ عز و جل نے اپنے بندہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ سچی بات صاف کہہ دے۔ کہ میں غیب نہیں جانتا۔ یعنی جہاں تک مجھے مشاہدہ ہے وہ تو معلوم ہے۔ پھر جو مجھ سے غائب ہے اگر وحی الہی سے بتایا گیا تو جانتا ہوں اگرچہ آسمانوں و زمین کا انکشاف ہوا اور اگر وہ وحی سے نہیں بتایا گیا تو میں نہیں جانتا ہوں۔

(مواب الرحمن جلد ۹ صفحہ ۱۲۲)

(ج) ”ولا اتی احدھا الغیب اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔ فلا ما غاب عنی و لا کشف لی شیئاً الخ یعنی غیب صمد سے مراد آنکھ جو مجھ سے غائب ہے اور مجھ پر وحی سے ظاہر نہیں کیا گیا۔ اور اجمال ہے کہ عالم الغیب : الشہادت علی الاطلاق

سوائے حق تعالیٰ جل جلالہ کے کوئی نہیں۔ اور جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تصریح آئی تو پھر اور کون ہے جو عالم الغیب ہوگا“ (تفسیر مواب الرحمن جلد ۹ صفحہ ۱۳)

۳۴۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا عقیدہ اور ایمان و فرمان :

”اشراک بالکدیبینی اللہ کے ساتھ شریک بھڑانا یہ ہے۔ کہ ان تمام صفات کو جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ مثلاً زندہ کرنا اور مار ڈالنا۔ اولاد بخشنا۔ روز قیامت اور پوشیدہ امور پر مطلع ہونا وغیرہ وغیرہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کرنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ ان کاموں کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کوئی اور بھی نہیں کر سکتا ہے۔ ورنہ ایسا کوئی شخص نہیں جو یہ کہے کہ خدا تعالیٰ کا شریک کوئی اور خدا بھی ہے“

(تبلیغ حق ترجمہ البلاغ المبین صفحہ ۲۱-۲۲)

۳۵۔ شاہ عبدالعزیز خاتم المفسرین دہلوی کا عقیدہ اور ایمان و فرمان :

”وہ جن کی آخری رکوع کی آیت قُلْ اِنَّ اَدْوٰی اَکْثَرِیْنَ مَتَّٰوِعَدُوْنٌ اور یَجْعَلُ لَّہٗ سَرِیْحًا اَمَّا اَیُّ تَغْیِیْرِہُمْ ارشاد فرماتے ہیں :

”بہر تقدیر عجبی نیست کہ اگر من مفاد اہل ہرکس نامہ ائمہ و موافقین حکم تقرب و بعد ظہور و غیبت آخری و دینی و دنیوی یا مفاد اہل بقائے نفع انسانی را نہ نام نہ برآ کہ من عالم غیب نیستم و ادعائے این علم نمی کنم چنانچہ سابقین ازین مہبودان شہادۃ حقیقیہ کرند۔ بلکہ پروردگار من عالم الغیب است و غیر اورد این علم حاصل نیست“ (تفسیر عربی پارہ تبارک صفحہ ۱۷)
ترجمہ : بہر حال یہ کوئی عجب نہیں کہ میں ہر شخص کی اہل کی مدت کو نہ جانوں یا اُس کے موافق آخری و دنیوی وعدوں کے ظہور کا حکم اُس کے حق میں قریب و بعد ہونا نہ بتا سکوں۔ یا نفع انسانی کی مفاد نہ جانوں اس واسطے کہ میں غیب دان نہیں ہوں اور غیب دانی کا دعویٰ بھی میں نے کبھی نہیں کیا جس طرح مجھ سے پہلے تمہارے مہبودان (اباقل) جنات وغیرہ کیا کرتے تھے۔ بلکہ میں تو تو ان کتابوں کے میرا پروردگار عالم الغیب ہے۔ اور اُس کے سوا کسی کو یہ علم حاصل نہیں“

(تفسیر عربی)

۳۶۔ شاہ عبدالقادر مفسر و محدث دہلوی کا عقیدہ :

(۱) شاہ صاحب لَاحِقِ حَقِّ الْمَشْرُکِ حَتَّى یُؤْمِنَ کی تفسیر کے ذیل میں فرماتے ہیں:

”شُرک یہ کہ اللہ کی صفت کسی اور میں جانے۔ مثلاً کسی کو سمجھنے کہ اُس کو ہر بات معلوم ہے۔ یا وہ جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ یا ہمارا بُرا یا بھلا کرنا اُس کے اختیار میں ہے یا اللہ کی تعظیم کسی اور پر خرچ کرے۔ مثلاً کسی ہیرے کو بوجھ کرے۔ یا کسی سے حاجت مانگے مخدّجان کر“ (موضع القرآن صفحہ ۳۵)

(ب) سورۃ یونس رکوع نمبر ۴ آیت نقل: اِنَّمَا الْغَيْبُ بِيَدِنَا کی تفسیر میں بخاری فرماتے ہیں،
 ”پس کہ تو نے محمدؐ کو جواب میں اُن کے کہ کرنا اُنہیں کا غیب ہے۔ اور یہ شبہ سوائے
 اس کے نہیں۔ کہ علم غیب کا خاص اللہ تعالیٰ کو ہے۔“ (موضع القرآن صفحہ ۱۹۹)

۳۷۔ سعید بن جبیر مفسر اعلیٰ کا عقیدہ :

عبدالملک اور اس کے بیٹے ویدار دل کے زمانے میں حجاج بن یوسف کو ذرا عراق کا ایک نہایت عالم کو لے کر تھا۔ سعید بن جبیر جو اعلیٰ درجہ کے مفسر اور محدث تھے۔ اسی عالم کو لے کر تھے۔ سعید بن جبیر نے حجاج بن یوسف سے کہا تھا:

حجاج: تمھارے علم میں سابقہ خلفاء میں کون اچھا تھا۔ اور موجودہ خلیفہ کیسا ہے؟
سجدہ: وہی اچھا ہے جس نے اللہ اور رسول کو خوش رکھا۔

سجیدہ: اس کا علم اللہ ہی کو ہے اور موسیٰ غیبیؑ ان ہے۔“

(تاریخ حریت اسلام صفحہ ۷۱)

۳۸۔ فخر المفسرین ابو محمد عبدالحق حقانی رح کا عقیدہ اور ایمان و فرمان :

”خُلْ لَا أَتُحِلُّ“ الخ کہہ دیکھ تو میرے پاس خزانے ہیں نہیں غیب ان جہوں کہ تم کا
دعائے تبادلوں۔ نہیں فرشتہ جہوں کہ جو نہ کھاؤں نہ پیوں۔ انسان جہوں۔ اس کی وحی ادا امام
کا یا نہ ہو؟ (نفس حقانی ص ۷۸)

”وہ اپنے غیب پر کسی کو واقف نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ اُسی کا خاصہ ہے۔“ (تفسیر خفا فی حدیث صفحہ ۳۲)

۳۹ - صاحب خلاصۃ التفاسیر (حنفی) :

یہ مخصوص ذات باری تعالیٰ ہے۔ پس علم غیب کا مدعی اور اس کی تصدیق کرنے والا مُشرک ہے۔ (خلاصۃ التفسیر جلد ۱ صفحہ ۴۰۲)

اگر میں غیب ان ہونا تو ہر قسم کے فائدے اور امن و امان میں مجھے حاصل ہوتا۔ حالانکہ میں طے کیا تو درجوں - ضرور سے بچ سکتا ہوں۔ جسے سبحانہ تعالیٰ کی مشیت پر مدار ہے۔ ”

”غیب کا علم سوائے خدا کے دوسرے کی طرف منسوب کرنا قرآن کا انکار اور پیغمبرِ فضیلت (ﷺ) کے ”علاءتہ“ (علاءتہ سیر جلد ۱ صفحہ ۱۳۲)

۴۰ - علامہ فیضی رح :

اکبر بادشاہ کے وزیر مخفے اور علم ادب کے بادشاہ قرآن کی پوری تفسیر لکھی اور اس میں کمال یہ دکھا کر سادی تفسیر میں ایک لفظ بھی **نقطہ** والا نہیں لکھا۔ **يَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ** **مُؤْتَاهَا** کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

والحاصل ما لك **الله** دهاهم سالا حاصل له الأكمال الرد
ما لك علاء المحصر سالا عالم له **الله** "

اور آیت کا حاصل یہ ہے کہ اے محمدؐ نہیں ہے تمہارے لیے قیامت کا یاد کرنا ممکن بن کے
 کے واسطے کیونکہ ان سے بچو۔ اور ادا کرنا کہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اور نہ اس کا معین وقت معلوم
 کرنا تھا۔ اور کام ہے۔ کیونکہ اس کے متفرق وقت کچھ بخدا کے کوئی نہیں جانتا۔

اعظم التفاسیر جلد ۳۰ صفحہ ۶۴)

۲- ایک جماعت علماء دہلویہ مؤلفین اعظم التفاسیر:

علیہ السلام انقاہِ سربِ وہل میں ایک جامعِ علماء نے متفقہ طور پر تالیف فرمائی تھی۔ جس کی نسبت علامہ طبرانی صاحبِ زادِ ابی فرماتے ہیں: "اگر سود و سوغتِ فیریں حج کی حاجت تو نہاد، ایسی ہی جو اس کو برزیا ب میں ہے مشکل سے مل سکے" علمِ غیب کے متفق اس میں بہت مفصل دیا حاصل ہے۔

اس طرح تقویتِ معرفت کا بیان طبابت کی شرطوں سے نہیں ہے۔ اسی طرح حوادثِ آئندہ

کی خبر دینا نبوت و ولایت کو لازم نہیں ہے۔ غیب کا علم خدا نے تعالیٰ ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ (اعظم التفسیر جلد ۳ صفحہ ۶۲)

۴۲۔ نواب قطب الدین محدث و مفسر دہلوی :

نواب صاحب موصوف کی نسبت ان کے استاد شاہ محمد اسحاق صاحب محدث اپنی زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے :

”کہ جس نے صاحب رضوان کو نہ دیکھا ہو وہ قطب الدین کو دیکھ لے اور علم حدیث اور فقہ میں حضرت مجدد و جید العصر تھے“ (دیباچہ جامع التفسیر صفحہ ۴۲)

”آپ قُلْ اِنْ اَدْرٰی اَخْبَرْتُ شَاہِدٌ عَدُوٌّ اِلٰحِ کی تفسیر میں حضور صلعم کی نسبت فرماتے ہیں :

”میں غیب دان نہیں ہوں اور غیب دانی کا میں نے دعویٰ بھی نہیں کیا“ (جامع التفسیر جلد ۱ ص ۱۸۳)

غرضیکہ تفسیر عزیز کی الفاظ بیان کیے ہیں جو اوپر ذکر کیے ہیں اور یہ بھی فرمایا ہے :

”علم غیب کا خاصہ خدا کا ہے“ (جامع التفسیر سرورہ جلد ۱ ص ۱۸۳)

۴۳۔ صاحب تفسیر اکبر اعظم :

”قُلْ اِنَّمَا عَلَّمَہَا عِنْدَ اللّٰہِ وَلَیْسَ اَلْکُتٰرَ اَلْاِنْسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ تو کہہ دے !

کہ میں ہے علم اُس کا مگر اللہ کے پاس اور لیکن اکثر کہ نہیں جانتے۔ ف پھر اس مضمون کو اللہ

نے بغرض نایک مکرر ذکر کیا۔ مطلب یہ ہے کہ تو ان سے کہہ دے کہ علم اس کا اللہ کے ہوا اور

کسی کے پاس نہیں مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے کہ علم اس کا اللہ سے منقش ہے۔

و اسی جہالت کی وجہ سے تجھ سے سوال کرتے ہیں“ (تفسیر اکبر اعظم جلد ۱ ص ۱۲)

”اکثر لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیب کی خبریں پوچھا کرتے تھے اور بہت سال و

دولت طلب کیا کرتے تھے۔ اس لیے اللہ نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا کہ تم یہ کہہ دو کہ میرا کسی چیز پر

افیتا رہے نہ مجھ کو غیب کی خبر ہے۔ خدا جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور منجی بات اللہ مجھے

بنا دیتا ہے وہی معلوم ہوتی ہے۔ میں بھی ایک بندہ ہوں۔ بندہ کی قدرت ثبت تھوڑی سی ہوتی

ہے اور علم بھی تھوڑا ہوتا ہے۔ اور جتنے بندے ہیں سب کی یہی حالت ہے اور ہر چیز

پر قدرت رکھنا اور ہر چیز کا علم ہونا یہ اللہ کی شان ہے۔ کسی بندے کو یہ مرتبہ حاصل

نہیں ہو سکتا۔ (تفسیر اکبر اعظم جلد ۱ ص ۱۲۸)

۴۴۔ مولوی شاد اللہ صاحب تفسیر ثنائی :

”آیۃ اَلَمْ یَخْلُقْ اَلْغَیْبَ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں :

”مذہب غیب کی باتیں جانتا ہوں۔ اگر میں غیب جانتا ہوتا تو اپنا بہت سا سہلا اور فائدہ

کر لیتا اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی۔ تکلیف پہننے کا سبب عدم علم ہی ہوا کرتا ہے۔ مالی اور

بدنی وغیرہ جتنے نقصان ہوتے ہیں سب اس لیے ہوتے ہیں کہ انسان کو ان کا حال

معلوم نہیں۔ ورنہ جس شخص کو یہ معلوم ہو کہ فلاں تجارت میں مجھے نقصان ہے۔ وہ اس

تجارت کو ہاتھ کیوں ڈالے گا؟ ایسا ہی جس کو معلوم ہو کہ فلاں چیز کا کھانا مجھے مضر ہو گا وہ

کیوں کھانے لگا؟

۴۵۔ خواجہ محمد عبدالحی فاروقی استاد تفسیر و ناظم دینیات جامعہ علیہ السلام دہلی :

”آیۃ کَیْسَلُوْکَ عَنِ السَّاعَةِ آیَاتٌ مُّوَسَّلَاہِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

”ان کفار و منافقین کو چاہیے تو یہ تھا۔ کہ جب قیامت کے یہ ہولناک واقعات و حوادث

مُتَّعِے تھے۔ تو اس سے عبرت لیتے۔ اپنی اصلاح کرتے اور اپنی ذمہ داری و مسؤلیت کا

خیال کر کے اعمال یا منفعہ سے مجتنب رہتے مگر ان کے تندر و طغیان کی حالت یہ ہے کہ

اب آپ سے اُس کی تاریخ وقوع پوچھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر آج کسی شخص کو ایسے مرنے

کی تاریخ معلوم ہو جائے تو اس کے تمام کاروبار زندگی میں اُسی وقت ایک انقلاب عظیم رونما

ہوگا۔ اور پھر وہ کم از کم اُس دنیا کے کام کا مذہبے گا۔ اسی پر آپ قیامت کو قیاس کر لیتے

لے : اس آیت نے صاف فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ پیغمبروں کو علم غیب مُطَقَّعاً نہیں ہوتا۔ جس قدر خدا

بتلاتا ہے۔ اُسی قدر وہ جانتے ہیں۔ فقہاء متغیہ نے اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ جو

شخص کسی معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرے وہ کافر ہے۔ کیونکہ اُس نے

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب ہونا اعتقاد کیا (دیکھو فتاویٰ تفسیری خاں) مگر

افسوس کہ مسلمان اس ایمانی مسئلہ سے ناواقف ہیں۔ کہ انبیاء تو بجا سے خود اولیاء کے لیے بھی

غیب انی سمجھے بیٹھے ہیں۔ (تفسیر ثنائی جلد ۱ ص ۱۴۱)

خُفْنَا مِنَ النَّاسِ (دواہ الشیخان) سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تعین و تفصیل کے ساتھ قیامت کی اطلاع آپ سے بھی غنی تھی اور بعض روایات جو تعین کے باب میں آئی ہیں۔ کہ دینا کی عمر سات ہزار سال کی ہے۔ اولاً وہ قوت میں قرآن اور حدیث شریفین کے برابر کیا فی نفسہ بھی صحیح السند ہیں۔ دوسرے ماذل ہو سکتی ہیں غلبہ کے ساتھ۔ دبط اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعین قیامت کے متعلق اپنی لامعلیٰ کے اظہار کا حکم ہوا ہے۔ اگے یہ لامعلیٰ کی علت بیان کر کے حکم ہوا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ مجھ کو غیب کا علم نہیں ہے اور جب مجھ کو تعین کا حکم نہیں دیا گیا تو وہ غیب ہوا۔ اسی لیے مجھ کو اس کا علم نہیں۔

(تفسیر بیان الفہم جلد ۴ صفحہ ۵۶-۵۷)

۵۰۔ مولوی سید احمد حسن صاحب احسن التفسیر:
آیۃ تَوَكَّلْنَا عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ اَلَمْ یَكُنْ لَكَ الْغَیْبُ اَلَمْ یَكُنْ لَكَ الْغَیْبُ میں فرماتے ہیں:

”آیت اور حدیثوں کو طاکر یہ مطلب قرار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا۔ اے رسول اللہ کے تم ان غداہ الہی اور قیامت کی مدد کرنے والے لوگوں سے کہہ دو کہ دینا کی بھلائی بُرائی کے حال کو پہلے سے جان لینا ایک علم غیب ہے جس کا جواب ال سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں جس کو چاہتا ہے اس کو بندہ ربہ کی غیب کی باتوں میں سے کچھ باتیں بتلا دیتا ہے۔ مثلاً بدر کی لڑائی میں جو منافق لوگ مشکلوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے وہ لے گئے اُس کا حال پہلے سے اُس نے بذریعہ وحی کے اپنے رسول صلعم کو بتلا دیا اور اُن حد کی لڑائی میں جو مسلمان مشرکوں کے ہاتھ سے شہید ہونے والے تھے اُن کا حال پہلے سے نہیں بتلایا۔“

(احسن التفسیر دوسری منزل صفحہ ۳۲)

۵۱۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد صاحب ترجمان القرآن:

آیۃ تَوَكَّلْنَا عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ اَلَمْ یَكُنْ لَكَ الْغَیْبُ میں فرماتے ہیں:

”ان کی ایک عالمگیر گمراہی یہ رہی ہے کہ جب کوئی انسان روحانی عظمت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ تو لوگ چاہتے ہیں اُسے ان نیت و بندگی کی سطح سے بلند کر کے دیکھیں۔ لیکن

قرآن نے پیغمبر اسلام کی حیثیت ایسے صاف قطعی نظموں میں واضح کر دی کہ ہمیشہ کے لیے اس گمراہی کا اندازہ ہو گیا۔ صرف یہی ایک بات اُن کی صداقت کے ثبات کے لیے کافی تھی کہ جو دنیا اپنے پیشواؤں کو خدا اور خدا کا بیٹا بنانے کی خواہش مند تھی۔ اسلام کے پیغمبر نے اُس سے اتنا بھی نہ چاہا کہ جنوں کی طرح مجھے غیب ان تسلیم کر لو۔ زیادہ سے زیادہ بات جو انہی نسبت مسائی وہ یہ تھی کہ انکار و بدعتی کے نتائج سے خبردار کرنے والا اور ایمان و نیک عمل کی برکتوں کی بشارت دینے والا ایک بندہ ہوں۔ اگر میں غیب دان ہوتا تو زندگی کا کوئی گزند مجھے نہ پہنچتا۔ مجھے کیا معلوم قیامت کب آئے گی؟ کیا ایسے انسان کی زبان سے سچائی کے سرا کوئی بات بھل سکتی ہے۔ ۵

چہ عظمت داد و بار بربخشن آں عظیم الشان
کہ ”اِنِّی عَبْدُكَ“ کہہ کر سبائے قول سبحانی

(ترجمان القرآن جلد دوم صفحہ ۴۴-۴۵)

۵۲۔ صاحب تفسیر القرآن:

یہ مولوی محمد انشا اللہ صاحب مالک و ایڈیٹر اخبار وطن لاہور کی تالیف ہے۔ یہ تفسیر صاف اور سادہ و صریح مفہوم القرآن ہے۔ اس میں حقانیت و معارف قرآنی اور احکام خداوندی کی مسطور اور اُن کی باریک مکتوں کو جدید علوم و فنون کی روشنی میں مقبول پیرایہ سے بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے مذاہب کو قائل کرنے میں کمال رکھتی ہے۔ گویا اس فن میں بے نظیر تفسیر ہے۔ علم غیب کے متعلق ایک آیت کی تفسیر میں حسب ذیل مذکور ہے:

”یَسْأَلُكَ خَلْقُكَ حَقِّیْ عَلَیْہَا وَہ تَجْہ س اُس کو اس طرح پوچھتے ہیں کہ گویا تو اس کا بڑا عالم ہے۔ قُلْ اِنَّمَا عَلِمْتُ عِندَ رَبِّیْ کہ نہ کہ اُس کا علم تو بس اللہ ہی کے پاس ہے۔ وَلَیْسَ اَکْثَرُ النَّاسِ لَا فِیْہُمْ حَقُّوْنَ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔ یعنی قیامت کا علم مرنے والوں کو ہے اُس کے بسوا اور کسی کو نہیں مگر اکثر آدمی اپنی کفار اپنی بے علمی کے سبب یہ سمجھتے ہیں کہ نبیوں کو بھی قیامت کا علم ضروری ہے۔ اسی لیے وہ اس کو تجھ سے پوچھتے ہیں۔ یہ آیت اس امر کی واضح دلیل ہے کہ قیامت کا علم نہ خدا نے کسی انسان کو دیا۔ نہ کسی جن کو اور نہ کسی ملک

کو جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ ہمارے نبی کو قیامت کا علم تھا۔ اُن کا یہ عقیدہ خدا اور رسول دونوں کے خلاف ہے۔ ہاں نبیوں کو علاماتِ قیامت کا علم ضرور ہوتا ہے۔ اس سے جو انکار کرے وہ بھی غلطی پر ہے۔ یہ اشارہ ہم نے اس لیے کر دیا ہے کہ علماء اسلام میں ان فضول بحثوں میں اکثر ہا ہم مجاہدے اور کبابرے جوتے رہتے ہیں۔ خدا سنانوں کی حالت پر رحم کرے۔ ہم تو اس بارہ میں کچھ بھی کہنا نہیں چاہتے۔ مگر حضرت عائشہ اُم المؤمنین نے یہ کہا ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہا کہ آپ غیب جانتے تھے۔ اُس کے برابر دنیائیں کوئی جھوٹا نہیں۔ اور اُس نے خدا پر یمنان یا نہادھا۔ افسوس کہ بعض سنان یا وجود دعویٰ توحید کے بھی خدا کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ (تفسیر القرآن جلد ۱ صفحہ ۳۲)

۵۳۔ عمدة المفسرین حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب صدر جمعیت العلماء اسلام پاکستان ساینس ادا علی تفسیر وحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل :

آيَتِن كَيْسَلُوْنَكَ عِيْنَ اِلَآ عَقَآيَاتِ مُرْسَلَاكِ تَفْسِيْرِيْنَ فَرَمَاتِيْنَ :

”پہلے عیسیٰ اَن تَكُوْن قَدْ اَقْتُوْبَ اَحَدَهُمْ مِّنْ خَاصِّ اُس قوم کی اجل (موت) کا ذکر تھا کہ ان میں کچھ علوم نہیں کرب آجائے یہاں تمام دُنیا کی اجل (قیامت) کے متعلق متنبہ فرما دیا۔ کہ جب کسی کو خاص اپنی موت کا علم نہیں کب آئے۔ پھر کُل دُنیا کی موت کو کون بتا سکتا ہے کہ کون تاریخ اور دن واسنہ میں آئے گی۔ اس کی تعین کا علم بجز خدا کے علام المؤمنہ کسی کے پاس نہیں۔ وہ ہی وقت میں وہ مقتدر اُسے داغ کے خاکے بھر کرے گا۔ کہ خدا کے علم میں اُس کا یہ وقت تھا۔ آسمان و زمین میں وہ بڑا بھاری داغ ہوگا۔ اور اس کا علم بھی نہت بھاری ہے جو خدا کے سو کسی کو حاصل نہیں۔ گو اُس داغ کی امارات (نبیّت سی نشانی) انبیاء علیہم السلام خصوصاً ہمارے پیغمبر آخر الزمان مسلم نے بیان فرمائی ہیں۔ تاہم اُن سب علامات کے ظہور کے بعد بھی جب قیامت کا وقوع ہوگا تو بالکل بے خبری میں اچانک اور دقت ہوگا جیسا کہ سجاد دی وغیرہ کی حدیث میں تفصیل مذکور ہے۔“

كَيْسَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ جَعَلِيْ تَفْسِيْرِيْنَ فَرَمَاتِيْنَ :

”اِن لوگوں کے طرز و سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ گویا وہ آپ کی نسبت یوں سمجھتے ہیں کہ آپ بھی اس مسئلہ کی تحقیق و تفتیش اور کج لگانے میں مشغول رہے ہیں اور تلاش کے بعد اس کے علم تک رسائی حاصل کر چکے ہیں۔ حالانکہ یہ علم حق تعالیٰ نے ان کے ساتھ مخصوص ہے انبیاء علیہم السلام اُس چیز کے کچھ نہیں پڑا کرتے جس سے خدا نے اپنی مصوٰت کی بنیاد پر دکھ دیا ہو۔ نہ اُن کے اختیار میں ہے کہ جو چاہیں کو کشش کر کے ضروری معلوم کر لیا کریں۔ اُن کا منصب یہ ہے۔ کہ جن بے شمار علوم و کمالات کا خدا کی طرف سے افادہ ہو۔ نہایت خشک گزار اور قدر شناسی کے ساتھ قبول کرتے رہیں۔ مگر اُن باتوں کو اکثر عوام کا لاف نام کیا سمجھیں ؟

”كُلُّ لَا اَمْلِكُ لِتَفْسِيْرِ الْعَمَلِ كِي تَفْسِيْرِيْنَ فَرَمَاتِيْنَ :

”اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ کوئی بندہ خدا کو کتابی بڑا ہونے اپنے اندر اختیار مستقل رکھتا ہے نہ ”علم محیط“۔ بتایا گیا مسلم جو علوم اولین و آخرین کے حامل اور خزانہ ارضی کی گنجینوں کے مین بنائے گئے تھے۔ اُن کو یہ اعلان کرنے کا حکم ہے کہ میں دوسروں کو کیا خود اپنی جان کو بھی کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا نہ کسی نقصان سے بچا سکتا ہوں۔ مگر جس قدر اللہ چاہے اتنے ہی پر میرا قابو ہے۔ اور اگر میں غیب کی ہر بات جان لیا کرتا۔ تو نہت سی بیلا بیاں اور کامیابیاں بھی حاصل کر لیتا جو علم غیب نہ ہونے کی وجہ سے کسی وقت فوت ہو جاتی ہیں۔ نیز کبھی کوئی ناخوشگوار حالت مجھ کو پیش نہ آ یا کرتی۔ مثلاً ”انک“ کے واقعات کتنے دنوں تک حضور صلعم کو دُجی نہ آنے کی وجہ سے اضطراب و فتنہ رہا۔ حجۃ الوداع میں تو حاتم ہی فرما دیا کہ اَسْتَغْفِرُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اَسْتَغْفِرُ لِمَا سَبَقْتُ اَهْلَكِيْ“ اگر میں پہلے سے اس چیز کو جانتا تو یہ میں میں آتی تو ہرگز بدی (قربانی) کا جانور اپنے ساتھ نہ لاتا۔ اسی قسم کے مسیوں واقعات میں جن کی روک تھام ”علم محیط“ رکھنے کی صورت میں نہایت آسانی سے ممکن تھی۔ اِن سب سے بڑھ کر عجیب تر واقعہ یہ ہے کہ حدیث جبریل صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض روایات میں آپ نے تصریح فرمایا کہ یہ پہلا موقع ہے کہ میں نے جبریل کو واپسی کے وقت تک نہیں پہچانا۔ جب وہ اُٹھ کر چلے گئے تب علم ہو کہ جبریل تھے۔ یہ واقعہ نہ صرف محدثین بالکل آخر عمر کا ہے۔ اس میں قیامت کے سوال پر مالمسئول

عناہا با علم من السائل" ارشاد فرمایا ہے۔ گویا بتلادیا گیا کہ "علم محیط" خدا کے سرور کسی کو حاصل نہیں۔ اور "علم غیب" تو درکنار محسوسات و مہسوسات کا پورا علم بھی خدا ہی کے عطا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ کسی وقت نہ چاہے تو ہم محسوسات کا بھی ادراک نہیں کر سکتے۔ بہر حال اس آیت میں کھول کر بتلادیا گیا کہ "غیاہ مستغنی" یا "علم محیط" نبوت کے لوازم سے نہیں جیسا کہ بعض مجاہد سمجھتے ہیں۔ ان شریعت کا علم جو انبیاء علیہم السلام کے منصب سے متعلق ہے کامل ہونا چاہیے۔ اور کونکونیاں کا علم خدا تعالیٰ جس قدر مناسب جائے عطا فرماتا ہے۔ اس نوع میں ہمارے حضور تمام اولین و آخرین سے وفائی ہیں۔ آپ کو اتنے بے شمار علوم و معارف تھی تعالیٰ نے مرحمت فرمائے ہیں۔ جن کا احصاء کسی مخلوق کی طاقت میں نہیں۔ (سورہ اعراف رکوع ۱۲۳۔ بحاشیہ قرآن مجید ترجمہ از حضرت شیخ احمد مطبوعہ مدینہ پریس بھنڈر۔ یو۔ پی صفحہ ۲۲۵-۲۲۶)

قُلْ لَا يَجْعَلُ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ اعْلَمُ كَيْفَ يُفْصَلُ فِي تَحْقِيقِهِ

جین :
 "اس آیت میں مضمون سابق کی تکمیل اور مضمون لاحق کی تیسرے شروع پارہ سے یہاں تک تعلق تھا کہ قدرت نامہ اور ربوبیت کا ملکہ بیان تھا۔ یعنی جب وہ ان صفات و شئون میں متغیر ہے تو انہیں و عبودیت میں بھی متغیر نہ ہونا چاہیے۔ آیت حافضہ میں اس کی اہمیت پر دوسری حیثیت سے استدلال کیا جا رہا ہے۔ یعنی معبود وہ ہوگا جو قدرت نامہ کے ساتھ علم کامل و محیط بھی رکھتا ہو اور وہ یہ صفت ہے جو زمین و آسمان میں کسی مخلوق کو حاصل نہیں اُسی رب العزت کے ساتھ مخصوص ہے۔ پس انبار سے بھی معبود بننے کی مستحق اکیلی اس کی ذات مجبوری۔

تنبیہ : کل مغیبات کا علم بجز خدا کے کسی کو حاصل نہیں۔ نہ کسی ایک غیب کا علم کسی شخص کو بالذات بدون عطائے الہی کے ہو سکتا ہے اور نہ معانی غیب و غیب کی کیاں جن کا ذکر سورہ الانعام میں گذر چکا، اللہ نے کسی مخلوق کو دی ہیں۔ بل بعض لوگ کو بعض غیب پر امتیاز خود مطلع کر دیتا ہے۔ جن کی وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ فلاں شخص کو خدا تعالیٰ نے غیب پر مطلع فرماتا

یا غیب کی خبر دے دی۔ لیکن انہی بات کی وجہ سے قرآن و سنت نے کسی جگہ ایسے شخص پر "عالم الغیب" یا "فلان یعلم الغیب" کا اطلاق نہیں کیا۔ بلکہ احادیث میں اس پر انکار کیا گیا ہے۔ کیونکہ بظاہر یہ الفاظ احتفال و علم الغیب بذات الہی کے خلاف توہم ہوتے ہیں۔ اسی لیے مجاہدین حقیقیں اجازت نہیں دیتے کہ اس طرح کے الفاظ کسی بندہ پر اطلاق کیے جائیں۔ گو مفتاح صحیح ہوں۔ جیسے کسی کا یہ کہنا کہ اِنَّ اَمْرًا لَا يَخْفَىٰ عَلَیْكَ الْغَيْبُ (اللہ کو غیب کا علم نہیں) گو اس کی مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے کوئی چیز غیب ہے ہی نہیں سخت نادر اور نادر ہے۔ یا کسی کا حق سے موت اور فتنہ سے اولاد اور رحمت سے بارش مراد لے کر یہ الفاظ کہنا؟ اِنِّیْ اَكُوْهُ الْخَنَادَ اَحِبَّ الْفِتْنَةِ وَاَوْفَىٰ مِنَ التَّوْحَمَةِ "میں حق کو ہرما سمجھتا ہوں اور فتنہ کو محبوب رکھتا ہوں اور رحمت سے بھگتا ہوں سخت مکروہ اور قبیح ہے۔ حالانکہ یا غیب و نبوت و مراد کے قبیح نہ تھا۔ اسی طرح فلاں عالم الغیب وغیرہ الفاظ کو سمجھو۔ اور واضح ہے کہ علم غیب سے ہماری مراد محض غنوں و تقنیات نہیں اور نہ وہ علم جو قرآن و دلائل سے حاصل کیا جائے۔ بل جس کے لیے کوئی دلیل و قرینہ موجود نہ ہو وہ مراد ہے۔" (حاشیہ پارہ نمبر ۲۰۔ رکوع ہرما قرآن مذکور صفحہ ۴۹۶)

- ۵۴۔ عبد اللہ بن ابی رجمۃ اللہ علیہ :
- ۵۵۔ عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ :
- ۵۶۔ ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ :
- ۵۷۔ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ :

یہ حضرات آیتہ دَمَا عَلِمْنَاہُ الشَّعْوَدَا مَا یَنْبَغُ لَہُ (نہم نے اسے شعر کا علم دیا ہے اور نہ ہی یہ آپ کی شان کے نمایاں ہی ہے) کی تفسیر میں حضرت قتادہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ کیا حضور کو کبھی شعر پڑھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ شعر آپ کو سب باتوں سے زیادہ ناپسند تھا۔ البتہ کبھی آپ تیسری شاعر کا شعر دیا تینک بلا لاجباً دمن لحنہ دد، "اے پٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ اس طرح کہ "من لحنہ دد" کو مقدم اور بلا لاجباً کو مؤخر کر کے پڑھتے تھے حضرت ابوبکرؓ

نے عرض کیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اچلے شعر گوں نہیں ہے فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ذلک ما انابنا بعدو ما یبغی علی حضور سلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں شاعر ہوں اور
 میرے مناسبت ہی ہے۔ (دُرُ شُور)

۵۸۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ :
 ۵۹۔ مرزبانی رحمۃ اللہ علیہ :

یہ حضرات حضرت حسن بصریؒ سے روایت کرتے ہیں۔ جس میں ایک اور شعر کے الٹ پلٹ پڑے
 کا ذکر ہے جی پر حضرت ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اشد اشد رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم مابینہ لک (دُرُ شُور۔ ابن کثیر)
 میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول برحق ہیں۔ اُس نے آپ کو شعر کا علم نہیں دیا
 کے لیے وہ مناسب بھی نہیں۔

علامہ غزالیؒ کہتے ہیں کہ شعر نہ آپ کے واسطے سہل ہے اور نہ آپ سے بنتا ہے۔ آپ کو
 نے اُچی بنایا نہ آپ کچھ کہہ سکتے تھے اور نہ جناب کتاب کر سکتے تھے اور یہ سب کچھ اس واسطے
 کہ حُجَّت پوری مقبولی کے ساتھ قائم ہو جائے اور شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں: قال العلماء ما کان تتخون لہ بیت شعور ان تمثل بہ
 شعر جوی علی لسانہ منکسر (تفسیر خازن) یعنی حکمائے کرام نے کہا ہے کہ شعر
 سے کوئی شعر موزون نہ ہوتا تھا اور اگر کسی کا شعر کبھی پڑھا تو الٹ پلٹ کر کہنی بے موزون ہو کر
 کی زبان مقدس پر جاری ہوا
 نوٹ: تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے۔

العرض آپ کی نبوت کو روشن سے روشن تر کرنے کے لیے حکمت الہی کا تقاضا تھا کہ آپ کو
 شعر دیا جائے۔ چنانچہ آپ کو اس سے بالکل لاعلم رکھا گیا۔ اور اب جو شخص آپ کے لیے کسی
 فائدے سے علم شعر ثابت کرتا ہے فی الحقیقت وہ آپ کی نبوت کو دشمنوں کی نظروں میں مشکوک کر
 کی سچی باطل کرتا ہے۔

چنانچہ فدائی قاضی خاں میں علمائے حنفیہ سے ایسے شخص کی تکفیر نقل کی ہے جو یہ کہہ کر

ہم نے کبھی کوئی شعر کہا ہے۔ (قاضی خان کتاب الردہ)

علم شعر بھی تو مہاکاں و مایکون میں داخل ہے۔ لہذا اہل بدعت کا دعویٰ بے دلیل اور
 لافض ہے۔ (مؤلف)

نوٹ: فرمان نمبر ۱۸ سے ۵۹ تک چالیس سے زیادہ حضرات مفسرین کا عقیدہ بیان ہو چکا
 اور ہم نے اُن کی کتب سے صرف ایک یا دو قول بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ ورنہ تحقیق
 ہے کہ اگر ان سب حضرات کے سب اقوال جمع کیے جائیں تو ان کے لیے ایک دفتر درکار ہے
 کہ قرآن میں چالیس سے زائد ایسی آیات موجود ہیں جن سے علم خیب کا خاصہ باری تعالیٰ
 ہونا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو دیگر مخلوق سے بے شمار علوم الہیہ کا بالکل خیب ہونا
 اور عبادت۔ دلالت۔ اقتضاء اور اشارت انھیں کے ثابت ہے۔ تو اس لحاظ سے کم از کم
 ۴۰۰ = ۱۶۰۰ ایک ہزار چھ سو ایسے اقوال کا ان تصانیف میں پایا جانا لازمی ٹھہرا۔
 لو کہی مفسرین حضرات کے ڈیڑھ ہزار سے بھی زائد اقوال دریں سے ہمارے اس عقیدہ علم
 الہیہ کی تائید و تصدیق اور توثیق ہو گئی۔

محدثین حضرات کا عقیدہ اور ایمان و فرمان

- ۴۰۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ :
- ۴۱۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ :
- ۴۲۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ :

یہ تین حضرات طبقہ اولی کے محدثین ہیں۔ اس لیے ہم سب سے اول ایسی روایات کا ذکر کرتے
 ہیں جسے ان تینوں حضرات نے اپنی اپنی کتاب میں صحیح تسلیم کرتے ہوئے درج کیا ہے۔ اور ان کا
 عقیدہ و روایت کے مطابق ہے۔

مولا امام مالک صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہؓ رضی اللہ عنہا سے روای
 ہے کہ وہ فرماتی ہیں ایک معاملہ کے کوٹھکھٹوتے ہوئے حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ
 نے فریقین کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

”إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ لِّئِنَّهُ يَأْتِيَنِ الْعَصَمُ وَكَلَّ بَعْضُهُمْ أَمْرًا يُكَذِّبُكَ إِنَّا بَلَدٌ
مِّنْ بَعْضٍ فَاحْبِسْ أَنَّهُ صَادِقٌ نَّافَعِي لَكَ فَمَنْ تَقَبَّلَتْ لَهُ رِجَّتِي مُسَلِّمٌ
وَرَفِيذٌ آيَةُ بَيْتِي مَن حَتَّى آخِذٌ فَكَلَّمَا هُوَ قُطْعَةٌ مِّنَ الْمَاءِ فَلْيَحْيِلْهَا
أَوْ لِيَكِدْهَا“ (اخوجه الستة - تلخيص الصالح جلد ۵ صفحہ ۲۰۳)

”میں ایک بشری ہوں اور میرے پاس فریق (پنپے مقامات) لے کر آتے ہیں۔ ایسی صورت میں ممکن
ہے کہ ان میں کوئی فریق دوسرے سے زیادہ اچھا ہونے والا ہو (جس کی لبائی کی وجہ سے)
میں گمان کروں کہ وہ سچا ہے۔ اور میں اس کے حق میں متفقہ کر فیصلہ دے دوں (حالانکہ حق اس
کا نہ ہو) پس اس طرح سے (نادانستہ طور پر) میں جس کسی کو دوسرے مسلمان یا اس کے بھائی
کا حق دلا دوں (تو وہ اس کے لیے جائز نہیں ہو جائیگا) وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے اب خواہ
وہ بے لے لے یا چھوڑے“

۴۳۔ امام زُرُوفانی رحمۃ اللہ علیہ :

(۱) اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :

”یعنی جیسے اور لوگوں کو غیب کا علم نہیں تھا ہر حکم کرنے میں ویسا ہی مجھ کو بھی ہر ایک بات
غیب کی معلوم نہیں۔ اس حدیث سے رو ہو گیا ان لوگوں کا جو سمجھتے ہیں کہ اس سنت (مکی اللہ علیہ
وسلم) کو ہر ایک بات غیب کی معلوم تھی“ (کنف العرفان کتاب الموطا امام مالک صفحہ ۴۶)
آخری ج کے موقوفہ پر جو لوگ مدینہ سے اپنے ساتھ قربانی کے جانور لائے تھے حضور صلیم نے
ان سے فرمایا کہ تم غرہ کرو اور احرام مکول دو۔ حج کے لیے پھر احرام باندھ لینا۔ بعض صحابہ پر
نے حج کی چڑائی رگوں بات کے خلاف جان کو بڑا خیال کیا کہ ہم حج کے دنوں میں عورتوں کے
پاس جائیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

”لَوْ اسْتَقْبَلْتُمْ مِنْ امْرَأَةٍ مَا اسْتَدْبَرْتُمْ مَا اَهْدَيْتُمْ وَلَوْ انْ مَعِيَ الْهَدْيُ

(لاحلت) (بخاری و مشکوٰۃ)

”جو بات اب مجھے بن میں معلوم ہوئی اگر وہ پہلے سے معلوم ہو جاتی تو میں بھی قربانی ساتھ نہ لانا
اور اگر قربانی کے یہ جانور میرے ساتھ نہ ہوتے تو فرمادیں بھی عمرہ کر کے اپنے اس احرام کو ختم کر دیتا“

(ب) اس حدیث کی شرح میں علامہ زُرُوفانیؒ ”شرح مواہب“ میں فرماتے ہیں :

”ای نوعی لی ہذا الذی اذی دآینہ اخاذا (اور متکبر بہ فی اقل
الری لماسقت الہدی“ (ردفانی جلد ۵ صفحہ ۱۷۸)

یعنی یہ رسلے جواب بد میں ہوئی اور جس کا میں تم کو حکم دے رہا ہوں اگر شروع میں مجھ پر ظاہر ہو
جانی تو میں بھی قربانی کے جانور ساتھ نہ لانا۔

۴۴۔ شیخ عبدالحی محمدت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ :

اسی مندرجہ بالا حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :

(۱) ”گچیش ازین می دانستم بر آمدن از احرام بر نشانی خواہا مدین نیز سوزن بدی نمی کردم و من
نمی دانستم کہ حکم الہی چنین خواہد بود“ (اشتقاق المعانی جلد ۲ صفحہ ۳۲)

”یعنی اگر اس سے پہلے مجھے معلوم ہو جاتا کہ تم پر احرام سے نکلنا شروع کرنے کا تو میں قربانی
کے جانور ساتھ نہ لانا اور مجھے معلوم نہ تھا کہ حکم الہی ایسا ہو جائے گا“

یہ واقعہ بھی آخری حج کا ہے۔ اور یہ جب ہی متفقہ ہے کہ آپ کو ”علم غیب“ اور ”ما کان د
ما یکن“ کا علم محیط حاصل نہ ہو۔

(ب) ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ حضور صلیم نے فرمایا :

”من بشرتمی دائم کہ رہیں این دیوار حسیت“ (اشتقاق المعانی جلد ۲ صفحہ ۳۶)

”میں بشرتمی نہیں جانے کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے؟“

(ج) حضور صلیم کی وفات تشریف سے ایک ماہ پہلے آپ سے قیامت کے وقوع کے متعلق دریافت کیا گیا
اس حدیث کی شرح میں شیخ صاحب موصوف فرماتے ہیں :

”تساوی عن التساعۃ می پرسیہم وقت قیامت قیامت و لَاسْمَا عَلَیْهَا عِندَ اللّٰهِ نِسِیت

علم بر تعیین وقت آن گزر و خداوند عزوجل یعنی از وقت وقوع قیامت کبری می پرسید آں

خود معلوم من نسییت و آں را بجز خدا کے لگائی نہ اندازے“ (اشتقاق المعانی جلد ۲ صفحہ ۳۵)

ترجمہ : ”تم مجھ سے قیامت کے برپا ہونے کے وقت کے متعلق دریافت کرتے ہو (تو سن لو)

اس کے سترہ وقت کا علم اللہ تعالیٰ میں جلا لاکے سوا کسی کو نہیں یعنی تم مجھ سے قیامت کبریٰ

کے واقع ہونے کا وقت پوچھتے ہو۔ وہ تو خود مجھے بھی معلوم نہیں اور نہ اللہ کے سوا اُسے کوئی اور جانتا ہے۔

(۵) ”آں را بجز خداوند تعالیٰ کسی نداند و دوسے تعالیٰ ہی کس را از ملائکہ و رسل برآں اطلاع نداده۔“ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۴۲)

”یعنی قیامت کے وقوع کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ نے کسی فرشتہ اور رسول کو بھی اس پر اطلاع نہیں دی۔“

۴۵۔ علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ :

وہ حدیث جو ہم نے فرمان ۴۲ پر کے ذیل میں دی ہے۔ صحیح بخاری کی کتاب الشہادت میں بھی ایک جگہ آئی ہے۔ اس جگہ اُس کی شرح میں علامہ عینی قسم طراز ہیں :

”اَتمَا انا بشئ یبغی کو احد منکم ولا اعلیٰ علم الغیب و بواطن الایہود کَمَا ہو مقتضی الخ لثبوتہ دانا احکمہ بالاظاہر“ (یعنی جلد ۴ ص ۶۸)

”یعنی میں بشری ہوں تمھارے ہی افراد کی طرح اور میں غیب کا علم نہیں رکھتا اور تمھارے مسائل کے اندرونی احوال کو نہیں جانتا جیسا کہ بشریت کا اقتضا ہے۔ اور میں تو بخاری حال پر فیصلہ دیتا ہوں۔“

۴۶۔ علامہ شہاب خفاجی رحمۃ اللہ علیہ :

علامہ موصوف اسی حدیث کے پہلے لفظ ”اَتمَا انا بشئ“ کی شرح میں فرماتے ہیں :

”اَتمَا انا بشئ لا اعلم الغیب و اکتھر تخفصون الخ“ (تیسرا یا چودھم)

”یعنی میں بشری ہوں علم غیب تو ہے نہیں اور تم میرے پاس جھگڑے لاتے ہو۔“

۴۷۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ :

حافظ صاحب موصوف اَتمَا انا بشئ کی شرح کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں :

(۱) ”قولہ اَتمَا انا بشئ الخ کو احد من البشری عدم علم الغیب“ (فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۲۴۴)

”میں بشری ہوں (یعنی علم غیب نہ ہونے میں) دوسرے انسانی افراد ہی کی طرح ہوں۔“

علامہ کراکمر نے اسی حدیث سے یہ بھی سمجھا ہے کہ جن معاملات اور مقدمات میں حضور صلعم پر دینی نہیں ہوتی تھی۔ آپ اُن میں اپنی رائے اور اجتہاد سے فیصلہ فرماتے تھے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں :

(ب) ”ذہبہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت یفصل بالاجتناب و فیما لعلہ ینزل

علیہ فیہ شئ“ (فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

”یعنی اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس معاملہ میں حضور صلعم پر دینی نہیں ہوتی تھی۔ اس میں آپ اپنی رائے اور اجتہاد سے فیصلہ فرماتے تھے۔“

نوٹ :- اس سے آپ کی عام عادت تشریع کا پتہ چلتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ آپ عالم الغیب نہ در اجتہاد سے فیصلہ عالم الغیب کے لیے بے معنی اور لغو بات ہے۔ (مؤلف)

- ۴۸۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ :
- ۴۹۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ :
- ۵۰۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ :

یہ تین حضرات عین تائید کے محدثین میں سے ہیں۔ جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد اور سنن نسائی میں حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے :

”جاء عبد بنایم النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الحجرة ولم یشر انہ

عبد فجاء مسیدہ و بییدہ فقال لہ صلی اللہ علیہ وسلم لیحدینہ ناشئوا

بعبد بن اسود بن تمہلہ یبایئ (احدا بعد حتی یسأل) عبد ہود۔“

”ایک غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سے ہجرت پر بیعت کی اور آپ کو تیرہ لگا کر وہ غلام ہے۔ بعد ازاں اُس کا مکہ اُسے لینے

کے لیے آگیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اسے ہمارے بھتیج دو۔ چنانچہ آپ نے دو حبشی غلاموں

کے بدلے اُسے خرید لیا۔ اس کے بعد آپ کسی کو بیعت نہ فرماتے تھے جب تک کہ دریا

نہ کر لینے کہ وہ غلام تو نہیں ہے۔“ (جمع الغرائذ جلد ۱ صفحہ ۲۴۹)

یہ حدیث بتلا رہی ہے کہ آپ کو جب تک ماکان و ما یکن کا علم حاصل نہ تھا۔ وہ نہ سن

تجربہ کے بعد آپ کو ہر مبالغہ کی ضرورت نہ ہوتی کہ یہ غلام ہے یا آزاد؟
سُنن ابی داؤد اور نسائی میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَقْبَلْنَا فَوَالِی الصَّلَاةِ دَانَا اُذْ بَدَا اِنْ اِطْلُوْا فَاِذَا سَمِعَ بِكَ اَلْبَصْقِ
فَاَتَجَوَّذُ فِی صَلَاتِی كَمَا هُوَ اِنْ اَسْتَعْلٰی اَتَبَهُ (کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۱۲۷)
ترجمہ:- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہوں اور میرا رُو
ہونا ہے کہ منہ لمبی نماز پڑھوں۔ اچانک کسی بچے کے رونے کی آواز میرے کان میں آتی
ہے تو میں نماز کو منحصر کر دیتا ہوں۔ کیونکہ مجھے یہ گوارا نہیں ہوتا کہ اُس کی ماں اس کے رونے
سے پریشان ہو۔

نوٹ :- اسی مضمون کی ایک حدیث الفاظ کے تھوڑے سے تغیر کے ساتھ صحیح بخاری- صحیح
مسلم- مسند احمد- سنن ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ گویا صحاح کی تمام
کتا بوں میں موجود ہے۔

اس حدیث سے بھی صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع ممالکان و ممالکوں کا علم
حاصل نہ تھا۔ اور یہ احادیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اور عادت شریفہ کا انکشاف
کر رہی ہیں۔

۱- امام احمد رحمۃ اللہ علیہ:

۱- بنی عامر کے ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بُت سے سوال کیا۔
آپؐ نے سب کا جواب دیا۔ آخر اس نے کہا:

قَالَ فَعَلَّ بَقِي مِنَ الْعِلْمِ شَيْئًا لَا تَعْلَمُهُ؟ قَالَ قَدْ عَلِمْتَنِي اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ
جَلَّ خَيْرُكَ وَأَنْ مِّنَ الْعِلْمِ مَا لَا يَجْلِسُ إِلَّا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ خَلَسَ
أَنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ أَمْ؟

عرض کیا کہ کیا کوئی ایسا علم باقی ہے جس کو آپؐ نہ جانتے ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ
عز و جل نے مجھے بہت کچھ بتلا دیا ہے (لیکن) بیشک بعض اشیاء وہ بھی ہیں جن کو اللہ
کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اور

سورہ لقمان کی آخری آیت تلاوت فرمائی۔

حافظ ابن کثیرؒ نے اس کو امام احمد کی سند سے نقل کر کے لکھا ہے:

هَذَا آسَدُ بَيْحٍ (تفسیر ابن کثیر جلد ۸ صفحہ ۲۴)

(اب) امام احمد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ میں حجاج کی رات میں حضرت ابراہیمؑ اور علیؑ اور موسیٰؑ علیہم السلام سے ملا
اور ہم سب میں قیامت تک تذکرہ ہوا۔ اول سب نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف رجوع کیا
انہوں نے کہا کہ قیامت کے وقت کا مجھ کو بھی علم نہیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا۔ انہوں
نے بھی کہا کہ مجھ کو اس کا علم نہیں۔ پھر سب نے علیؑ علیہ السلام سے پوچھا۔ انہوں نے
جواب دیا کہ قیامت کا وقت تو اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ الخ.....

اس روایت کے نقل کرنے کے بعد ابن کثیرؒ نے لکھا ہے: کہ اولاً الحرم رسولوں کو بھی
قیامت کا وقت معلوم نہ تھا۔ (تفسیر اکبر اعظم جلد ۸ صفحہ ۱۲۶)

۲- امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ:

طبرانی نے اسی حدیث کو صحیح کبیر میں روایت کیا ہے۔

۳- ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ:

ربیع بنبت مرقسہ سے روایت ہے کہ میری شادی کی صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے۔
اس وقت میرے پاس دو لڑکیاں کا رہی تھیں اور ان کے اشدائیں ایک مصرعہ بھی تھا: دُنْيَا بَنِي
إِسْلَامٍ مَا فِي غَدٍ، یعنی ہمیں ایک ایسے نبی ہیں جو آئندہ کی باتوں کو جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا: فَلَا تَقُولَا لَا يَجْلِسُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللَّهُ (رواہ ابن ماجہ، وفتح جلد ۱ صفحہ ۱۰۱)
(ترجمہ: اور دو! میں ماجہ صفحہ ۲۷۷)

نوٹ :- مؤرخہ یہ ہیں: (۱) وقوع قیامت کا علم۔ (۲) بادشہ کب ہوگا؟ (۳) مادہ کے
پیش میں کیا ہے؟ نہ ہے یا مادہ؟ (۴) کوئی عمل کیا کرے گا۔ (۵) اور کہاں مرے گا؟
چونکہ ان امور میں بعض جزئیات کا باذن الہی بعض نزوات کو علم ہونا دلائل شرعیہ سے ثابت ہے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیکڑوں اور ہزاروں پیشگوئیاں فرمائیں جو پوری ہوئیں اور ہر ہی ہیں

وَالْوُضُوءُ ۖ تَمْتِيزٌ بَيْنَ يَدَاكَ كَوَضُوءِكَ بِرُكْتٍ سَمْعُهَا سَمْعُ سَاحِلٍ رُشٍّ وَادٍ بِخَيْطَانٍ
 ۖ هُمْ هُنَا ۖ (بخ) (رواه أيضاً مالك و الشافعي و ابن حبان و احمد و النسائي في كتابي الاكثر مجتهداً)

کُتُبِ احادیث میں اسے متفقہ طور پر بیان کیا گیا ہے۔ البتہ الفاظ کا تغیر حسب ذیل ہے :

مَا أَحَدْتُوْا بَعْدَكَ یعنی آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں نکالیں؟

اُن کا آپ کو علم نہیں۔

(ج) هل شعرت ما عملوا بعدك والله ما دجوا يرجعون على اعقابهم (ان)

(صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۱ - صحیح بخاری کتاب العرض)

”کیا آپ کو یہ ہے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کر تو ت کیے۔ خدا کی قسم! وہ برابر اٹیٹھ لیں

کے ہیں ”مجھے کوئی ہے۔“

٤٤- امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ علیہ:

۷۸ - ابن النباری رحمہ اللہ :

امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی بیعت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے
 انور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (حایت قدوسی میں) فرماتا ہے کہ میں نے اپنے
 حبیبوں کے لیے ان چیزوں کو بطور ذخیرہ تیار کر رکھا ہے جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے۔ نہ
 کان نے سنا ہے اور نہ کسی بشر کے دل میں اُن کا خطرہ ہی گذرا ہے۔ ۱۰ وہ یہ چیزیں ماسوا جنت کی
 چیزوں کے ہیں جن کی تم کو اطلاع ہے۔ پھر آپ نے (بطور استثناء) یہ آیت تلاوت فرمائی خدا
 صلے نفس ما اخطی لہم من فحۃ العین الخ کسی شخص کو خبر نہیں جو آٹھوں کی ٹھنڈک کا

اور ہوتی جائیں گی۔ اس لیے ان احادیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان امور کی کسی جگہ کا علم بھی کہہ نہیں سکتے۔ بلکہ صریح مطلب یہ ہے کہ امورِ خمسہ کا علم کلی جو ان امور کے ہر مرتبہ پر حاوی ہوا اللہ کے سوا کسی کو نہیں بیان ان امور کے کلیات کا خداوند علیم وغیرہ کے سوا کسی کو نہیں یعنی یہ بات کسی کو حاصل نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ درحقیقت ان امورِ خمسہ کی تمام جزئیات پر حاوی ہو۔ (مؤلف)

اُمیرِ مصلحت کا علم صرف حق تعالیٰ ہی کو پہنانا اور کسی مخلوق کے لیے اس کا حاصل نہ پہنچانا قرآن و حدیث میں کُل دُوسے اُتار دین مسئلہ ہے کہ اصل علماء دُمت نے اس کے خلاف اُدعا کر کے دالوں کے بغیر حق و سچ کو کھلم کھلا کر باطل و کفر کا لباس پہنا کر عوامِ انصاری میں علماء مبداء الدین علیہ السلام رضی اللہ عنہما علیہ رجا کرنا ناقص ہیں :

”من ادعى انّه يعلم شيئاً من هذه الخمس فقد كفر بالقرآن العظيم“

”یعنی جو شخص ان پانچ باتوں میں سے کسی ایک کے علم کا بھی دعویٰ کرے تو وہ قرآن کا منکر ہے اور گویا

اُس نے قرآن کے ساتھ کُفر کیا۔ (عمدة القاری جلد ۷ صفحہ ۶۱)

۴۷ حضرت سعد بن منصور (رحمۃ اللہ علیہ) :

امیرِ خمسہ دالی حدیث: جو ہم نے فرمانِ مہربان میں تحریر کیا ہے سعد بن مسعودؓ نے اُسے مستخرج میں روایت کیا ہے۔ (مؤرخین جلد ۱ صفحہ ۱۴۰)

۵۷- امام شافعی رحمہ اللہ علیہ :

٤٤- ابن حبان رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ :

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کوتر پرتن میں سے پیدا ہوا ہے
 سامنے لائے جائیں گے۔ جب میں انہیں آپ کو تر پلانے کو بھجوں گا تو وہ لوگ میرے پاس سے ہٹا دیے
 جائیں گے۔ میں کہوں گا میرے پروردگار! میرے صحابی ہیں تو حکم ہوگا: **إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا**
أَحَدُهُمْ لَبَعْدَكَ فَأَقُولُ سَحَابًا سَحَابًا یعنی ایک آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد
 کیا کیا باتیں نکالیں تو میں انہوں کا دودی ہو دودی ہو

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ صحابہؓ نے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ (صلعم) کیا آپ ہمیں یہاں تو آپ نے فرمایا میں تمہارے ایسی فتی ہوگی جو کسی اور کو نہ ہوگی تَوَدُّ دَنْ عَلَيَّ عَوْدًا مُحْصِلِينَ مِنْ

سامان ایسے لوگوں کے لیے خزانہ غیب میں موجود ہے۔ یہ اُن کے اعمال کا صلہ ہے۔

صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الم تنزیل سجدہ

امام ابن ابی شیبہ اور ابن النباری نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ (دور منثور جلد ۵ صفحہ ۱۸)

(معالم جلد ۵ صفحہ ۱۸۴)

۷۹۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ :

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اُس قوم نے اعمال کو مخفی رکھا تو اللہ عزوجل نے اُن کے واسطے ایسا ثواب مخفی رکھا جو کسی سمجھنے والے نہیں دیکھا، اور کسی بشر کے دل پر اس کا تصور نہ گذرے، ابن ابی حاتم
 بحوالہ مواب الرحمن جلد ۲۱ صفحہ ۱۲۷

۸۰۔ امام وعلیمی سرحدی علیہ السلام:

کنز العمال میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بحوالہ دینی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

«سألت الله أن يجعل حاسب أمتي إلى لئلا تنقص عند الله فادعي الله تعالى إلى ما يحمدك أنا أحاسبهم فإن كان منهم ذكركم ستوتها عنك لئلا تنقص عندك» (كنز العمال جلد ٤، صفحہ ۲۱۰)

نتیجہ: میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ میری اُمت کا حساب کتاب میرے حوالے کر دیا جائے تاکہ دوسری اُمتوں کے سامنے اس کی رُسوائی نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ جواب ملا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں خود ہی اُن کا حساب و کتاب کر دے گا اور اُن کی کوئی لغزش ہرگز نہیں اُس کو تم سے بھی پوشیدہ کر دے گا کہ تم غلامی سے کبھی بھی ذہ رُسوا نہ ہو۔

نوٹ :- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اُمت (کے بعض مقررین) کی لغزشیں ہمیشہ اس حضرت صلعم سے بڑی خفگی ہیں گی۔ حالانکہ اگر آپ کو ”علمِ حقیقہ“ یا ”علمِ جمیع ممالک و مایکون“ حاصل نہ ہوتا تو کون حقوق کا کوئی حال بھی آپ کے علم سے باہر نہ ہوتا۔

اس حدیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ بعض احادیث میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُور و اعمالِ است کی

سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بنی نسا کی افراد امت کی کچھ لغزشوں کو آپ سے بھی معفی رکھنا ہے۔ (مؤلف)

۸۱- امام بیہقی رحمۃ اللہ :

امام موصوف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

اور لبش ذافات ایسا ہوتا ہے) کہ میں گھر جاتا ہوں اور اپنے بستر پر کچھ دیر بیٹا ہوں۔ اور اُس کو کھانے کا ارادہ ہے اُٹھتا ہوں شکر اُٹھتی اَنْ تَحُوْنَ حَذَقَهُ نَالِیْہَا (کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۸۵۔ صحیح بخاری کتاب اللطف) یعنی پیچھے مڑے رکھ دینا ہوں اور نہیں کھاتا دُڑتا ہوں کُتر شادہ میں سے ہو۔

۸۲ - صاحب جمع الفوائد:

(۱) "ایک دن بعض صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) حضور معلوم کی محبت میں باہر نکلے تو حضور نے فرمایا کہ ایک نبی قبر پر پڑی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کی قبر ہے؟ عرض کیا گیا کہ فلاں شخص کی فلاں باندی کی قبر ہے۔ اُس نے دوپہر میں انتقال کیا اور آپ نے پتھر کی قبر پر فرمایا ہے تھے اور وہ سے بھی نکلے۔ اس لیے ہم نے اُس کی نماز کے لیے اُٹھانا مناسب نہ سمجھا۔ پس حضرت معلوم وہیں کھڑے ہو گئے اور صحابہ نے پیچھے صف بندی کی اور آپ نے قبر ہی پر جا زنجیر سے نماز پڑھی اور ارشاد فرمایا: لَا بَیْتَ فِیْکَ مِیْتٌ مَا دَمَتْ بَیْنَ ظَہْرِیْ نِصْرَہُ اِلَّا اَذْنَعُوْا فَاَنْتَ صَٰلِحٌ لِّہٖ دَحْہُ" (ابن سعد، تاریخ الخلفاء جلد اول صفحہ ۱۳) یعنی جب تک میں تم میں موجود ہوں تو جو کسی مسلمان کا انتقال ہو تو مجھے ضرور بلایا جائے کہ چونکہ میری نماز اُس کے ختم میں رحمت ہے۔

نوٹ :- اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہرگز عالم الغیب نہ تھے۔ کیونکہ اگر وہ قرآن کے معمولی حوادث کسی کے مرنے جینے کی اطلاع بھی عام طور پر آپ کو خبر دینے ہی سے ہوتی تھی (مؤلف)

(ب) جمع الفوائد میں صحیح بخاری و صحیح مسلم کے سوا اس سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔ کہ حضرت عائشہ

مذکورہ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں خوب جانتا ہوں جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے اور جب غصہ میں ہوتی ہے نفقت من این لحوت ذالک میں نے عرض کیا آپ کس طرح پہچانتے ہیں ؟ فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو قسم کھاتے وقت کہتی ہو ”بت محمد کی قسم“ اور جب ناخوشی میں ہوتی ہو تو کہتی ہو ”بت ابراہیم کی قسم“
 (جمع الفوائد جلد ۱ صفحہ ۲۲۹) علیہ السلام

نوٹ :- اس حدیث سے بھی ظاہر ہے کہ آپ عالم الغیب دیکھنے دیکھنا ہری علامات سے پہچانتے تھے۔ اور حضرت صدیقہ کا یہ سوال کہ حضور ہی خوشی ناخوشی کس طرح پہچانتے ہیں ؟ صاف تبادلا ہے کہ وہ بھی حضور کو عالم الغیب دیکھتی تھیں۔ (ترغیب)

۸۳۔ ملا علی قاری مکی سیاحی رحمۃ اللہ علیہ :

میں مسلم بن ابی بکر کا واقعہ حضرت رافع بن خدیج سے مروی ہے۔ اس روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں :

”اَنَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا امْرَاَتُكَ دَخَلَتْ مِنْ دُونِكَ دَخَلَ دَابَهُ مِنْ دُونِ نَاغَا اَنَا بَشَرٌ“ وفی ردایۃ عن النبی رضی اللہ عنہ قال انتم اعلموا بامر دُنیا کُفْرًا (صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۴)

ترجمہ :- میں بن ایک انسان ہی ہوں۔ پس اگر میں تم کو دین کے بارے میں کوئی حکم دوں تو اس پر ضرور عمل کرو۔ اور جب دُنوی معاملات میں میں کوئی بات اپنی رائے اور خیال سے کہوں تو میں بھی ایک بشر ہوں اور میری رائے ایک بشر کی رائے ہے۔ اور دوسری روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ میں ہے کہ فرمایا کہ تمہاری ان دُنوی باتوں کا علم تم ہی کو زیادہ ہے۔

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری رح شرح شفاء میں فرماتے ہیں :

”اَنَا اَنَا بَشَرٌ“ مثلاً کفر دُخْدَا حُطْلُ“ (شرح شفاء جلد ۱ صفحہ ۲۵۴)

یعنی میں بھی تم جیسا ایک بشر ہوں۔ دُنوی معاملات میں میری رائے ٹھیک بھی ہوتی ہے اور کبھی غلط بھی کرتی ہے۔

فرماتے ہیں :

”فَاَوَدَّ اِيَّا سَلَّى اللہُ عَلَیْہَا دَسْتَم فِی اُمُورِ الْمَعَالِیْشِ وَ ظَنَہُ کَخِیْرَہُ وَلَا تَقْصُصْ فِی ذَالِکَ وَ سَبَّہُ تَعْلُقُ مِمَّہُمْ بِالْاُخْرَہُ وَ مَعَادِہَا“
 (مسلم محدودی جلد ۱ صفحہ ۲۴)

”محمد اکرام نے فرمایا کہ امور معیشت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے دوسرے انسانوں کی رائے کی طرح ہے۔ اور اس کی وجہ سے آپ کے مرتبہ عظیم میں کوئی نقصان نہیں آتا کیونکہ اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ والوں کی تمام تر توجہ آخرت اور مآبہ آخرت کی طرف ہوتی ہے۔“ (یعنی دُنیا سے انکسار کم ہوتی ہے)

۸۵۔ فاضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ :

”اَمَا اِحْدَاہِ فِی اُمُورِ الدُّنْیَا خَدَّیْعَتُہَا فِی اُمُورِ الدُّنْیَا الشَّیْخُ عَطِی دَجَہَ دِیْظَہُ خَلَاہُ اَدِیْکُونُ مِنْہُ عَلٰی شَکِّ اَدِظَنُ بِخِلَافِ اُمُورِ الشَّرْعِ“

”یعنی دُنوی امور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال یہ ہے کہ کبھی ان معاملات میں حضرت صلح ایک خیال قائم فرماتے ہیں اور بعد میں غلات ظاہر ہوتا ہے۔ نیز ان دُنوی امور میں آپ کو غل اور شک بھی ہوتا ہے۔ بخلاف شرعی امور کے کہ وہ یقین ہی یقین ہوتا ہے۔ غل و شک کے لیے وہ راہ ہی نہیں“ (شفاء شریف)

قاضی صاحب نے یہ بہت طویل مفعول لکھا ہے۔ ہم صرف اختصار کے تحت نظر تنہیم اُپر اس ترجمہ اور شفاء قاضی صاحب رحمہ سے حسب ذیل واقعہ تحریر کرتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ کبھی بھی احکام وحی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی رائے پر کیے گئے کرتے تھے۔ چنانچہ اسی مفعول میں قاضی صاحب فرماتے ہیں :

”جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے گھوڑوں سے دوڑا تو ڈالائو آپ سے حباب بن المہذر نے عرض کیا کہ کیا اس منزل میں آپ کو اللہ نے اتارا ہے جس سے آگے بڑھنے کی ہم کو اجازت نہیں ؟ یا وہ رائے اور لڑائی اور داؤ ہے ؟ تو آپ نے فرمایا بلکہ وہ رائے

اور لڑائی اور داڑھے تو جاب نے عرض کیا کہ یہ لڑنے کی جگہ نہیں ہے۔ آپ جلد کوچ فرمائیے تاکہ ہم قوم پانیوں کے قریب جو جامل اور دوان ترکراؤں کے ارد گرد کے پانیوں اور کنوؤں کو سینچنے یا پاٹ ڈالیں۔ تو ہر پانی میں گے اور وہ نہ پیئے پانیوں گے۔ تو آپ نے فرمایا تو نے عہدہ لئے تباہی اور جیسا انہوں نے کہا تھا آپ نے دیا یہی کیا۔ اور نیز آپ سے اندر سچاؤ دلتا لی نے ادا دفرمایا ہے دشا ددھر فی الاموکر رلے محمولم معاملات دونا

میں تم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ دو (شمیم الزیاض جلد ۲ صفحہ ۲۲۰)

نوٹ :- اس حدیث اور اس کی شرح سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اوشاد فرمایا کہ دوسری اوس میں تم مجھ سے زیادہ واقف ہو۔ اس سے بھی پڑھ کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحابہؓ سے مشورہ لینے کا حکم صادر فرمایا۔ اور حضورؐ نے اس پر عمل بھی کیا۔ اور صحابہؓ میں یہ بات مشہور و معروف معلوم ہوتی ہے۔ کہ آپ عالم الغیب نہ تھے۔ کیونکہ وہ آپ کے کسی فعل پر جو انہیں خلاف مصححت نظر آتا بغیر تاہل کے یہ دریافت کرتے نظر آتے کہ آیا یہ فعل وحی کے ماتحت ہے یا آپ کی اپنی رائے یوں ہے۔ وحی ہوتی تو خاموش رہتے۔ اور اگر آپ کی رائے ہوتی تو فوراً اپنی رائے بھی پیش کرتے۔ اور صحابہؓ کی رائے بہتر ہونے پر حضورؐ تسلیم اپنی رائے بدل بھی دیتے۔ اور صحابہؓ کی رائے پر عمل کرتے۔ ایسے رات دن کے زندگی کے واقعات کو کون جھٹلا سکتا ہے؟ یہ سب مشورہ میں علم غیب کی نفی پر دلالت ہیں۔

ہم نے سچائی سے زیادہ محدثین حضرات کی تصریحات پیش کی ہیں۔ اگر ان سب کے تمام اقوال کو جو ان کی تصانیف میں موجود ہیں جمع کیا جائے۔ تو ہزاروں سے کم نہیں۔ کیونکہ ڈیڑھ سو کے قریب ایسی احادیث ملتی ہیں جو حضورؐ صلعم سے علم غیب کی نفی کرتی ہیں اور ہمارے مسلمانوں کی سچائی ہیں۔ ڈیڑھ سو نہ سنی ایک سو کے قریب ایسی احادیث کی شرح تو ان سب حضرات سے ہر ایک کی اپنی اپنی کتاب میں باسانی مل سکتی ہے۔ اس صورت میں دو اڑھائی ہزار اقوال ان حضرات کے بھی ہو جائیں۔ جن کا انکا دعوال ہے اور جن سے یقین کامل ہو جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہ تھے۔ (مترکف)

نہ: براء بن العیب حصہ دوم ایسی ۱۵۰ احادیث کا مجموعہ ہے۔ (مترکف)

فقہ عظام کا عقیدہ اور ایمان و فرمان

۸۶۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ:

(۱) «دعی السنسود فی منامہ صودة ملك الموت وسأله عن مدة عمده فاشاد باصابه الخمس فعبوها المعبود بنفس سنوات وبخسة اشهر وخمسة ايام فقال ابو حنيفة دعی اللہ عندہ ہوا شامہ الی هذه العلوم الحسنة لا یعلمها الا اللہ» (مدادک مجموعۃ الفتاویٰ جلد صفحہ ۱۰۰)

«حنیفہ منور نے ملک الموت کو خواب میں دیکھا اس نے اپنی عمر دیانت کی تو اس نے پانچ انگلیوں سے اشارہ کیا۔ تعبیر کرنے والوں میں سے کسی نے پانچ سال کسی نے پانچ ماہ اور کسی نے پانچ دن تئلا۔ لیکن امام عظام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ان پانچ علوم کی طرف اشارہ ہے جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا»

(ب) «فکوا الحنفیة تنسبنا بالتحفیر یا غفاد ان التبع صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب لمعادضة قوله تعالى: قل لا یعلم من فی السعوات والارض الغیب الا اللہ» (شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۳۴)

«علمائے حنفیہ نے کئے طوریہ اپنے شخص کو کا ذکر فرمایا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان تھے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اُس فرمان کے خلاف ہے جو حضورؐ کو حکم دیا گیا کہ اعلان کر دیجیے کہ اسمان زمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا»

۸۷۔ غابریۃ الاولیاء ترجمہ و شرح اردو مختار:

«تزوج بشهادة اللہ و سولہ لہ یبذل بل قبل بیشرہ»

«نکاح کیا کسی شخص نے خدا اور رسولؐ کی گواہی سے تو نکاح درست نہ ہوگا۔ بلکہ بغیر اس نے یعنی ابوالنعمان صناد نے اس کے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ کفر اس کا دو دہیوں سے منقول ہے اول یہ کہ اس نے حرام کو حلال جانا اس واسطے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے نکاح کی گواہی دو دی دہیوں پر حضورؐ کی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی گواہی کا حکم ہی نہیں اور دوسری دلیل یہ ہے

کہ جب اس نے رسول کو گواہ قرار دیا تو رسول کو علم غیب ثابت کیا اور حالانکہ علم غیب حق تعالیٰ کو خاص ہے (غایتہ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۱۰۱)

فتاویٰ قاضی خاں میں بھی ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ (جلد ۴ صفحہ ۲۶)

۸۸۔ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی مجددی سبقتی زمانہ :

”اگر کسی کو یہ کہ خدا و رسول بریں عن گواہ اندکافر شود“ (ارشاد القابلیں صفحہ ۱۸)

۸۹۔ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا اصل عقیدہ :

(۱) ”علم غیب کا خاصہ حضرت عت بنزائیک حق ہے اور کبیر نہ کہ رب عز وجل فرماتا ہے :

قُلْ لَا يَسْتَكْمِلُنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ الْغَیْبُ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ فَرَدُوْكَ اَسْمَافُوْا وَاِی

زَمِیْنٍ مِّنْ اللّٰهِ سَوَآءُوْا فِی الْعِلْمِ الْغَیْبِ نَبِیْنٍ“ (خالص لاغٹا صفحہ ۲۳)

(ب) میرے سب سے پہلے کہ علم ماکان و مایکون خاصہ باری تعالیٰ ہے“

(آفتاب دیانت ردّ دفع و بدعت صفحہ ۱۸۵)

نوٹ :- یہ فرمان ہم نے سنرات بریلوی کے آست اور اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب کا یہا

ہے۔ اور اس کی تائید بھی انہی کی جماعت کے ایک اعلیٰ رکن کی ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے

کہ دیوبندی حضرات کا فرمان بھی ذیل میں درج کیا جائے۔

۹۰۔ دیوبندی حضرات کا فرمان استفتاء علم غیب کے جواب میں :

”کیا فرمانے میں علماء حقیقین اسناد رحمہم اللہ سزا دہیں (کہ نیک کے بھائی کہتے ہیں) کہ اللہ تبارک

و تعالیٰ نے اپنا علم علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمادیا تھا۔ اور اب بھی آپ مخلوق کے

ہر ایک حال ظاہر و باطن خبر دے کرے بخوبی واقف ہیں۔ یہاں تک کہ چھپر کے پر ہلانے کا بھی آپ کو علم

ہو جاتا ہے اور ہر ایک کی اولاد خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں بذات خود سن سکتے ہیں۔ پس یہ عقیدہ

کیسا ہے اور یہ عقیدہ رکھنے والا غریب اسخاف اور کتب مغنبرہ حقیقہ کی رو سے مسلمان رہا یا کافر

مشرک ہو گیا۔ مبینہ انو جہودا۔

جواب از علمائے دیوبند و غیبارہ فرید محمد عظم :

”ہر شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا مستند ہوا دات حقیقہ کے نزدیک

قطعاً مشترک و کافر ہے۔ صاحب بحر ارفاق کتاب الاسراج میں صاف تحریر فرماتے ہیں کہ جو کہ

اسراج کے شاہدین اللہ اور رسول و صلعم، مقرر کرے اور اعتقاد کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ

عالم الغیب ہیں وہ یقیناً کافر ہے۔ اور مشترک تو اسی کو کہتے ہیں کہ کسی مخلوق کو اللہ تبارک

و تعالیٰ کے ساتھ کسی وصف ذاتی مثل علم کے اور قدرت کے یا عبادت کے شریک کرے

اس واسطے کہ شریک فی الذات یعنی تعدد اولیاء کا قائل تو نسبت ہی کم کوئی ہونا ہوگا۔ شامی نے

رد المحتار کی کتاب الاذنیاء میں صاف طور سے ایسے عقیدہ رکھنے والے کی تکفیر کی ہے اور جو

یہ کہتے ہیں کہ ”علم غیب جمیع انبیاء آنحضرت صلعم کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ کا عطا کیا ہوا ہے“ سو

مض باطل اور خرافات میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختص بھی بعض لوگوں میں

قابل مستحق مار کو تہم ہونے کا احتمال ہوگا اور باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا : اِنَّكَ لَا

تَدْرِی مَا اَحَدٌ تُوَ اِیْحَدُكَ اُخُوْجِهٖ اِلْحَادِی الْحَدِیْث الْجَوَاب صبیح :

بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ دیوبند۔

اصاب الحجب عز بن الزکریا عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند۔

اصاب من اجاب محمد ناظم حسن دیوبندی۔

الجواب صبیح غلیل احمد عفی عنہ مدرس اول مدرسہ خیر علوم سہارنپور۔

اصاب من اجاب محمد ریاض الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔

الجواب صواب عبد المؤمن مدرس مدرسہ میرٹھ۔

علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے۔ اس لفظ کو کسی نادب سے دوسرے پر اطلاق کرنا اہمال

شرک سے خالی نہیں۔

رشدید احمد۔

(ب) جواب از جانب علماء دیوبند :

”میک یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا علم علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

عطا فرمایا تھا۔ یا مخلوقات کے تمام حالات بخوبی دیکھی سے آپ واقف ہیں اور بذات خود ہمارے

اقوال و احوال کا خواہ ہم کہیں ہوں آپ سنتے اور دیکھتے ہیں کفر ہے شرع فقہ اکبر میں

۹۱۔ انجیل مقدس کا فرمان :

”اُس دن اداؤں گھڑی (یعنی قیامت) کی بات کوئی نہیں جانتا۔ نہ آسمان کے فرشتے نہ بیشاگرد

مرث باپ یعنی خدا“ (متی ۲۴ : ۳۶)

نوٹ : (۱) اُس سے معلوم ہوا کہ تمام الہامی کتابیں اس امر میں متفق ہیں۔ کہ اللہ کے سرا کوئی عالم الغیب نہیں۔“

(۲) اہل سنت کی بے شمار معتبر و مستند کتب فقہ مثلاً شامی۔ فتاویٰ برازیہ فتاویٰ قاضی خاں۔ فتاویٰ

جواہر۔ دورِ خداداد و کتب عقائد مثلاً شرح عقائد نسفی۔ شرح فقہ اکبر وغیرہ سب میں یہ امر متفقہ طور پر مذکور ہے

موجود ہے کہ ”علم غیب“ خاصہ باری تعالیٰ ہے۔ اور جو شخص جس قدر بھی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب جانے

وہ کافر ہے۔ ہم نے یہاں صرف پانچ ہی حوالے درج کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ کیونکہ ہمارا مقصد یہ بھی

ہے کہ موجودہ زمانہ کے مذہب علماء کے فتاویٰ سے بھی دیے جائیں۔ تاکہ اتمام حجت کا کام دین اور فرما

و فتاویٰ کا تصدیق و نفی ایک سو ہی ہے۔ ورنہ اگر ان سب کو درج کیا جائے تو سوسے بہت زیادہ

تعداد ہو جائے گی“ (مؤلف)

دورِ حاضر کے بہترین علماء کے فتاویٰ

بھائی اہلہ ! دنیا وہ نہیں اگر ان فرماؤں کو یہی یاد رکھو گے تو علم غیب کے مسئلہ میں کسی کے قریب

میں نہ آؤ گے۔ فرمان ۸۹ میں میں نے آپ کے، علی حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا

بیان کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک بھی ”علم غیب“ حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ خاص

ہے۔ اور یہ اصول مشترک ہے کہ جو چیز حق تعالیٰ کے لیے خاص ہو اُس کو غیر اللہ کے لیے ثابت کرنا

یعنی شرک ہے۔

ابن ماجہ میں قاضی اور ولائی ساطحہ کی موجودگی میں اس زمانہ کے کسی عالم سے استفادہ کی کوئی حاجت

نہیں رہتی۔ پھر بھی میں نے آپ کی مزید تسلی اور پورے اطمینان کی خاطر دنیا کے اسلام کے موجودہ زمانہ

میں بڑے بڑے اور قابل قدر علماء مثلاً رئیس الفتاویٰ البجاری مکر مقرر خطیب حضرت الفتاویٰ بغدادیہ

نسفی جامع الانوار مصر اور مقدس اعلیٰ البسما لافقی میت المقدس سے استفادہ کر کے اُن کے جوابات

نبیاری شریف کی حدیث ہے : واللہ لا اددی انا رسول اللہ ما یفعل بی و

لا یصعد اس حدیث کی تشریح میں جاب شیخ الحدیث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی یوں فرما

ہیں : والحاصل انہ یبیدن فی علم الغیب عن نفسہ صلی اللہ علیہ وسلم

واتہ لیس بمطعم علیہ واتہ غیر واقف ولا مطعم علی المسقود و

ولا الخیرہ والتمسکون من امرہ و امر غیبہ۔ (دیکھو ! ستاد الحدیث صاف

صاف کر دیا الفاظ سے فرماتے ہیں کہ حضرت معلم مگر غیب دان نہ تھے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب۔ فقیر محمد حسین۔ بقال لہ ابراہیم۔

جواب از مولوی کر امت اللہ صاحب۔ دہلی :

”علم غیب بالذات خداوند تعالیٰ ہی کے واسطہ اور اُس کے علم کے برابر کسی کو علم نہیں ہو سکتا

جیسوہ اپنی ذات میں یکتہ ہے اپنی صفت میں بھی یکتا ہے۔ اگر کوئی اس طرح کے علم میں اس

کا کسی کو شریک بنا دے وہ بیشک مشرک ہے اور یہی مراد فقہاء غنیہ کی ہے۔ جہاں تک علم غیب

غیر کے کرتے ہیں اور جن احادیث سے غیر کا علم یا غیب ہونا ثابت ہوتا ہے باطل و باطلہ

بالعرض مراد ہے۔ ذنبت التوفیق بین العقولین۔ اب سلق انکار یا اثبات و دلیل

جہالت ہے۔ ہمارے حضور پر نور محمد والا دین والا آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو بیشک بعض غیبی

من غیب اللہ تعالیٰ کا علم ہے۔ اس کو خداوند تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ مگر بعد خداوند تعالیٰ کے

جس قدر آپ کو علم ہے۔ وہ بیشک تمام مخلوق سے خواہ وہ فرشتہ ہو یا نبی یا غوث یا جن یا

شیاطین کوئی بھی جو بڑھ کر ہے اور آپ کا کوئی خاص نہیں اس صفت میں۔“

حسدہ : محمد کر امت اللہ

تذکرہ الاخوان صفحہ ۳۰۵۔ ۳۰۸

لہ : سزا مولوی محمد حسین صاحب نے یہاں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا اسم گرامی لکھ دیا ہے۔ یہ

درحقیقت مرث کا تشریح مشکوٰۃ اعلیٰ قادری کی ہے۔ دیکھو حاشیہ مشکوٰۃ عربی مجتہبی صفحہ ۸۰

بر حال شیخ موصوف نے بھی اس حدیث کی تشریح میں اسی کے قریب قریب لکھا ہے جو ہم حدیث

کی تشریح میں درج کر آئے ہیں۔ دہاں سے دیکھ لیا جائے۔ (مؤلف)

حاصل کیے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ میں نے ان استفادہ کو اردو زبان میں لکھ کر ہندوستان کے سارے جہات میں بکھیر دیا ہے۔
 خدمات میں بھی ارسال کیا جو کہ ہندوستان و پاکستان میں سکھ ہستیاں ہیں :
 ۱۔ مفتی کفایت اللہ صاحب۔ سابق صدر جمعیت علماء ہند۔ دہلی۔

۲۔ شیخ المنور لانا حسین احمد صاحب مآثری صدر جمعیت علماء ہند۔ دیوبند۔

۳۔ امام المنور لانا ابوالکلام آزاد صاحب ذریعہ تعلیم ہند۔ دہلی۔

۴۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب امیر جماعت اسلامی۔ پٹان کوٹ۔

۵۔ مفتی اعظم مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی صدر جمعیت علماء اسلام پاکستان کراچی۔

ان سب حضرات کے تجاویز بات موصول ہو چکے ہیں۔

اب میں استفادہ اور تجاویز کو نمبر وار پڑھنا چاہوں۔ ذرا غور کیجئے گا۔



استفادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الحمد للہ رب العالمین۔ قابل تناء اور تعالیٰ

جسے جو پروردگار عالمین ہے اور صلوة و سلام اس کے رسول

حضرت محمد اور آپ کے آل و اصحاب تمام پر۔ بعد ازاں اصلوفا:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شریعت میں کہ اگر کوئی شخص

کے بارہ میں جب یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ :

(۱) میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی ذات قابل عبادت

نہیں وہ نہ کہتا نہ شریک ہے اسی کا راجح ہے۔ وہی

قابل تعریف ہے۔ جلالتا ہے۔ مازنات ہے۔ وہ غیر ذاتی

ہے۔ سب خیر و بھلائی اسی کے قبضہ میں ہے۔ اور وہ

ہر شے پر قادر ہے۔ اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔ اور نہ

ہی کوئی نظیر نہ ذات میں۔ نہ صفات میں نہ علم میں۔ نہ

قدرت میں نہ تدبیر میں۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ اللہ کے بندے

اور اس کے رسول ہیں۔ انسانوں میں بہتر اور رسولوں

سے افضل ہیں۔ آپ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔

(۳) میں تصدیق کرتا ہوں اللہ اور اس کے فرشتوں اور

اُس کے رسولوں اور پیغمبروں کی قیامت کی آمد بھی بڑی

جبریں کے خدا کی طرف سے منقاد ہوئے گی اور

موت کے بعد بھی جانشین کی۔

(۴) میں تصدیق کرتا ہوں اللہ کے ساتھ اس کے تمام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الحمد للہ رب العالمین۔ قابل تناء اور تعالیٰ

جسے جو پروردگار عالمین ہے اور صلوة و سلام اس کے رسول

حضرت محمد اور آپ کے آل و اصحاب تمام پر۔ بعد ازاں اصلوفا:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شریعت میں کہ اگر کوئی شخص

کے بارہ میں جب یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ :

(۱) میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی ذات قابل عبادت

نہیں وہ نہ کہتا نہ شریک ہے اسی کا راجح ہے۔ وہی

قابل تعریف ہے۔ جلالتا ہے۔ مازنات ہے۔ وہ غیر ذاتی

ہے۔ سب خیر و بھلائی اسی کے قبضہ میں ہے۔ اور وہ

ہر شے پر قادر ہے۔ اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔ اور نہ

ہی کوئی نظیر نہ ذات میں۔ نہ صفات میں نہ علم میں۔ نہ

قدرت میں نہ تدبیر میں۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ اللہ کے بندے

اور اس کے رسول ہیں۔ انسانوں میں بہتر اور رسولوں

سے افضل ہیں۔ آپ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔

(۳) میں تصدیق کرتا ہوں اللہ اور اس کے فرشتوں اور

اُس کے رسولوں اور پیغمبروں کی قیامت کی آمد بھی بڑی

جبریں کے خدا کی طرف سے منقاد ہوئے گی اور

موت کے بعد بھی جانشین کی۔

(۴) میں تصدیق کرتا ہوں اللہ کے ساتھ اس کے تمام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الحمد للہ رب العالمین۔ قابل تناء اور تعالیٰ

جسے جو پروردگار عالمین ہے اور صلوة و سلام اس کے رسول

حضرت محمد اور آپ کے آل و اصحاب تمام پر۔ بعد ازاں اصلوفا:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شریعت میں کہ اگر کوئی شخص

کے بارہ میں جب یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ :

(۱) میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی ذات قابل عبادت

نہیں وہ نہ کہتا نہ شریک ہے اسی کا راجح ہے۔ وہی

قابل تعریف ہے۔ جلالتا ہے۔ مازنات ہے۔ وہ غیر ذاتی

ہے۔ سب خیر و بھلائی اسی کے قبضہ میں ہے۔ اور وہ

ہر شے پر قادر ہے۔ اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔ اور نہ

ہی کوئی نظیر نہ ذات میں۔ نہ صفات میں نہ علم میں۔ نہ

قدرت میں نہ تدبیر میں۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ اللہ کے بندے

اور اس کے رسول ہیں۔ انسانوں میں بہتر اور رسولوں

سے افضل ہیں۔ آپ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔

(۳) میں تصدیق کرتا ہوں اللہ اور اس کے فرشتوں اور

اُس کے رسولوں اور پیغمبروں کی قیامت کی آمد بھی بڑی

جبریں کے خدا کی طرف سے منقاد ہوئے گی اور

موت کے بعد بھی جانشین کی۔

(۴) میں تصدیق کرتا ہوں اللہ کے ساتھ اس کے تمام

وَقِيلَتْ جَمِيعًا
إِنَّمَا أَنتَ بِالنَّاسِ وَتَصَلِّينَ
بِالْقَلْبِ ۝ ۱۲

(۵) عذاب القبر بحق وسؤال منكرو منكبرتی
الغبروخ والجنة حق والنادستی ۱۲
(۶) الشفاعة حق للمؤمن والاختیار فی حق
اہل الکبائر ۱۲ عقائدی

(۷) ات الاسلامی علی خمس شہادۃ
اِنَّ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَاَنَّ
الْمَلٰئِکَةَ وَاَنْبِیَاءَ الْمَلٰئِکَةِ وَحَّ اٰلِیْنَ
وَصُوْرَ مَشَافِئِ ۱۲

(۸) اِن علم الغیوب بالذات مختص
باللہ تعالیٰ لقوله اللہ غیب السموات
والارض - ولقوله لا یدر علم
من فی السموات (من المملکۃ) والارض
(من الانس والجن) (ابن عباس)
الغیب الا اللہ ولقد علم ان اللہ
عنده علم الساعة الخ فلا
یدری احد من الناس مثنی تقویر
الساعة فی قرآنہ وادی شہد
ادامی لیکر انہما دار خاندن
وہذا لا یعلم ولا یدری

اسماء وصفات سمیت اور اس کے تمام احکام کو
مانا ہوں۔ زبان سے اقرا و ادول سے تصدیق
کرنا ہوں۔

(۵) خدا پر حق ہے۔ قبر میں منکر و فیکر کا سوال کرنا
حق ہے۔ جنت حق ہے اور جہنم بھی حق ہے۔
(۶) اہل کبار کے لیے رسول اور پسندیدگان خدا کا
شفاعت کرنا حق ہے۔

(۷) اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے اس
کی بات کی شہادت کرا اللہ کے سوا کوئی ذات
قابل عبادت نہیں۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اور رسول میں۔ اور نماز کا قائم کرنا۔ اور اچھے نیکو
بیت اللہ کا حج۔ رمضان کے روزے۔

(۸) غیوب کا جاننا بالذات اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ ہی آسمانوں اور
زمین کے غیب جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول
ہے۔ کہ نہیں جانتے آسمانوں والے (فرشتے) اور
زمین والے (انسان و جن) غیب کو لیکن اللہ تعالیٰ
(ابن عباس) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ ہی
قیامت کا علم رکھتا ہے۔ تم سو کوئی نہیں جانتا کہ
قیامت کون سے سال یا کون سے مہینے یا کون سے دن
میں یا رات کو یا دن کو آئے گی؟ (خاندن)

اور ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں
جانتے جیسا کہ صحیحین میں ہے جب جبرئیل علیہ السلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما
فی الصحیحین اذ قال رجسہ لوسول
اللہ صلعم، فاجیبونی عن السائل قال

ما المسئول عنہا یا علیہ من السائل قال
مفاتح الغیب خمس وقوات اللہ عندہ
علم الساعة الخ وقال ابن عباس
ہذا الخمسة لا یعلمہا ملک مقرب
ولا نبی مصطفیٰ من ادعی انہ یعلم
شیئاً من ہذا فانتہ کفر بالقرآن
لا یتہ خالفہ - (خاندن)

و اما اخبار الانبیاء و اولیاء صلوٰۃ
علیہم اجمعین بعد اسطۃ الوحی
والا لہام و تالیف اللہ تعالیٰ
وقال ابن عباس و یطلمع علی
بعض الغیب بالوحی -

وقال جلال الدین سیوطی فی قوله
تعالیٰ لا اقول لکم عندی خزائن اللہ
ولا اعلم الغیب ولا ائی اعلم الغیب
ما غاب عنی و لہ یوحی الحق وقال
میںا وی لا اعلم الغیب ما لہ
یوحی الحق - وقال خاندن و یخاندن
تسلما من یتساء فیطلمع علی ما
یتساء من غیبہ وقال ابن مسعود

نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا
کہ مجھے قیامت کے بارہ میں خبر دیجئے تو آپ نے
فرمایا کہ سائل کی نسبت وہ شخص زیادہ عالم نہیں ہے
جس سے قیامت کے بارہ میں پوچھا جا رہا ہے۔
آپ نے فرمایا مفاتح الغیب پانچ ہیں۔ اور اس کتاب
میں یہ عبارت فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہُ عِلْمُ السَّاعَةِ
الخ اور ابن عباس فرماتے ہیں۔ یا پھر یہ چیزیں ہیں
جن کو نہ کوئی ملک مقرب جانتا ہے۔ نہ نبی پسندیدہ
خدا تو جو شخص دعویٰ کرے کہ وہ ان میں سے کوئی
چیز جانتا ہے تو وہ مدعی قرآن کا منکر ہے کیونکہ
وہ اس کا خلاف کر رہا ہے۔ (خاندن)

باقی میں ادیانہ اور انبیاء کا خبر دینا سو وہ بواسطہ
وحی و الہام اور خدا کے بتا دینے سے ہوتا ہے
ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نبی مسلم کو
کسی غیب کی ذریعہ وحی و انوار دے دیتا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ قول
لا اقول لکم عندی خزائن اللہ و لا اعلم
الغیب کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا اس
چیز کو جو مجھ سے غائب ہے۔ (در میری طرف
وحی نہیں کی گئی)۔ اور یہی دعویٰ فرماتے ہیں جب تک
میری طرف وحی نہ کی جائے میں غیب کی چیز کو
نہیں جانتا۔ صاحب خاندن فرماتے ہیں۔ اللہ اپنے
رسولوں میں جسے چاہے وحی فرماتا ہے۔ اور اس کو

أَدْنَىٰ شَيْءٍ إِلَّا مَعَافِيَ الْغَيْبِ ،
ذَخَائِنَ ۖ وَتِلْكَ عَاشُثَةٌ
مِنْ حَدِيثِكَ إِنَّهُ (صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يَعْلَمُ الْغَيْبِ
تَقْدِ كَذِبٌ وَهُوَ يَقُولُ :
لَا يَعْلَمُ الْغَيْبِ إِلَّا اللَّهُ -
(بخاری)

فَبْنَاءُ عَلَى الْأَسَانِدِ الْمَذْكُورَةِ يَقُولُ
وَيُتَّفَقُ عَلَيْهِ كَمَا أَنَّ دُتْبَةَ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلِمَهُ أَدْعَىٰ وَاعْلَىٰ مِنْ
كُلِّهَا هَكَذَا عَلِمَهُ أَدْعَىٰ وَاعْلَىٰ مِنْ
عَلَمِ جَمِيعِ الرِّسْلِ وَلَكِنْ لَا عَلِمَ لَهُ
إِلَّا مَا دَعَىٰ اللَّهُ إِلَيْهِ أَلِ الْهَمَّةِ أَدْعَىٰ وَ
عَلِمَ الْغَيْبِ الَّذِي يَحِيطُ بِكُلِّ شَيْءٍ كَانُ فِي
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فِي كُلِّ حَبِيرٍ وَإِنْ أَذْ
نَعَارِ وَكَانَ مَخْصُوصٌ بِذَاتِهِ تَعَالَىٰ فَتَقْ
وَلَا يَجُوزُ انْتِزَاعُهُ إِلَىٰ أَحَدٍ إِلَّا اللَّهُ -

(۹) وَلَكِنْ إِخْرَجَ زَيْدٌ فِي قَوَائِمِهِ لِيَتَّقِدُونَ
وَيَقُولُونَ إِنَّ دُوسَلَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ عَلِيًّا يَنْبُوبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قَبْلَ
وَلَا دُتْبَةَ وَهِيَ حِيلَتُهُ وَبَعْدَ مَا خَلَقَ
الْأَنْ كَمَا كَانَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِيهِمَا

أَطْلَعُ دُتْبَةَ لِنَظَرِ غَيْبٍ مِّنْ حَسَنِ الْإِطْلَافِ بَيْنَا
يَا تَبَارَكُ - وَأَوَّلُ سَمَوَاتٍ فَرَمَاتِهِ فِي حَضْرَتِ نَبِيِّ
كَرِيمٍ مُّصَلَّمٍ كَوْنَهُ الْغَيْبِ كَسَوَاسِبِ حُجُوبٍ دَسَ
وَكَيْشٍ - (خازن) أَوَّلُ حَضْرَتِ عَاشُثَةٍ فَرَمَاتِي فِي
بُورِخُصِّ تَبَرِّعَ سَاعَةِ بَيَانِ كَرَمِ - كَرَأَيْ (مُصَلَّمِ)
غَيْبِ أَنْ تَقْتَعِ - تَوَرُّهُ بِشَرِّهِ مَحْجُومًا هُوَ - كِيُونِ
ذَهَبِ الْإِشْرَافِ فَرَمَاتِهِ كَمَا لَا يَسْأَلُهُ الْغَيْبُ
إِلَّا اللَّهُ - (بخاری)

إِنَّ مَذْكُورَةَ نَبِيِّ فِي بَنَادِيرِ زَيْدٍ كَاعْقِدِهِ هُوَ - كَرَمِ
جِيسَ حَضْرَتِ مُحَمَّدٍ مُّصَلَّمِ كَادِرِ تَمَامِ رُسْلِ كُتْرِبَاتِ
سَعِ مَبْدَعِ - الْيَسَرِ آيَةٍ كَالْعِلْمِ تَمَامِ رُسُلُونَ
كَعِلْمِ سَعِ أَعْلَىٰ وَارْفَعِ - لَكِنْ آيَةٍ كَوْجُوسِ حُجُوبِ
كَعِلْمِ سَعِ هُوَ الْإِشْرَافِ وَجِي أَوَّلُ الْهَامِ وَفَتِيرِ كُتْرِبَةِ
سَعِ هُوَ أَوَّلُ غَيْبِ وَجُحُوبِ هَرِشَتِ بِرُجُ
أَسْمَانِ أَوَّلِ زَمِينِ مِي هُوَ بِرُفَّتِ بِرَأْنِ بِرُزْمَانِ
وَمَكَانِ دُهُ مَخْصُوصِ بِذَاتِ خُذْذِي سَعِ أَوَّلِ
أَوَّلِ كِي نَسَبِ الْإِشْرَافِ كَسَوَاسِبِ كِي طَرَفِ نَبِيِّ
كَرَمَتِهِ -

(۹) لَكِنْ زَيْدٌ كُتْرِبَتِ كَاؤُنِ لِنَظَرِ اسْمَاتِ كَا
اَعْقَادِ وَكَرَمَتِهِ كِي رُسُلِ الْإِشْرَافِ مُصَلَّمِ أَسْمَانِ أَوَّلِ
زَمِينِ كَعِ غَابَاتِ كَوْتِزِ وَلاَوْتِ زَمَانِ نَبِيَّاتِ وَ
بَعْدَ مَا خَلَقَ ابْنُ جِي جَانَتِهِ مِي جِيسَ كَجَانَتِهِ تَقْتَعِ
زَمِينِ دَسْمَانِ كُوْنِي حُجُوبِ آيَةٍ سَعِ مَخْفِي نَبِيِّ أَوَّلِ

وَهُوَ بَصِيرٌ دَسْمِيعٌ لِكُلِّ شَيْءٍ فِي
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَخَبِيرٌ بِمَا
كَانَ وَجَائِكُونَ بِتَعْلِيمِ اللَّهِ تَعَالَى
هُوَ حَاضِرٌ دَاخِلٌ فِي كُلِّ آيَةٍ ۖ
مَكَانٌ دَيَقُولُونَ لَا تَقُولُوا لَهُ لَيْشَى
وَمَنْ قَالَ لَيْشَى خُذْ كَفَ بِلِ
يَقُولُونَ إِنَّ دَعْوَتَهُ بَيَا
صِفَةً شَتْرَمِنْ صِفَاتِ (لِلَّهِ)
كُلِّهَا إِلَّا الْإِلَهِ هُوَ صَحِيحٌ

وَجَا شُرْ دَنْصَرَةِ الْحَقِ
فَهَذِهِ الْعَقِيدَةُ هَلْ هِيَ جُزْءُ
فِي الْحَقِيقَةِ مِنَ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ
وَهَلْ يَجُوزُ أَنْ نَدْعَىٰ رَسُولَ اللَّهِ
(صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَالْعِلْمِ تَمَامِ رُسُلُونَ
وَالْزَانِفِ وَالْمَالِكِ وَالرَّبِّ وَالرَّحْمَنِ
وَالْإِقَادِ وَغَاوِرِ الدُّنْيِ وَ
تَابِلِ التَّوْبِ وَشَدِيدِ الْعِقَابِ
وَغَيْرِهَا ۖ

(۱۰) فِي مَطَالَعَتِهِ زَيْدٌ تَشْكُونَ كَتَبْنَا
مَعْتَبَرَةً مِنْ إِحَادِيثِ دُتْبَةِ الْإِقَادِ
وَالْفَقْهَةِ وَالْعَقَائِدِ وَالسِّيَرِ
وَغَيْرِهَا وَحَبْرِي فِي أَحَدِ مَنَاهَا
أَثَرًا مِنْ تِلْكَ الْعَقِيدَةِ دَا بِيضًا

بِرَأْسِ حُجُوبِ وَدُكِيهِ أَوَّلِ زَمِينِ - حُجُوسَانِ د
زَمِينِ مِي هُوَ - مَاشِي وَتَقْبَلُ فِي تَمَامِ آيَاتِهِ كَو
بِتَعْلِيمِ خُذْذِي جَانَتِهِ مِي - أَوَّلِ آيَةٍ بِرُفَّتِ
بِرُحْمَانِ مِي حَاضِرٌ دَاخِلٌ مِي - أَوَّلِ كَتَمَتِ مِي
كَمَرِ آيَةٍ كَو بَشَرِ ذَكْوِ - حُجُوسَانِ كَو بَشَرِ كَسَمِ دُهُ كَافِرِ
هُوَ - بَلَكِ بَيَانِ كَمَرِ كَتَمَتِ مِي كَمَرِ آيَةٍ كَو الْإِشْرَافِ
تَمَامِ صِفَاتِ مِي سَعِ جِي كَسَمِ فَتَقْ جَا بُو
پکار سکتے ہیں

صرف اللہ نہ کو -
(نصرۃ الحق)
سو کیا یہ عقیدہ فی الحقیقت ایمان یا اسلام
کی جڑ ہے ؟ اور کیا جائز ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی
مثلاً خالق و رازق اور مالک و رب و
رحمان - تبارک و تعالیٰ - توبہ
شہید کرنے والا اور شدید العقاب
وغیرہ سے پکارا جائے -

(۱۰) زید کے زیر نظر کتب احادیث معتبرہ
تفسیر فقہ و عقائد سیر وغیرہ دینی
ہیں۔ اس نے کسی کتاب میں اس عقیدہ کا
کا نام و نشان نہیں دیکھا۔ نیز زید کو سلف
صالحین ائمہ مجتہدین و مفسرین کی

السلف كنفيد (بن جويو الطيوي ومن
نهج منها جهره كين كنبو و
القرطبي و اما غفاند اخوة زيد و
اهل قوتيه على ما هو محو في الاستقفا
فهي غلو و اطراء و منا بة لنصوص الكنا
والسنة الغراء بل مكذبة
للقوات الكويبر و منحوخة عن
الصراط المستقيم فلا ديب انه كفو
صراح و الحمد لله ا ح -

(۹) اما قولهم كان عليهما غيوب
الستلوات اعم فمنا قنن لقوله
تعالى جل لا يعلم من في السموات
والارض الغيب الا الله و
حديث لقيط بن عامر
داود المتنق و الطويل
و فيه قلت يا رسول الله
ما عندك من علم الغيب
فقال ضحك و بك بمفاتيح
خمس من الغيب لا يعلمها
الا الله و اشاد بسيد
فقلت ما هن يا رسول
الله صلعم قال علم المينة
الحدث -

سلف ما بين كنفير جويو چا بیسی جیسا کہ
ابن جریر طبری کی تفسیر اور وہ تفسیر جو حضرت
کے سچ پر لکھی گئی ہیں۔ جیسے ابن کثیر و ترمذی۔
اب اسے زید کے گاؤں والوں کے غفاند
مسطرور و استغناء سو وہ تو بالکل غلو کے
اطراء و مخالف کتاب و سنت ہیں۔ بلکہ صاف
صاف قرآن کو ٹھٹھا رہے ہیں اور صحیح سے
سے منحوت بلاشبہ یہ غفاند صریح کفر اور
کلمہ کھانا الحاد ہیں۔

ان لوگوں کا یہ کہنا کہ آپ صلوٰت وارض کے
تمام غیب جانتے تھے قرآن و حدیث کے خلاف
ہے۔ باری تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما دو کہ آسمان و
زمین کے رہنے والے غیب کو نہیں جانتے۔
یہ تو اللہ کا خاصہ ہے۔ لقیط بن عامر داود
المتنق کی بھی حدیث میں ہے کہ میں نے رسول
کریم سے آپ کے علم غیب کے بارے میں
کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے
غیب میں سے اشیائے چمکا دی مگر سچ کو چمکا
رکھا ہے۔ انھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا
میں نے ان کے بارے میں سوال کیا کہ کون کون
میں؟ تو ارشاد فرمایا کہ موت کا علم الٰہی آخر ہے۔
(جو اشیائے خسرا بیت میں مذکور ہیں)

اما قولہم قبل و لا دستہ
فمنا قنن لقولہ تعالیٰ و کذلک
ادحینا الیک روحا من امونا
ما کنت تتددی ما الکتاب
ولا الایات و قولہ و جدک
صاگرا فھکدی و اما قولہم
و حین جاتہ فیدہ ما شئت
خفاؤہ علیہ من الوقائہ
کھدیت الا انک خاتہ صلی
اللہ علیہ و سلمہ اقام شہدا
و لہدہ لہر بیوا و عائشہ شہ
نزل الوحی و نحو ارسال القوار
السبعین فقتلوا عند داود
ایتان کعب بن ذھب و الیہ فوسم
بیدہ فی پیدہ و کان صلی اللہ
علیہ و سلمہ لا یجدہ فغافل
یا رسول اللہ ان کعب بن زہیر
قد جاء یتنامنک نابئا مسلما
فهل انت قاتل ان انا جئتک
بہ قاتل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و سلمہ نعم قال انا
یا رسول اللہ کعب بن ذھب
فہل ذہ القتہ و لھوا و ذھج

باقی ان کا یہ کہنا کہ آپ قبل ولادت علم الغیب
رکھتے تھے۔ تو یہ بات قرآنی کے خلاف ہے۔ باری
تعالیٰ فرماتا ہے۔ ایسے ہی ہم نے تمھاری طرف اپنے
احکام کی دی کی انھیں کتاب و ایمان کی حقیقت سے
آگاہی نہ تھی اور باری تعالیٰ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیکھا کہ تو راہ سے ناواقف ہے
سو راستہ دکھایا۔ اور ان کا یہ کہنا کہ آپ زندگی میں
طرغیب رکھتے تھے۔ اس کے برعکس یہ واقعہ
کا فی میں ہیں کہ آپ سے مخفی رہنا ثابت ہے۔ جیسے
واقعہ انکب جس میں آپ صلعم کو ایک ماہ تک حضرت عائشہ
کی برادری کی اطلاع نہ ہوئی تھی کہ وہ گناہی ہوئی
اور ایسے ہی واقعہ فراء جس میں آپ نے ستر تاروی
تبلیغ کے لیے ارسال فرمائے وہ دھوکے سے شہید
کر دیے گئے اور ایسے ہی کعب بن زہیر کا خدمت عالیہ
میں حاضر ہونا جس میں انھوں نے اپنا ہاتھ پکے و سست
مبارک میں رکھا اور آپ صلعم انھیں پہچانتے نہیں تھے۔
کعب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کعب بن زہیر نابئ
ہو کر آپ سے امن طلب کرنے کے لیے آیا ہے مگر
میں اس کو حاضر خدمت کرؤں تو کیا آپ قبول فرمائیں گے
آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ کعب نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کعب تو میں ہی ہوں۔ پس یہ واقعات اور
دیگر واقعے اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ

۹۲ - جواب المفتی العلامة ببغداد :

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بعد الحمد لله : الفتاویٰ علی دسولہ وجنبہ
والہم وصحبہ ومن دالہ اقول فی الجواب
و من الله اسأل المتوفين المصوب ان ما
قاله نريد من ادل عقيدته الى آخرها
هو المذهب الحق الموافق للتصويع الشرعية
التي دوج عليه السلف والخلف ومن
حاد عنه ونع في العطب والتلف لاحقة
الى اقامة الدليل عليه والجزم انما
قال القائل : هـ

و ما بان صح في الاعيان شيئ

اذا اخرج التهاد الى دليل

و ما قال اخوة زيد في معادضة فهو قول لا

يخلو من خطأ وجهالة او كغز وضلالة

فان ما قالوه اشتمل على اربعة

مسائل :

الاولى ان دسول الله عليه وسلم

كان عليهما بغيوب التسمات والادض لا

يخفي عليه شيئ فيها للحق بتعليم

الله -

والثانية انه حاضرا ظو في كل آن ومكان

ر عليه الصلوة والسلام (في الاسل)

والثالثة ان المتقي صلى الله عليه وسلم

ليس بجسور ومن قال انه يشوق فذكفر

والرابعة جواز دمه بمسقات الله

كلها ودعائه بها كالحاق بالترادف

الى آخره ما قالوا -

اما المسألة الاولى فان الله تعالى

اعلم دسوله بعين ما ادا د من

الغيبات كما قال تعالى عالم الغيب

فلا يفلح على غيبه احد الا من

اد تقي من رسول وقال تعالى

تلك من انباء الغيب نوحيها اليك

ما كنت تعلمها انت ولا قومك

من قبل فذا فاصبر ان العاقبة

للمتقين فالس عليهم الصلوة

والسلام ومن كان على منهلهم

لا يعلمون جميع الاشياء بل يعلمون

ويخفى عليهم اشياء فالفرد بعلم

كل المعلومات والمحيط بكل

الكليات والجويزات بل هو الاستقلال

هو الله وحده جل جلاله ومعه

افضاله فقولهم بتعليم الله صحيح

واما قولهم بعلم الجميع فاذكفر صحت

ناظرين -

سوم یہ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشریں

اور جو شخص آپ کو بشر کے ذہ کاٹ ہے -

چہا دم یہ کہ آپ صلعم کو خدائی صفات سے موصوف

کرنا اور پکارنا جائز ہے جیسا کہ خانی و انرق

وغیرہا احسان مسائل کے مستحق گذارش یہ ہے

کہ پچاس مسئلوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بعض منیبات چاہے

بتلاویہ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اللہ ہے)

جاننے والا غیب کا سوسنیں خبر دیتا اپنے بھیک کی مگر جو

پسند کرے یا کسی رسول کو اعجاز اور دوسری جگہ فرمایا

یہ غیب کی خبریں میں سے (خبریں) جیہ ہم ان کو تیرا

طرف دیکھتے ہیں - تو او تیری قوم اس (دوسری) سے

پہلے ان کو نہیں جانتے تھے - سوائے دوسرے پر حمار

بلشبہ آخرت کی کامیابی خوف خدا رکھنے والوں کو

ہے - پس رسولان کرام صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے

امت تمام انبیاء کو نہیں جانتے بلکہ کسی کو جانتے ہیں او

کسی چیز میں ان سے مخفی رہتی ہیں تو تمام معلومات کا حقا

اور جمیع محیات و جمادات پر بطریق استقلال حاضر

اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے - تو یہ بات کہ آپ کا

علم بتعلیم اللہ تھا - صحیح ہے - البتہ جمیع انباء

کا عالم کسنا صحیح معلوم نہیں ہوتا -

وَأَمَّا السَّأَلَةُ (الثانية) فهو (تقاضي)
 دَناظر بکل مکان خلع یمع فی الاجبا
 ذالک و بیان ذالک یناجح الی نظویل
 نا لحاضرا ناظر فی کل آن هو الملک
 الدیان قال تعالی و هو مکرر بینا کنتم
 و تن تعالی ما یحکن من نفوئی ثلثة
 اِلا هو ذا یجھد و لاحسنه اِلا هو
 ساد شھد و لا دنی من ذالک و لا
 اکثر اِلا هو معھم اِینا کانوا فھذا
 الحال خاص بالمادی عوْشانہ -
 و اما السألة الثالثة وھی من قال
 ان الرسول بشر فقد کفر فھذا قول
 جاھل بالتوصیف الشوعیة و مصادہ
 لما بل هو ادلی بالعکس بنیر مریة
 ینبغی ان یتناب قال تعالی قل رَجِئَا
 سَرِّیْ هَلْ کُنْتُ اِلا بَشَرًا سَوَّلًا و قال
 تعالی قل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُبْدِئُ
 اِلٰی اِنَّمَا اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَنَبِئَا
 الْاَکْوَہ و سَاوَا اَلْاِنبِیاء من فسم
 البشوی بطور علیہم ما بطور اعلی البشو
 من الاکل و القرب و التورم و النکاح
 و الحدت قال تعالی و مَا اَدْرٰکُکُمْ قَبْلِکَ
 مِنَ الْمَوْسِلِیْنَ اِلَّا اِنَّہُمْ لَیَا کُوْنُوْنَ

وہو کمر مسدا و درودہ یک آپ ہر جگہ حاضر و ناظر
 سو یہ مسدا احادیث سے ثابت نہیں اور اس
 کی تفصیل کے لیے ایک لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت
 ہے۔ المختصر یہ ہے کہ سران حاضر و ناظر تو سر
 خداوند تبارک و تعالیٰ ہی ہے۔ قال تعالیٰ ثم جہاں میں
 اللہ تعالیٰ تھا اے ساتھ ہے۔ و قال تعالیٰ اگر تیری
 اشخاص کی مجلس ہو تو اللہ چوتھا ہوتا ہے اور پانچ کی
 کی مجلس ہو وہ چھٹا ہوتا ہے (بلکہ) اگر اس سے کم
 ہوں یا زیادہ جہاں ہوں اللہ ان کے ساتھ ہے
 تو حاضر و ناظر ہونا تو اللہ جل شانہ کا خاصہ ہے۔
 تیسرا مسدا درودہ یہ کہ رسول کو بشر کہے وہ کافر
 ہے سو یہ بات تو نفوس شرعیہ سے تابہ اذن
 کہہ سکتا ہے اور یہ عقیدہ نفوس کے خلاف ہے
 بلکہ ایسا اعتقاد رکھنے والا بلاشبہ خود بچا کا
 ہے اس سے تو یہ کرائی جائے۔ قال تعالیٰ کہ میرا
 رب بشر کا رے پاک ہے اور میں تو انسان ہی ہوں
 رسول۔ قال تعالیٰ تو کہ میں بھی آدمی ہوں جیسے تو تم
 آتا ہے مجھ کو کہ تو پر بندگی ایک حاکم کی ہے تو ہمارا
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر محمدانیا۔ لام
 میہم السلام معنی بشر سے تھے انسانی عواض
 کو بھی لائق ہوئے تھے جیسے دیگر افراد بشر کو
 جیسے کھانا پینا سونا نوح کرنا حد و غیر
 باری تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ ہم نے

الطعام ویشون فی الاسواق و جعلکم
 بشکم لبعض فتنہ وکان دبتک بصیوا -
 و اما السألة الرابعة وھی تسمیة النبی بالحاق
 و الترادف الخ فیمع ذالک خالستیمہ و ددت
 باسماء خاصة کالرؤف و الرحیم قال تعالیٰ
 حوین علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم -
 و اما التسمیة بنبیو ما ددہ خلایجود
 القول بہ -
 قال تعالیٰ قُلْ مَنْ ذَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعُ
 وَ ذَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ سَیَقُولُوْنَ یٰہُ
 نُّلْ اَخْلَدَ تَتَقَوْن -
 و قال تعالیٰ قُلْ مَنْ یَبْزُذْکُمْ مِنْ
 السَّمَاءِ اِلَّا اَدْوِی و مَنْ یَمِیْتُکَ السَّعَمَ
 اِلَّا بَصَادَ و مَنْ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَمِیْتِ
 و یُخْرِجُ الْمَمِیْتِ مِنَ الْحَیِّ و مَنْ یَدْبُرُ اَمْرًا
 فَسَیَقُولُوْنَ اَللّٰہُ - فھو لا و الشکوک
 یملحون ان ھذہ الصفات لا یتکون
 الا للبادی عوْشانہ ھذا و لولوا ھتق
 الوقت و تو الی الموانع لا دود نا
 ما یشغی الخلیل و لکن ما لا یدد
 کلمہ لا یتوک قلیہ -
 و اسأل اللہ تعالیٰ و لا خواہی المسلمین
 کا حقہ التوفیق للتقوا ب -
 قالہ بقمہ و دفنہ بقمہ، خطیب المحضرۃ العاددیۃ قاسم الدقینی

رسول بھی جیسے وہ کھانا پینا کرتے تھے۔ بازار
 میں چلتے پھرتے تھے۔
 سو خدا مسدا درودہ آپ کو خالق و رازق و غیر
 کہتا ہے۔ سو یہ بات غلط ہے۔ چند اسماء
 خاصہ تو آپ پر اطلاق کیے گئے ہیں جیسے
 رؤف و رحیم -
 جو اسماء نفوس میں وارد نہیں وہ آپ پر
 بونا جائز نہیں۔
 قال تعالیٰ ان کا رے پوچھو کہ رسولوں اسمانوں
 اور عرش عظیم کا کون مالک ہے و بھٹ جواب دیں گے
 کہ اللہ کا ایک ہے کہ وہ تم شرک سے کہیں نہیں سکتے۔
 دوسری جگہ فرمایا کہ وہ کہتے ہیں اسمان زمین سے کون
 رزق دیتا ہے۔ کانون اور آنکھوں کا کون مالک
 زندہ کو مردہ سے اور مردہ سے زندہ کون پیدا
 کرتا ہے۔ اُمرد عالم کا مدبر کون ہے تو بھٹ
 بولیں گے یہ سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔
 تو یہ صفات رب السموات و الارض و رازق و خالق،
 مدبر تو بشر میں بھی جانتے تھے۔ کہ خدا کا خاصہ
 ہیں۔ اگر وقت کی تنگی اور مجرم موافق نہ ہوتا تو ہم
 سیراب کن بحث کرتے۔ لیکن سُنتے مونداد
 خردارے۔
 خدا سے دعا ہے کہ تمام سنانوں کو درستی و حق کی
 توفیق سے مالا مال کرے۔ آمین

۹۴۔ جواب السُّفِيّ الْعَلَمَة بِالْقَاهِرَة :

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(۱) هذه العقيدة لاشيئ فيها ليعاب عليه بل هي عين الحق واستواب الذي جاء به الكتاب والسنة ودجى عليها علماء الامة سلفاً وخلفاً۔

(۱) اس عقیدہ میں کوئی چیز قابل اعتراض نہیں بلکہ یہی عین حق و صواب ہے جسے کتاب و سنت نے بیان کیا اور جس پر کلمے امت سلف و خلف چلے آئے ہیں۔

(۲) كذلك اعتقادنا ان محمد عبده ورسوله وخير البشر وفضل الرسل لانبي بعده هو صريح الواؤد من الكتاب والسنة۔

(۲) ایسے ہی ہمارا اعتقاد ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے رسول ہیں۔ اور ان لوگوں میں بہتر اور رسولوں میں افضل ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا یہی کتاب سنت میں وارد ہے۔

(۳) هو عين ما اجاب به الرسول صلى الله عليه وسلم جبريل عليه استلزام في حديث الايمان والاسلام والاحسان۔

(۳) یہ عقیدہ بعینہ وہ امر ہے جس کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کے جواب میں اس حدیث میں ارشاد فرمایا جس میں ایمان و اسلام و احسان کی حقیقت بیان فرمائی۔

(۴) تؤمن بالله وياسمائه وصفاته كما وصف نفسه وصفه نبيه بلا تمثيل ولا تلبيل ولا تأويل ليس كتمثيله شئيه ونقل احكامه بلساننا وقلوبنا۔

(۴) ہم اللہ کی ذات و اسماء و صفات کو ایسے سمجھتے ہیں جیسا کہ خود باری تعالیٰ نے بیان کیا اور رسول کریم نے ارشاد فرمایا ہم تمہیں و نقل و تاویل سے بچتے ہیں (میں تمہیں شئی اور احکام الہی کو زبان و دل سے قبول کرتے ہیں۔

(۵) عذاب القبود نعيمه و سؤال الملائكة فيه والجنة والتادخ

(۵) قریب عذاب و راحہ اور فرشتوں کا سوال کرنا نیز جنت و دوزخ پر تمام اشیاء

بالكتاب والسنة۔

(۶) كذلك اشتغاة للرسول والاخبار

بالكتاب والسنة۔

(۷) هو نص حديث بنی الاسلام علی خمس وهو حديث صحيح ظاهر۔

(۷) علم الغیب امر اخفی اللہ بہ بالآیات المذكورة وحديث جبريل اخبوني عن الساعة فاجاب

بما هو صريح في نفی العلم عنه سلی اللہ علیہ وسلم : من سألہ جبریل علیہ السلام : کذا ما ذکر فی شان

مفاتيح الغيب۔

اما ما يخبر به الانبياء والمرسلون والقائلون فقيه طوبى الوحي و

الا لهما كما ذكر فيكون معجزة للنبي وكرامة

للولي فيكون علمهم للبعض

بالعلام من اللہ تعالیٰ۔

وما قيل بات اللہ تعالیٰ لميت نبيه صلى الله تعالى عليه

کتاب و سنت سے ثابت ہیں۔ ایسے ہی رسول اور دیگر برگزیدگان خدا کا مشغولیت کتاب و سنت سے ثابت ہے۔

(۷) یہ عقیدہ امر صادق اس حدیث رضی اللہ عنہما علی خمس کا ترجمہ ہے اور وہ حدیث صحیح ہے۔

(۸) علم الغیب خاصہ خدا ہے جس پر وہ آیات جو سوال میں ذکر کی گئیں دال ہیں اور حدیث جبریل علیہ السلام دال ہے جس میں حضرت جبریل کا سوال و بارہ قیامت مذکور ہے۔ اس کے جواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ اور جبریل سے جو سائل تھے۔

مہرج طور پر علم کی نفی فرمادی۔ اور ایسے ہی جو فیصلہ مفاتیح الغیب کے بارہ میں مذکور ہے نفی علم پر دال ہے۔

اور جن غائبات کی خبر انبیاء و مرسلین اور انبیاء کرام دیا کرتے ہیں۔ ان کی اطلاع انھیں بطریق وحی و امام ہوتی ہے جیسے سوال میں مذکور ہے تو ان کا اخبار بالغیب معجزہ نبی و کرامت و لی ہوگا۔ اور ان کے بعض غائبات کو جاننا خدا کے اعلان دینے پر متوقف ہے۔

اور یہ قول کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دار فانی سے تب منتقل ہوئے کہ آپ کو جملہ

و علیٰ آلہ وسلم حتیٰ اعلمہ
بأسرار المغیبات محمول علی
المغیبات اتی مدینہ بالبشر
ولا یحذ القول بان علم النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ما یعلم
اللہ تعالیٰ محیط بیک شیئی من حق
: جہ احاطة كاملة کا خاطة علم
اللہ تعالیٰ و قد الف العلماء انوسی
مصنفا فی الرد علی ذی اعمد انک
حق حکم بتکفیرہ و قال انتہ
مصاد لقول اللہ تبارک و تعالیٰ
وَ لَوْ كُنْتَ اعْلَمُ النَّبِيُّ لَا سُدَّتْ رُبُّكَ
مِنَ الْغَيْبِ (الآیۃ) وَ یُحَدِّثُ مَعَاجِزِ
النَّبِيِّ لَا یَسْلُبُهَا رَحْمَةُ رَّبِّهِ
ذَیْ ذِیْ عِلْمًا وَ فی الحدیث
انتہ صلی اللہ علیہ وسلم
یلهم فی الآخرة مما مدیحمد
اللہ بھالمریکن بعلمھا قبل
ذالک و نغینا عنہ صلی اللہ علیہ
و سلم علما الغیب اذا ما اطلعه
اللہ علیہ لا یحظ من مقامہ
العالی ولا یحیل برتبہ السامیۃ
بل لہ مقامہ لا یجادہ و للہ

مُنِیَات کی اطلاع دے دی گئی۔ اُن
مُنِیَات پر محمول ہے جو انسانی شان کے
مُناسب ہیں اور یہ کمنا جائز ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم خدا
تعالیٰ کے علم کے برابر ہے اور بریز
پر من کل و جہ ایسے ہی محیط ہے جیسے علم
باری تعالیٰ محیط ہے۔ علامہ آئوسی نے
ایک کتاب تالیف فرمائی ہے جس میں
ایسا عقیدہ رکھنے والے پر رد کیا ہے
یہاں تک کہ ایسے عقیدہ والے کی تکفیر
فرما دی ہے۔ اور اس عقیدہ کو آیات
خداوندی کے مخالف فرمایا ہے۔ دیکھو
تو تعالیٰ لو کنت اعلم الغیب (الآیۃ)
و عندہ مفاہغ الغیب (الآیۃ)
و قل دبذ فی علما اور حدیث شریف
میں وارد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخرت میں
وہ کلمات حمد و ثناء انکار کیے جائیں گے
جو قبل ازاں آپ کو معلوم نہ ہوں گے۔
آپ ان کلمات سے شہاد خداوندی کو بجا
لائیں گے اور آپ سے خدا کی بتلائی ہوئی
چیزوں کے علاوہ دیگر انشاء کے علم کی
نفی کرنے سے تحقیق شان لازم نہیں آتی
بلکہ آپ کے ثنائیاں شان ایسا مقام ہے

الاسماء العسفی و اللغات العلی
لا یشارک فیھا و ما منا لا
لہ مقام معلوم
{ ۱۰۹ } ما من غلا فی الدین و حاد
عن القراط المستقیم و صغ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم باسماء
اللہ و صفاتہ ما عد اللہ و
تستوی تحت کلمۃ بتعلیم اللہ
فکانو بصیر القرات زائد
علی رسول اللہ ما ہونہ برئی
و قدس ما ہم النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بمہم فی صدقہ
بقولہ لا تطرد فی کما اطوت
التمادی المیع ابن مریم
انما ان عبد اللہ و دسولہ
و ہولاء الناطقون بهذا الذین
المیین یقولون فیہ ما فاقات
التمادی فی عیسیٰ و الیہود
فی عزیر و نشا بہت تنوہم
والعجب من امرہم یکفون
من اطلق علیہ بشوآ مم ان
صویح الایات و الاحادیث
انتہ بشر فہل من دان بنص

جس سے تجا و زحیک نہیں۔ اور اللہ کے
اسماء و صفات عالیہ اس کے لائق ہیں جو
اشترک کر غیر قبول نہیں کرتے۔
{ ۱۰۹ } جو شخص دین میں غلو کرے اور صراط مستقیم
اسے ہٹ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اسماء و صفات
الہی استعالیٰ کرتا ہے صرت اللہ نہیں کہتا
اور ان میں بتعلیم اللہ (اور عطائی) کی آیت
دُھوڑتا ہے تو ایسا شخص صریح قرآن
کا منکر ہے اور سنت رسول پر اس چیز
کو زیا دہ کرتا ہے جس سے آپ بیزاد
ہیں۔ اور آپ نے ایسے ہی لوگوں کے
سینہ میں تیرکاری لگایا جو فرمایا کہ مجھے
حد سے مت بڑھانا جیسے نصاریٰ نے
صبح بن مریم کو مرتبہ سے بڑھا دیا میں
تو خدا کا بندہ اور اس کا پیغام رسان
ہوں۔ اور مذکورہ غلط عقائد رکھنے والے
دُھوکتے ہیں جو نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ
کے حق میں اور یہود نے حضرت موسیٰ کے
بارہ میں کہا ان میں اور یہود و نصاریٰ
میں کوئی فرق نہیں۔ اور ان کی جہرات
بے دینی عجیب ہے کہ جو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو بشر کہے اس کو کافر
کہتے ہیں۔ حالانکہ صریح آیات و احادیث

الغزاة ان يكفوا بل منكر
البشرية كانوا استجانت
هذا بهتان عظيم - د
الحق واضح لا يحتاج الى
دليل -

فقط من ادان بالسلام الشافى
ان يصح عقيدته ويؤكد
غلوه وديعه و يقول عن الله
ما قال الله عن نفسه ويصف
دسوسه بما وصف الله به
وبما وصف به نفسه لا
يبيد ولا يزيغ ولا
يخرج عن كلامه السلف
الصالحين و علماء السلف
والدين السابقين واللاحقين
و من نادى الجماعة فيل
شبه فقد نزع دينة الاسلام
من عقده رجلا لا شذوخ
فَلَوْلَا تَبَدُّدُ هَذِهِ بَيْنَا وَهَبْ
لَنَا مِنْ لَدُنْكَ دَحْمَةً اَكْك
اَنْتَ اَوْهَابْ

سے آپ کی بشریت ثابت ہے تو کیا جو
شخص نص قرآنی کا اتباع کرے اُسے
کافر کہا جائے گا۔ نوڈ بالشر من ذلک
بلکہ خود منکر بشریت کا لاکا فر ہے۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب

العقد جو شخص دوسرا عقیدہ رکھتا ہے
اُسے لازم ہے کہ اپنا عقیدہ صحیح کرے
اور ٹھو اور کج روی کو چھوڑ دے
اللہ کے بارہ میں ان صفات کا قائل
ہو جو خدا نے اپنی صفات بیان فرمائی
ہیں۔ اور رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی وہ صفات
بیان کرے جو اللہ و رسول نے بیان
فرمائی ہیں۔ اپنی طرف سے زیادتی نہ
کرے اور کج روی نہ کرے اور سلف
صالحین قدام و متاخرین کی مخالفت نہ
کے۔ جو شخص حد و جماعت اسلام
ایک بالشت بھی باہر نکلے تو بلا شبہ
فلا وہ اسلام اپنی گردن سے اتار دے
دبنا لا تزغ قلوبنا لئلا اذھب بینا وہ
لنا من لدنک سر حمة اذھب
انت اوهاب۔

علی جنتہ خلوة من علماء الازھار الشریف
ومفق الجماعة بالجھبة الشرعية لنادان الدامیة
بالکتاب والسنۃ المحمدیة بالقاھرہ

مہر جامعہ ازہر
مصر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۵۰۔ جواب المفتی العلاء بالمسجد الأقصى

بیت المقدس

الحمد لله وحده والستلوة والسلام
علی نبیہ و آلہ واصحابہ
اجمعین۔

نعم اطلعت علی هذا المقال فوجدت
اعتقاد ذیید علی الحق وهو من
اهل السنة والجماعة لان
الغیب مخفی بالہ وحده کما هو مذکور
فی القرآن الکریم المنقول علی سیدنا محمد ^{صلی علیہ وسلم}
قال الله تعالى: رات الله عیْدَهُ عَلِمَ

الْمَآعَةَ ذِیْکَیْلُ الْغُیْبِ وَ
یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَ مَا
تَشْدُو فِیْ نَفْسِ مَا ذَا تَنْکَسِبُ غَدًا
وَ مَا تَشْدُو فِیْ نَفْسِ یَا قِیْ اَدْخِیْ نَمُوْ
رَاتِ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ خَیْرٌ۔

(ما اخوة ذیید فہم علی الکفر وھم
لمحمد بن لان اللہ تعالیٰ قال و ما محمد الا
دسول قد خلعت من قبلہ الرسول) ان محمد
لا یضرو ولا ینفع الضاد و النافع هو اللہ۔

محمد مسجد الامام الحسینی
انشا فی

قابل شہادہ اللہ تعالیٰ ہے جو ایک ہے اور رسالۃ
وسلام ہو اس کے نبی اور نبی مسلم کے آل و
اصحاب تمام پر ^{صلی علیہ وسلم}
ہیں اس تمام قبل و قال کی اطلاع ہوئی۔ تو ہم
نے زید کا عقیدہ حق پایا۔ وہ اہل سنت والجماعت
سے ہے۔ کیونکہ غیب خاصہ خدا کے ہوتا ہے۔
جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے جو حضرت محمد
صلی پر نازل کیا گیا۔
باری تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ
ہی قیامت کی تعیین کا عالم ہے۔ وہ باور نہاتا
ہے۔ رحم کے اندر کی چیز کو جانتا ہے۔ کوئی
متفق نہیں جانتا کہ کل کو نسا کام کرے گا۔
اور کوئی نہیں جانتا کہ کب کس جگہ اُسے موت
اُسے گی؟ وہ عظیم اللہ ہی عظیم و خیر ہے۔
باقی سب زید کے بھائی تو وہ تو کافر و منحدر ہیں
کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ حضرت محمد صلی علیہ وسلم تو فقط
رسول ہیں۔ آپ صلی علیہ وسلم کی رسول گذر چکے ہیں حضرت محمد
فرد و نفع کے مک نہیں ہر رسال و نفع بخش مرنا ہی ہے۔
مدرسہ بالمسجد الاقصی
(بیت المقدس)

۹۶۔ الجواب از جناب مفتی اعظم محمد کفایت اللہ صاحب

سابق صدر جمعیت العلماء ہند

زید کا عقیدہ صحیح اور قرآن مجید و احادیث نبویہ کے موافق ہے۔ اس کے مخالفوں کا عقیدہ صحیح نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام شق سے اعلم ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں آپ کا علم اتنا ہی ہے۔ جتنا کہ مخلوق کو خالق کے مقابلے میں ہر کسما ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

دہلی

الجواب از نائب مفتی حبیب الرحمن صاحب مدرسہ امینیہ دہلی

(نماید کہ عقیدہ کے سامنے کھتے ہیں) :-

یہ اعتقاد صحیح اور درست ہے اور یہی اعتقاد سلف صالحین و فقہائے متاخرین کا ہے۔

(ضامہ کے بھائیوں کے عقیدہ کے سامنے کھتے ہیں) :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عطا کیے ہوئے کی رب العزت کی طرف سے کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔ جیسا کہ آپ کا درجہ اور مرتبہ تمام مخلوق سے بڑھا ہوا ہے۔ ایسا ہی آپ کا علم بھی تمام مخلوق کے علوم سے بڑھا ہوا ہے۔ لیکن مقابلہ علم رب العزت کے آج بھی نہیں جیسا کہ قطرہ بمقابلہ دریا کے۔

رب العزت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگرچہ بعض نبیات پر اطلاع کی ہے اور بعض نبیات تک انبیاء اولیاء اللہ کے علوم سے بڑھے ہوئے ہیں۔ مگر بہ نسبت علم رب العزت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی نسبت بھی نہیں رکھتا۔ جیسا کہ قطرہ کی نسبت ساغر دریا کے ہوتی۔ ایسا علم غیب کہ ہر چیز کا اور ہر وقت میں مخصوص اللہ عزوجل کے لیے ہے۔ اس کا منسوب نہ کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بوجہ شرک و کفر ہے۔ زید کے بھائیوں پر لازم ہے کہ

اس عقیدہ سے ثابت جلد تو بہ کر لیں۔ ورنہ ابدی عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ فنا دئی بزاز یہ اور فنا قاضی خاں مذہب حق کی کتابوں میں سے بڑی معتبرا و مستند کتاب ہیں۔ ان دونوں میں لکھا ہے کہ جن شخص نے کسی عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کر لیا۔ اور یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو گواہ کافی ہیں تو کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم بالغیب جان لیا۔ قاضی خاں کی عبارت یہ ہے: لا متہ بحتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب۔ ہو کفر و کیونکہ ایسا کہنے میں وہ اعتقاد کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں اور یہ کفر ہے، لہذا زید کے بھائیوں پر لازم ہے کہ اپنے عقائد کی اصلاح کریں اور کلام پاک کی ہر جو آیتیں ان کی سمجھ میں نہ آئیں تو علماء کے پاس با کزن آیتوں کو سمجھیں اور ان کا علم علماء سے حاصل کریں جیسا کہ زید کا اور کل ایمان والوں کا یہی دستور العمل ہے۔

زید کا عقیدہ ثابت بھی صحیح و درست ہے۔ سلف صالحین سے زید کا عقیدہ موافق و مطابقی ہے۔ زید کے پیچھے ہٹنا بڑھتی بہ نسبت اوروں کے افضل ہے۔ بوجہ عالم ہونے زید کے اور اچھا عقیدہ ہونے زید کے۔ فقط واللہ اعلم اجابہ و کتبہ:

حبیب الرحمن عفی عنہ

نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

لے: یہ مندرجہ ذیل عبارت کا جواب ہے جو اس استفادہ میں زید مفتی:

”خدا جانے زید کے بھائیوں نے کہاں سے عقیدہ حاصل کیا ہے۔ جبکہ وہ زید کو جس سلف صالحین اہل سنت والجماعت کے مطابق عقیدہ رکھتا ہے اُسے مرتد کہتے ہیں اور اس کے پیچھے نمازیں اقامہ جائز نہیں سمجھتے۔“

۹۔ الجواب از شیخ احمد حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی

صدر جمعیتہ العلماء ہند

۱۔ زید کے بہتر شریفہ عقائد نما تانبہ صحیح اور مطابق اہل سنت والجماعت کے عقائد کے ہیں اس میں کسی قسم کی غلطی نہیں نظر آتا۔ احادیث اور عقائد کی جھجک کتب اس پر دلالت کرتی ہیں سلف صالحین۔ اہل سنت والجماعت کے یہی عقائد ہیں۔

۲۔ نمبر ۱ میں جو زید کے گاؤں والوں کے عقیدہ کا ذکر ہے۔ بالکل غلط عقائد ہیں۔ جو الی انکسہ والمشرک ہیں۔ مسلمانوں کو اس عقیدہ سے بچنا لازمی اور ضروری ہے۔ زید کے دوستوں کا یہ اعتقاد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں اور زمینوں کے منیبات قبل ولادت و زمانہ حیات و بعد ممات اب بھی جانتے ہیں جیسے کہ جانتے تھے۔ زمین و آسمان کی کوئی کمپینڈ آپ سے مخفی نہیں الی تو علم اور آپ ہر وقت ہر مکان میں حاضر و ناظر ہیں الخ، اس کے لیے چند اصول موضوعہ پہلے ذہن میں رکھئے :

(۱) عقائد نظیریہ کے لیے ضروری ہے کہ دلیل قطعی ہو۔ جو ثبوتاً بھی قطعی ہو اور دلالت بھی قطعی ہو۔

(۲) عقائد نظیریہ کے لیے دلیل قطعی کافی ہے بشرطیکہ اپنے مافوق کے ساتھ معارض نہ ہو۔ و نہ دلیل مافوق نامزد ہوگی اور یہ دلیل متروک ہوگی۔ اور اگر محاصل کے ساتھ معارض ہوگی۔ تو دلائل مابعد کی طرف رجوع کریں گے۔ اگر دلائل مابعد بھی متعارض ہوں گے تو دونوں کے قائل ہونے کو گنجائش ہوگی۔

(۳) عقائد نظیریہ میں کوئی غیر مصرعہ کا کلام حجت نہ ہوگا۔ اور عقائد نظیریہ میں غیر متبرک کلام حجت نہ ہوگا۔ کمافی ہوا اور انوار۔

ان متعدیات کے بعد عرض ہے۔ کہ علم غیب ملا و علم غیب غیر متبرک ہی کا گویا واسطہ ہو۔ خواہ باری تعالیٰ سے ہونا عقیدہ نظیریہ اور تصور نظیریہ سے ثابت ہے۔ غیر باری تعالیٰ کے لیے اس کا قائل ہونا کفر اور شرک ہے۔ اور علم غیب تنہا ہی اور بواسطہ ممکن کے لیے

ممکن الثبوت اور ثابت بھی ہے۔ اور اس میں خاص متدار کے درجہ کا ثبوت جیسے کہ ان کا عقیدہ ہے۔ محتاج نقل ہے۔ پس اگر وہ نقل قطعی ہوگی۔ تو ثبوت قطعی ہوگی۔ اور نقل قطعی ہوگی۔ تو ثبوت بھی قطعی ہوگا۔ آپ نے ان لوگوں کی کوئی دلیل تحریر نہیں فرمائی تاکہ اس پر کلام کیا جانا۔ (انشاء اللہ ان کے پاس دلیل بھی کوئی نہ ہوگی) آپ کو ان سے پوچھنے کا یہ حق ہے کہ ماعلمناہ الشجر الا بیتہ۔ جو قرآن میں آیا ہے۔ کیا علم دنیاوی میں سے نہیں؟ جس کی کوئی دلیل قطعی سے نفی کی جا رہی ہے۔ حالانکہ صفت شرعی مافی الدنیا میں داخل ہے۔

دوسری آیت میں ہے ومن اهل الدینہ مودۃ و اعلیٰ التفان لا یفلسھ فح فیفسھ اس میں یفسھ منافقین کا آپ کو علم نہ ہونا منسوس ہے۔ اور یہ آیت غزوہ تبوک کے نقشہ میں نازل ہوئی ہے۔ جو آپ کی آخر عمر میں واقع ہوا ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ آخر عمر تک بعض اشیاء آپ سے مخفی رکھی گئیں۔

اور احادیث صحیحہ میں آپ کا تفتیش واقعات کے لیے قاصدوں کو بھیجا۔ بہت امور میں مشورہ اور رائے مناسب دینا ثابت کرتی بھی مضامین آ رہے۔

مختصر یہ کہ علم ذاتی و علم محیط بحیث لا یشفع منہ شیئ خواہ باری تعالیٰ سے ہے۔ اس میں نہ کوئی رسول شریک ہے؟ اور نہ غیر رسول۔ ہمارے خیال میں یہ سب خیالی اسی عقیدہ سے پیدا ہو رہی ہے۔ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر نہیں مانتے اور جب بشر نہیں سمجھتے۔ تو پھر ان کے لیے چاہے علم غیب محیط ثابت کریں۔ اسما حسی باری تعالیٰ سے کیا ہیں۔ حاضر ناظر جاہلی۔ یہ سب اس بنیاد عینہ کی خرابی کی وجہ سے بناب رسول اللہ بشر ہیں۔ اور یہ بشریت نقص نہیں۔ بلکہ موجب کمال ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قرآن و احادیث شریفہ

اور اجماع امت اس پر دال ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر فخر فرماتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس کے مفکر تہیں۔ اگر ناز پڑھتے ہوں گے تو تشدد میں عبادہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ مگر شیطان نے ان کو گمراہ کر دیا ہے۔ خداوند کریم ہم سب مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین آمین

غرض یہ کہ زید کے اپنے عقائد صحیح اور مطابق اہل سنت کے ہیں۔ ان کے گاؤں والوں

کے عقائد پر اس حد تک اور عظمت سے ان لوگوں کو سمجھانا چاہیے۔ تاکہ فتنہ نہ ہو۔
واللہ اعلم۔

محمد مجاہد خاں السیسی

فتویٰ نازکو صبح سمجھتا ہوں۔

مولانا حسین احمد

۹۸۔ الجواب از امام الترمذی مولانا ابوالکلام آزاد صاحب

صرف زید کے عقیدہ کے منتقد کہتے ہیں :

”یہ ضحیک ہے۔ آپ کا یہ عقیدہ درست ہے۔“

وخط ابوالکلام

نوٹ :- جن کا صاف مطلب یہ ہے کہ زید کے جہاں کے عقیدہ مولانا ابوالکلام صاحب
آزاد کے نزدیک نادرست یا باطل ہے۔

(مؤلف)

۹۹۔ الجواب از امیر جماعت اسلامی سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب

”نبی کے وجود کا مدعا بندوں کو خدا کی طرف سے ہدایت پہنچانا ہے۔ اور اس ہدایت کے
مطابق ان کے سامنے صالح زندگی کا ایک نمونہ پیش کرنا ہے اور پس بظاہر ہے کہ اس نمونہ
کے لیے وہی باتوں کی ضرورت ہے۔ ایک ایسی طرف سے وحی کا نزول ہونا۔ دوسرے
مضمونیت ان دو صفات کے جمع ہونے کے بعد کوئی انسان نبی یا پیغمبر ہوتا ہے۔ اور انہیں
صفات سے اس کا منصب اپنا مقصد پورا کرتا ہے۔ نبی ہونے کے لیے عالم الغیب ہونے کی
سرے سے کوئی ضرورت اور کوئی وجہ ثابت نہیں ہوتی۔ مگر اگر نبی کو بشیر و نذیر اور تبلیغ و

تذکرہ اور اصلاح و ہدایت انسانی کے علاوہ دنیا کا کاخ نہ بھی چلانا ہوتا۔ تو اسے علم غیب کی
ضرورت تھی۔ تاکہ وہ ہر شے سے آگاہ ہو۔ اور ہر شے کو وہ انتظام میں رکھے۔ لیکن ہم مسلمانوں
کو یقین ہے کہ دنیا کا سارا راج اللہ کو چلانا ہے اور بغیر کسی دوسرے کے چلانا ہے کسی کو
شریک نہیں بنانا۔ پس اگر وہ نبی کو پوری کائنات کا علم غیب دیتا ہے۔ تو یہ بات۔ بے مقصد
ہونے کی وجہ سے عبث اور بیکار رہے اور خدا کوئی عبث کام نہیں کرتا۔ دوسری سوجھنے کی
بات یہ ہے۔ کہ اگر نبی کو ہر لحظہ کا عالم غیب حاصل ہے تو مسئلہ وحی والہام بالکل
بیکار ٹھہرتا ہے۔ وحی والہام کے تو معنی ہی یہ ہیں۔ کہ نبی کے پاس ایک معاملہ میں علم نہیں
ہے۔ اور اللہ وہ علم اسے عطا کر رہا ہے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ نبی کو نبی ماننے کی جگہ اسے خدا بنانے کی سعی کیوں کر رہے ہیں۔
مثلاً تو ایک موجود ہے ہی اور علم غیب بھی اس کے پاس ہے۔ پھر ایک نبی کو خدا کا بندہ
اور خدا کا نبی ماننے پر کیوں انکسار نہیں کیا جاتا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ فضول اعتقاد ڈالی
مشرک گافیاں اسی لیے کی جاتی ہیں۔ کہ ان میں بدست رہ کر نبی کی پیروی اور اس کی لائی
جوئی شریعت پر عملی غور و خوض سے بچے رہیں۔ چنانچہ یہیں شبہ ہے۔ کہ آپ کے معترض
جو نبی کو خدا بنانے پھرتے ہیں۔ نبی کے مسلک اور نبی کی تعلیم سے خوب دلبر و ہوشی ہوں گے۔
انصارِ مسلمہ اسلام پر دوسرا قسم ایسے لوگوں ڈھانٹے رہے ہیں۔ کہ جب نبی ان کے سامنے آتے
تھے تو ان کا اعتراض یہ ہوتا تھا۔ کہ چونکہ تم انسان ہو۔ اس لیے تم نہیں نبی نہیں مان سکتے۔ پھر جب
نبی کی تعلیم پڑھ کر دیتی رہی۔ تو نبی کے گدہ جانے کے بعد ایسوں نے یہ عقیدہ گھڑا کہ چونکہ فلاں
ہستی نبی تھی لہذا وہ انسان نہیں ہو سکتی۔ کچھ نہ کچھ خدا کی صفات اس میں ہونی چاہئیں۔ بس دنوں
حالتوں میں یہ لوگ نبی کی نبوت کے باغی رہے ہیں۔“

بقلم نسیم صدیقی

”باجازت سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب“

۱۰۰۔ الجواب از حضرت مولانا مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی

صمد جمعیتہ العلماء اسلام پاکستان ہند

الجواب :- زید کا عقیدہ بالکل صحیح مطابق عقائد اہل سنت و الجماعت و نصوص قرآن و حدیث ہے۔ زید کے دوستوں کا یہ عقیدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم آسمان و زمین کی ہر چیز اور اُس کے ہر حال کو ہر زمانہ اور ہر مکان میں خدا کے علم کی طرح حادی ہے۔ گو بظاہر حلال و ہی کا عقیدہ ہو مگر غلط اور فاسد عقیدہ ہے۔ اُمت کے تمام ائمہ و فقہاء کے خلاف ہے۔ قرآن و حدیث میں ایسے علم حیط کا ثبوت صرف حق تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ کسی نبی یا فرشتہ کے لیے ہرگز ثابت نہیں (اس مسئلہ کی تفصیل دیکھنا ہو تو رسالہ علم غیب - شوق رجب اور لؤلؤ کا مطالعہ کریں) اور جس طرح بعض صفات حق تعالیٰ کے ساتھ باجماع اُمت مخصوص ہیں۔ اسی طرح بعض اسامی ذات حق جن کے علاوہ کے لیے مخصوص ہیں۔ جیسے خالق - رازق - حیی - محبت وغیرہ ان اسامی کے ساتھ کسی نبی یا فرشتہ کو ملقب کرنا باجماع اُمت ناجائز ہے۔ فقہاء اور ائمہ کی تصریحات موجود ہیں۔ جو لوگ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ اُن کا قول بے دلیل بلکہ خلاف دلیل ہے۔

(۱۰) زید کا خیال بالکل صحیح و درست ہے۔ گاؤں والے زید کو کافر و مرتد کہنے سے منع گناہ گار ہوتے ہیں۔ بلکہ خود ان کے لیے کفر کا اندیشہ ہے۔ تو یہ کرنا چاہیے۔
(۱۱) زید جبکہ صحیح عقیدہ پر ہے تو اس کی توبہ کے کوئی معنی نہیں۔ بلکہ اس کو کافر و مرتد کہنے والوں پر توبہ لازم ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مولانا عثمانی

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح و واضح شرح مفاد غیب شرح مشکوٰۃ لعلی قاری رحمۃ اللہ۔

شبیر احمد عثمانی دیوبند

۱۵ رجب ۱۳۶۶ھ

آخری فیصلہ

ہمارے بھائی حضرات بریلویہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عطا عالم الغیب ہیں۔ یعنی حضور صلعم کو اللہ کی عطاری سے علم غیب حاصل ہے۔ اگر علم غیب کی اقسام اور یہ تائید نہ کی جائے تو ثبوت کفر ہے۔

اس عقیدہ کا ماخذ جہاں تک ہم نے غور کیا ہے عشق و محبت میں غلو کا نتیجہ ہے۔ یا اسے ایک عاشق رسول کا اپنا خیال کہہ سکتے ہیں۔ جسے شریعتِ مطہرہ سے کوئی تعلق نہیں۔ عاشق رسول ہم نے اس لیے کہا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے لغتہ کلام سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں بے خود ہوئے جاتے ہیں۔ اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ اُن کی بے خودی کے عالم کا ہے کیونکہ دوسرے وقت میں وہ خود ہی اپنے رسالہ خالص الاعتقاد کے صفحہ ۲۳ پر اس کے خلاف یوں رقم طراز ہیں :

• علم غیب کا خدا صر حضرت عزت ہرنا بیشک حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ رب عز و جل فرماتا ہے : ﴿قُلْ لَا يَسْلُبُهُمْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبُ اِلَّا اللّٰهُ﴾ تم فرما دو کہ اساتو اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔

عشق و محبت میں غلو کا اپنے واسطے پہلے بھی گذرے ہیں اور آج بھی موجود ہیں۔ لیکن یاد ہے کہ عاشقوں کا کلام عام افراد امتِ مسلمہ پر واجب الاعتقاد و عمل ہرگز نہیں ہوتا۔ جیسا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے ظاہر ہے۔ کہ جب حضور صلعم کے زمان مبارک شہید ہوئے تو انہوں نے اس خیال سے کہ کون سے دانت شہید ہوئے ہیں معلوم نہ ہونے کی بنا پر اپنے تمام کے تمام دانت نکال دیے۔ شاید یہ فعل اُن کی اپنی ذات کے لیے کسی غم و مباحث کا باعث ہو تو ہو لیکن حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اُمت پر فرض۔ واجب و سنت تو درکنار مستحب بھی نہیں۔

پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے موقع پر حضرت عمرؓ نے تلوار کھینچ لی اور فرمایا کہ جس

نار بھی ہے کہ ہم چو ما دیگرے نیست۔

لہذا "علانی علی غیب رسول" کا عقیدہ جذبہ محبت میں آپ کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا صاحب بریلوی کا ہر ایک اور صاحب کا محض اختراعی عقیدہ ہے۔ جو کتاب و سنت و سلف صالحین کی تصریحات کے اسر و خلاف ہے۔ جسے ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ کہ سلف صالحین سے اس عقیدہ کا خطا پر ہونا اور نصاریٰ سے ظاہر باہر مشابہت رکھنا ظاہر فرمایا ہے۔ نیز ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو حضور کے سب لوگوں سے زیادہ نافرمان قرار دیا ہے۔ و حضرات خفیہ نے تو اسے مرہون کفر سے تعبیر کیا ہے۔

اٹھارواں فقہ میں خوش عقیدہ کی کو دخل نہیں ہرچا جائیے۔ کیونکہ واقعات کبھی محبوت نہیں ہوتے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم علیہ السلام کی تمام حقوق کے مجموعی علم کے مقابلہ میں سمندر و قطرہ کی نسبت رکھنا ہے۔ مگر ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ انہیں کئی علم غیب تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ان فرماؤں کی تردید و تکذیب کرنا ہے۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ زمین و آسمان میں میرے رسول کوئی غیب نہیں جانتا اور جن کا سرورہائے انات کو اعلان فرمانے کو کہا کہ آپ کلمہ دیجئے گا اگر میں غیب جانتا تو اپنے آپ کو آگنے والی تکالیف سے بچا لیتا۔ آج ہر اہل ایمان و نزول قرآن ہی لوگوں کے اس عقیدہ سے کابلال کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی علم غیب تھا۔ اور لاہوت ہوتا دیا جائے وہ غیب نہیں ہوتا۔ ثانیاً اگر سرور و وہاں کو کئی غیب تھا۔ تو انہوں نے قبل از نزول قرآن دُنیا کو کیوں قرآن نہ سنا دیا اور احکام الہی کے نزول کا کیوں انتظار فرشتے رہے۔ اور "انک" کے واقع میں کئی دنوں تک وحی کے کیوں منتظر رہے؟ ثانیاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایسے لوگوں کے عقیدہ کی جہنم اور عذاب میں یوں تردید فرمائی: "وَاَسْتَغْفِرُكَ"

۱۰: یہ سب کچھ آپ کو بلا لیں "اظہار الحق و اذہان الباطل" میں ملے گا۔ جو مفتی احمد یار خان صاحب کے رسالہ "جہاد الحق" کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ (مؤلف)

۱۱: ابن کثیرؒ

۱۲: مولانا قاری۔

کسی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس کا سر تن سے جدا ہو گا۔ یہ فعل بھی ایک عاشق رسول کا جذبہ محبت میں محض سالت بے خودی میں تھا۔ ورنہ حقیقت معلوم ہو جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یقینی طور پر وفات پانچویں ہجرت عریضی اللہ عنہ غم سے گر پڑا۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ عاشق کا کلام ناقابل اعتبار ہوتا ہے اور ناقابل گرفت جب تک کہ وہ مدعو و شریعت سے تجاوز نہ کرے۔ احکام شریعت میں کوئی لحاظ نہیں۔ عاشق رسول تو درکنار ایک عاشق خدا منصور نے انا الحق کہا تو شریعت نے نفی کیے بغیر نہ چھوڑا۔ اس لیے میں نہیں کہہ سکتا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اپنے اس عقیدہ کی بنیاد پر خدا اللہ مانو خود ہوں گے یا مانور۔ یہ خدا ہی جانے مگر ان کی جماعت کے علماء نے جو اپنا منہو عقیدہ کی تائید میں کاربائے نمایاں دکھائے ہیں ان کا تحقیق و فرد بیان ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں یعنی:

۱۔ کہیں اپنے من گھڑت استدلال سے واقعات و مقامات قرآنی کی تکذیب کی ہے۔

۲۔ آیات کی تفسیر میں ضیعت جبکہ منوع روایات اور تاویلات فاسدہ سے کام لیا ہے۔

۳۔ کہیں بزرگان دین کی تصانیف سے حوالے نقل کرنے میں:

(۱) عبارت کا پہلا حصہ حذف کیا ہے۔

(ب) کہیں آخری حصہ اور

(ج) کہیں سے درمیان ہی جڑ

۴۔ کہیں الفاظ ہی کو بدل دیا ہے۔

۵۔ میں کسی فرد یا طبع کے عقیدہ کو کسی بزرگ مصنف کی طرف منسوب کیا ہے۔

۶۔ کہیں جس کتاب کا حوالہ دے کر عبارت نقل کی گئی ہے وہ اصل کتاب میں موجود ہی نہیں۔

گویا حوالوں کی قطع و دہید سے ان کی اصلی صورت و شکل کو مسح کر کے پیش کیا گیا ہے۔ غرضیکہ صرف اس عقیدہ کی تائید میں اس قدر جرائم کا ارتکاب کیا ہے اور یہ اخلاق اس قدر گری ہوئی بات ہے کہ عثمان تو درکنار کسی غیر مسلم مصنف سے بھی کم ہی توقع ہو سکتی ہے۔ البتہ یہ کام کسی دلت ہیروئی علماء کو سرزاد رکھا جو آج اُمتِ مسلمہ کے علماء نے اختیار کیا ہے اور اس پر

مِنْ أَمْوَالِ مَا اسْتَدْبَرْتُ لِمَا شِئْتُ الْهَدَىٰ" یعنی اگر میں پہلے سے اس چیز کو جانتا ہوں
 بعد میں پیش آئی تو ہرگز ہدیٰ کا جانور اپنے ساتھ نہ لے گا اور حدیث خاتک لا تندہی ما
 احدثوا بعدک سے آخر میں کلمہ علم غیب دیے جانے کی بھی تردید ہو جاتی ہے۔
 مزید برآں حضور صلعم نے خود فرمایا ہے کہ قیامت کے دن میں سجدے میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ
 مجھے اپنی حمد کے الفاظ امام فرمائے گا۔ جو آپ میں نہیں جانتا تو کیا قیامت تک بھی آپ عالم غیب
 نہ ہوں گے۔

اس لیے اُمتِ مسلمہ پر ضروری نہیں کہ وہ کسی کے عشق و محبت کے جذباتی خیالات کا اتباع
 کرے۔ اتباع کے لیے تو کتاب و سنت اور ان کی روشنی میں قانون شریعہ موجود ہے۔ جن
 کے بغیر نظر ہم نے ہر ممکن طریق سے اس مسئلہ کے ہر پہلو پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور اس
 کی تائید میں سلف صالحین کے فرماؤں اور موجود علماء دین کے فتاوے پورے ایک سو درج
 کیے ہیں۔ تاکہ ہماری طرف سے اس مسئلہ علم غیب رسول میں اتمام حجت ہو جائے۔
 لَا يُخَذُّ عَوْنُنَا إِلَّا الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

خاتمہ بالجنبہ

اسلم۔۔۔ مجھے اب یقین کامل ہو گیا ہے کہ آپ علم غیب کے عقیدہ میں سچے ہیں۔ یقیناً
 عالم الغیب و انشاءات صرف اللہ ہی کی ذات پاک ہے۔ مبارک ہو کہ آپ کا عقیدہ
 ایسا صحیح ہے کہ حضرت اقا و ربنا و خدا شریف کے خلیفہ فرماتے ہیں کہ اس پر دلیل
 کی بھی حاجت نہیں۔

گر نہ بیند برد شہرہ چشم

چشمہ آفتاب را چہ گناہ

میں نے غور سے سنا ہے کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب نے بھی
 آپ کے عقیدہ کی صحت کی تصدیق کی اور میں تو یہ کی تلقین فرماتی ہے۔ "تو میں تو آج ہی تو یہ
 کرتا ہوں۔ اور عقیدہ علم غیب میں اب میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اور آپ کا یہ ارشاد
 بھی سچا اور درست ہے۔ کہ "عطائی علم غیب رسول" کا عقیدہ بالکل عشق و محبت میں غلو
 کا نتیجہ ہے۔ ایسی تعریف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی منع فرمایا ہے : لا
 تطردنی کا احدى عیسیٰ ابن ماریہ میری حد سے زیادہ تعریف نہ کرنا جیسے عیسیٰ بن
 مریم کی گئی۔ اور یہ بھی قرین قیاس نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خداوند تعالیٰ کے محبوب ہوں اور فرماؤں
 لا اعلم الغیب یعنی مجھے علم غیب نہیں یا میں غیب نہیں جانتا۔ کیونکہ اگر اسے انکساری اور
 تواضع پر محمول کیا جائے تو ایک تو حضور صلعم پر جھوٹ کا الزام عائد ہوتا ہے۔ مالا نکرہ آپ
 انہوں میں تو دو کتا وغیرہ بلکہ دشمنوں میں بھی صادق دین مشہور تھے۔ دوسرے اگر اسے
 صحیح مان لیا جائے تو لامحالہ آپ میں تسبیح اور بناوٹ کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ جسے ہمارے
 اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی بھی ہرگز نہیں مانتے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کی : ہ

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں دود

بے تکلف ملاحت پر لاکھوں سلام

لہذا تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ کلام وحی سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
 وَلَا تَعْلَمُ الْغَيْبُ الْقَلْبُ" مجھے علم نہیں یا میں غیب نہیں جانتا۔ تو یہ امر واقع ہے اور آپ کا
 عقیدہ کتاب و سنت کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔

زید :- الحمد للہ کہ میرے عقیدہ "علم غیب کا خاصہ باری تعالیٰ" ہونے کی خوب
 تصدیق و توثیق ہو گئی۔ ثم الحمد للہ کہ آپ کو بھی یقین کامل ہو گیا۔ جہاں کہ ہو کہ آپ آپ صحیح
 عقیدہ کے مالک ہیں۔ جسے میرے بھائی۔ افسانہ جھانا اب آپ کا کام ہے۔ میرا کام
 ختم ہوا۔

ایک عادل اور عابد حق کے لیے تو یہ کافی ہے۔ لیکن متعصب کے لیے کچھ

بھی کافی نہیں۔ ۵

پیادادیم حاصل شد فراغ
مَا عَلَيْنَا يَا أَخِي إِلَّا الْبَلَاغُ

اسلم :- خدا کرے ! میری اور آپ کی گفتگو چھپ کر گہنیہ ناظرین ہوا در لوگ جان لیں
کہ شیخ کس طرف ہے ؟ ۵

پڑہ غفلت کا ان آنکھوں سے اٹھا دے یا رب
اپنے بندوں کو رو راست دکھا دے یا رب
مترلف :

احقر العباد محمد سر فرزند خان

کالراکھان

گجرات پاکستان

جمعة الوداع ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۵۰ء

»»»

فہرست فرامین

صفحہ	فرمان	نمبر شمار
	مَابِیَّةُ قِتاوِی فی مسئلة عِلْمِ الغیب	
	اللہ کا فرمان ^{۱۰} مَلَسَا ^{۱۰}	۱
	اللہ کے رسول کا فرمان ^{۱۰} صَلَّى اللہ علیہ وسلم	۲
	صحابہ کا عقیدہ اور ان کا ایمان و فرمان	
۳	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۳
۴	حضرت علی رضی اللہ عنہ	۴
۵	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۵
۶	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	۶
۷	حضرت ابوسہریرہ رضی اللہ عنہ	۷
۸	حضرت جبریر بن جبرئیل رضی اللہ عنہ	۸
۹	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	۹
۱۰	حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ	۱۰
۱۱	حضرت عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ	۱۱
۱۲	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	۱۲

کتبہ : فیما رستم گجرات جون ۶۴ء

نمبر شمار	فرمان	صفحه	نمبر شمار	فرمانات	صفحه
۱۳	حضرت عائشه صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۳۳	۳۳	سید امیر علی صاحب مواعظ الرحمن رحمۃ اللہ علیہ	
۱۴	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	۳۴	۳۴	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	
۱۵	حضرت داریمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۳۵	۳۵	شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	
۱۶	حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ مصرکی ہزار صاحب کی جماعت رضوان اللہ	۳۶	۳۶	شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ	
۱۷	ایک لاکھ چوبیس ہزار صاحب رضوان اللہ علیہم اجمعین	۳۷	۳۷	حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	مفسرین حضرات کا عقیدہ اور ایمان و فرمان		۳۸	ابو محمد عبدالحق حنفی دہلوی (حنفی) رحمۃ اللہ علیہ	
۱۸	صحابہ میں امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ	۳۹	۳۹	صاحب خلاصۃ التفسیر (حنفی) رحمۃ اللہ علیہ	
۱۹	تابعین میں امام تفسیر حضرت سدی کبیر رضی اللہ عنہ	۴۰	۴۰	علامہ فضی وزیر اکبر بادشاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۰	حضرت قتادہ تابعی امام تفسیر رضی اللہ عنہ	۴۱	۴۱	ایک جماعت علماء دہلوی بر مؤلفین عظم التفسیر رحمۃ اللہ علیہ	
۲۱	مجتبی السنۃ علامہ ربووی رحمۃ اللہ علیہ	۴۲	۴۲	نواب قطب الدین محدث و مفسر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۲	علامہ جمال الدین سیرطی رحمۃ اللہ علیہ	۴۳	۴۳	صاحب تفسیر اکبر اعظم رحمۃ اللہ علیہ	
۲۳	صاحب جامع البیان رحمۃ اللہ علیہ	۴۴	۴۴	صاحب تفسیر تثنیٰ مولوی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	
۲۴	علامہ علی بن محمد خازن رحمۃ اللہ علیہ	۴۵	۴۵	خواجہ محمد علی اُستاد تفسیر جامع دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۵	علامہ نسفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ	۴۶	۴۶	مولوی عبدالمجید صاحب ناظم جمعیتہ العلماء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۶	قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ	۴۷	۴۷	صاحب تفسیر بیان السجنان رحمۃ اللہ علیہ	
۲۷	علامہ ابوسعود حنفی رحمۃ اللہ علیہ	۴۸	۴۸	خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۸	امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ	۴۹	۴۹	مولوی اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۹	امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ	۵۰	۵۰	مولوی سید احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ	
۳۰	امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ	۵۱	۵۱	امام الہند ابو الکلام آزاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ	
۳۱	علامہ معین بن صفی رحمۃ اللہ علیہ	۵۲	۵۲	صاحب تفسیر القرآن رحمۃ اللہ علیہ	
۳۲	خطیب شریعتی رحمۃ اللہ علیہ	۵۳	۵۳	حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	
			۵۴	حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ	

نمبر شمار	ترجمات	صفحہ	نمبر شمار	ترجمات	صفحہ
۵۵	عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ	۴۵	حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	۴۵	۵۵
۵۶	ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ	۴۶	حضرت ابن جان رحمۃ اللہ علیہ	۴۶	۵۶
۵۷	ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ	۴۷	امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ	۴۷	۵۷
۵۸	ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ	۴۸	ابن الانباری رحمۃ اللہ علیہ	۴۸	۵۸
۵۹	مرزبانی رحمۃ اللہ علیہ	۴۹	حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ	۴۹	۵۹
		۸۰	حضرت امام ولی رحمۃ اللہ علیہ	۸۰	
		۸۱	حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ	۸۱	
		۸۲	صاحب جمع القوائد رحمۃ اللہ علیہ	۸۲	
		۸۳	علامہ علی قاری مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ	۸۳	
		۸۴	حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ	۸۴	
		۸۵	حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ	۸۵	
			فقہائے عظام کا عقیدہ اور ایمان و فرمان		
۶۰	حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ	۸۶	حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	۸۶	
۶۱	حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ	۸۷	غائبۃ الادواء ترجمہ و تشریح و درختہ	۸۷	
۶۲	حضرت ابان مسلم رحمۃ اللہ علیہ	۸۸	قاضی تبارک صاحب پانی پتی حنفی نقشبندی مجددی بیہقی ازمان	۸۸	
۶۳	حضرت امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ	۸۹	مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی استاد بریلویہ کا اصلی عقیدہ	۸۹	
۶۴	شیخ عبدالحی محمد تہجدی رحمۃ اللہ علیہ	۹۰	دیوبندی حضرات کا فرمان استفتاء علم غیب کے جواب میں	۹۰	
۶۵	علامہ بدر الدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ		(ا) جواب از علماء دیوبند		
۶۶	علامہ شہاب خفاجی رحمۃ اللہ علیہ		(ب) جواب از جانب علماء دیوبند		
۶۷	حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ		انجیل مقدس کا فرمان		
۶۸	امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ				
۶۹	امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ				
۷۰	امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ				
۷۱	امام احمد رحمۃ اللہ علیہ				
۷۲	امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ				
۷۳	ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ				
۷۴	حضرت سعد بن منصور رحمۃ اللہ علیہ				

فتاویٰ از اہل علمائے دورِ حاضر

استفتاء

فتویٰ از قاضی القضاۃ مکہ معظمہ

۹۲

خطیب حضرت القادیانیؒ

۹۳

مفتی علامہ جامعہ الازہر قاہرہ مصر

۹۴

مفتی علامہ بالمسجد الاقصیٰ بیت المقدس

۹۵

مفتی اعظم محمد کفایت اللہ صاحب سابق صدر جمعیتہ العلماء ہندوہی

۹۶

نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی مولوی حبیب الملکین صاحب

۹۷

شیخ المنہضت مولانا حسین احمد دہلی صاحب صدر جمعیتہ العلماء ہندوہی

۹۸

امام المنہضت مولانا ابوالکلام آزاد صاحب - وزیر تعلیم

۹۹

سید ابوالاعلیٰ امجدادی امیر جماعت اسلامی

۱۰۰

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی صدر جمعیتہ العلماء اسلام پاکستان

۱۰۱

آخری فیصلہ

خاتمہ بالجلیس

مِائَةُ فُتَوَى فِي مَسْئَلَةِ الْعِلْمِ

پر

تقریضات و تبصرہ جات

○

مطبوعات

جماعۃ قادی فی مسئلہ علم الغیب

مؤلفہ: الحاج چوہدری محمد سروز خاں کارہ کلاں، ضلع گجرات

اس کتاب میں جس محبت پر گفتگو کی گئی ہے، وہ ایسے انتہا پسندانہ علامتی (TYPICAL)

مباحث میں سے ایک ہے جسے ایک گروہ منوانے کی کوشش کرتا ہے اور دوسرا اُس کے بطلان کی۔
دراصل یہ استدلال کی ایک جگہ کارروائی ہے جو کہ نتیجہ اس لئے کہ ہر فرقے کے لوگوں نے اپنے
گروہ تعصب کے معاملے سے خاص خاص تعبیرات مسائل کی منطوقہ فہمیں کھڑی کر رکھی ہیں۔ حصار
سے باہر کے لوگوں کی آواز اُٹھتی تو اندر بیچتی ہی نہیں۔ اگرچہ یہ خطرے کا الارم اور جنگ کا جھنڈ
جاتا ہے۔ کاش کہ لوگ جگہ جگہ ہتھیار پھینک کر ایک برکت کے افراد کی حیثیت سے بھائی بھائی بن کے
بیٹھیں اور آپس میں پیار سے افہام و تفہیم کریں، اور پھر بھی اگر اختلاف رہے تو یہ جگہ اختلاف نہ ہوگا۔
دوسری اہم بات یہ ہے کہ کیا چاہتا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندیِ مرتبہ اور عظمت
کے لئے جو لوگ بڑی بڑی کاوشیں کرتے رہتے ہیں ان کی قورباہی ہم نعمت سے جہت جاتی ہے کہ

لوگوں کو اصل تعلیم اطاعت رسول کی دینی ہے۔ اصل محب رسول وہ ہے اور شانِ رسالت اور تعاض
وہ ہے جو دین کی اطاعت اور دین کے خلیے کے لئے دینی ہی سہی کرے جیسے رسول برحق نے کی۔
اس کو تاہی کا نتیجہ ہے کہ مختلف رسالت پر ہزار و مظلون اور میلادوں کے باوجود قوم میں تشدد
خیانت اور بے ایمانی کے روگ اس تیزی سے پھیل رہے ہیں جیسے کوئی طاعون یا فلک کی کوئی ماہر
اور رسالت کی بلندی مرتبہ میں نہ نئے افسانے کرنے والے حضرات کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ وہ
حضرت کے اخلاق اور معتقد کے کردار کی پیروی کی اپیل کریں۔ لوگوں سے کہیں کہ جھوٹ چوری فحاش
نکل، اسمگلنگ، فساد، دتا، شراب، قمار بازی، عریانی، جیسی گندگیوں سے بچو! اور انہی چیزوں
سے روکنے کے لئے حضرت کی بعثت ہوئی تھی۔ وہ اخلاق رسالت اور کردار رسالت سے بیگانہ اند

بانی لوگوں کو متنبہ کریں کہ تم ان خرابیوں کے ساتھ جماسے فرقے یا ہماری مریدی میں داخل نہیں ہو سکتے
یا پھر وہ دنیا کو دکھائیں کہ ان کے جن لوگوں نے رسول کے وسیع عطائی علم غائب کو مان لیا ہے، ان کے
اخلاق، ان کے کردار، ان کے معاملات بہترین معیار کے ہیں کیونکہ ان کا ایمان اور کھاپے۔

سوال یہ ہے کہ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہونے یا نہ ہونے یا کم از کم زیاد
ہونے سے ہماری صلاح و فلاح میں کیا فرق واقع ہوتا ہے۔ ہماری صلاح و فلاح میں فرق اس شعوبہ
داخل ہو جاتا ہے کہ حضور اخلاق نواز نے آئے تھے۔ بعثت لاقصد مکاشرا للاحلاق

یہ تبدیلی باتیں ایک فقرہ تبصرے میں اگرچہ بوجھل اضافہ معلوم ہوتی ہیں۔ مگر میں جناب شریف
پر یہ واقعہ کرنا چاہتا تھا کہ اصل خرابی کیا اور کہاں ہے۔ اور نہ قارئین پر بھی!
اب ایسے اصل مسئلہ کو۔ اور کسی دوسرے سے بحث کرنے کے بجائے کوئی میں مسلمان
قرآن شریف کو کھول کر ان آیات کا سادہ ترجمہ پڑھ لے۔

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يُعْلِمُهَا إِلَّا هُوَ (الانعام-۶۳) اِنَّمَا
الْغَيْبُ لِلَّهِ (یونس-۲۰) وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (ہود-۱۲۳) لَهِ
غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (الکہف-۲۶) قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ (الزلزلہ-۶۵)

صاحبِ خدائی غیب صرف اللہ ہے اور سورہ جن کی آیت ۲۶، ۲۷ سے وہ اپنے پسندیدہ
رسولوں کو غیب کی خبر کے باتیں بتانا چاہتا ہے وہ بتاتا ہے۔

رسولوں کو جو غیب بتایا جاتا ہے اس کا وہ جس سے ہمارا تعلق ہے وہ تو الہامی تعلیم کی شکل میں
ملنے آتا ہے۔ اس کا بڑا حقت قرآن میں ہے اور کہ باتیں حدیث میں آگئی ہیں۔ اب اگر اس کے ملان کئی
سروایہ غیب ملے گا تاہم اسے تو وہ بلغض صا انزل الیہ کے دائرے سے خارج ہو گا۔ اس
اس دائرے سے خارج ہے تو اس سے ہمارا واسطہ کیا ہے؟ اور جس سے ہمارا واسطہ ہے اس کا
حق ادا کرنے کے لئے ہم کیا کہتے ہیں؟ اگر یہ حق ادا کرنے سے ہم فارغ ہو گئے ہیں تو فرصت
کی گھڑیاں گزارنے کے لئے دوسرے دائرے کا کھوج لگاتے رہیں۔ مگر میں فرح الہامی علم کے
نقلی دلائل و شواہد ہیں۔ ایسے دلائل و شواہد کیا اور میری ہیں؟ نہیں ہیں تو نکتہ آفرینی کا سلسلہ تو الیہ

کہ انسانوں نے پتھروں کے دیوتاؤں کو بھی تقدیر ساز انسان ثابت کر دیا۔

جس شخص کو رسول بنا جاتا ہے کیا اس کو رسالت دیتے ہی پہلے دن سے غیب السلوات والا ہوتا ہے؟ خزانوں کی کنیاں سونپ دی جاتی ہیں۔ ایسا ہے تو فرشتہ وحی کے بار بار آنے کی ضرورت نہیں رہتی اب تو رسول کو معلوم ہو گیا کہ آگے کب کو نسی آیات اُترنے والی ہیں۔

کہتے ہیں کہ علم غیب رسولوں کا اپنا نہیں ہوتا، عطا نہیں ہوتا ہے، یعنی خدا کا عطا کردہ سوال یہ ہے کہ دین و شریعت کا علم دینے کی ضرورت بھی واقع ہے۔ اقوام مانعہ کے عبرت انگیز احوال کو بھی غیب کے پردے سے نکال کر سامنے لانے کا مقصد ہے، اور مستقبل کے بارے میں ایسا جو پیش گوئیاں خدا کی علم غیب کی مدد سے کرتے ہیں۔ وہ بھی وہ جہ و ہوا رکھتی ہیں۔ لیکن کیا علم غیب کی ضرورت رسولوں کو کیا ہے، مثلاً انبیاء بتانا کہ دنیا بھر میں کتنے ذرہ ہائے خاک اور قطرہ ہائے آب پاسہ جاتے ہیں اور کس لمحے وہ کہاں کس حالت میں ہوں گے، یا دنیا بھر پرندے پر کیا گزروں گی یا صدیوں میں اہب در آب چیونٹوں اور دیکنوں یا چمچکیوں اور مٹیوں کے لمحہ پر لمحہ کیا احوال ہوں گے ہر پتہ کب شاخ پر نمودار ہو گا، کب ٹوٹ گرے گا۔ اور جو امن اُسے ڈاؤن کر کہاں کہاں لے جائیں گی اور آخر میں اس کا انجام کیا ہو گا۔ کیا اس طرح کے سامنے علم غیب کو رسولوں کے سپرد کرنے کے معنی تکلیف سلاطین کے نہیں ہیں کہ وہ ایک ایسا بوجھ اٹھائیں جس کا سرے سے کوئی استعمال نہیں کر سکتے۔ کیا وہ سب کہ دنیا کو تمام تکمیل علوم سے آراستہ کیا جائے، انہیں سبزیاں کا شبت کرنے کا اور صحن کارخانہ چلانے یا اخبار چھاپنے کی تحریرت بھی علم غیب کے ذریعہ دی جائے۔

دین سیدھا سادین ہے۔ پہلی بات یہ کہ ایک خدا ہے اور اس کی یہ یہ صفات ہیں، اس کی ہر ہر ہدایت اور اس کے ادارہ و نواہی کے مطابق عمل پیرا ہونا ہے۔ دوسری یہ کہ خدا کا رسول ہے جس کے ذریعہ خدا کی ہدایت اور اس کی مرضی کا علم ہوتا ہے۔ خدا کے ادارہ و نواہی کا پتہ چلتا ہے، اور رسول نوٹنے کی عملی زندگی گزار کر دکھاتا ہے کہ خدا کو اس طرح کا جینا پسند ہے۔ خدا خدا ہے رسول نہیں ہے، اور رسول رسول ہے، خدا نہیں ہے۔ نہ اُدھر کا مرتبہ ادھر، نہ اُدھر کا مرتبہ ادھر، نہ اُدھر کی صفات ادھر، نہ اُدھر کی صفات ادھر۔

اصل معاملہ تو یہ ہے کہ اس دین کی پیروی ہم کس درجے کی کرتے ہیں اور اس کو ایک غلاب

نظام زندگی کی حیثیت دینے کیلئے کیا جدوجہد کرتے ہیں، رکاوٹوں اور مزامتوں سے کسی طرح ہم ٹوٹے ہیں، قربانیاں کیا دیتے ہیں۔

خدا اپنی جوشان دکھاتا ہے، اور رسول اپنا جو مرتبہ رکھتا ہے، دونوں کی طرف سے یہ مطالبہ بڑے زور سے ہے کہ ملت کی وحدت کو برقرار رکھو، فرقہ ساز یوں سے بچو، اختلافات پر لڑنے کا طریقہ ختم کر دو، تعصبات کے قلعوں میں بند رہنے کے بجائے دلائل و دینات سے مسائل کی باہم افہام و تفہیم کرو، دولت کے نام پر علم غیب کے نام سے اُن لوگوں کا جرم زیادہ سخت سے جنہوں نے دامنے والوں کے خلاف نفرت و عداوت کے مآذ کھڑے کر دیے۔ رسول نے ایک ملت بنائی تھی، آپ نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے یہ فرقہ بنا دیے ہیں۔

مؤلف سے معذرت کرتا ہوں کہ اُن کی کتاب پر گفتگو کرنے کے بجائے میں اپنے تمہیدی نکات میں دو رنگ نکل گیا۔ مجھے یہ اعتراف ہے کہ چرچہ دی محمد سر فراز خان صاحب نے کتاب دست سے چھی طرح استفادہ کیا ہے۔ اُن کا انداز تحریر اس طرح کا جتنی نہیں ہے جیسا امیر بن افریق کا ہوتا ہے۔ اُن کی کتاب پڑھنے مسئلہ علم غیب پر ایک متوسط قاری کو بنیادی معلومات بھی مل جاتی ہیں اور بات بھی اس کی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ مگر کوئی معقول گفتگو اور تحقیق کتاب بھی داخلوں کی معاون تقریروں کا جواب نہیں دیتی جن میں سے ایک نے دس دیتے ہوئے کہا کہ یہ جو آیت ہے قد نودی تعقلب وجہل فی السامہ (سورۃ بقرہ ص ۱۴۴) اس میں نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ میرے حبیب بار بار چہرہ اُدھر اٹھائیں اور بار بار زیارت کا موقع ملے، ورنہ کام تو ایک ہی دفعہ میں جو سکتا تھا۔

علم غیب پر جتنی یہ تفسیر میں نے خود لکھی۔ تاہم چرچہ دی محمد سر فراز خان نے جو کام کیا وہ ایک نیک گوشہ ہے، انہوں نے علم غیب کی گفتگو چرچہ دی محمد سر فراز خان نے جو کام کیا وہ ایک نیک گوشہ ہے، انہوں نے علم غیب کی

نقد و تبصرہ

ماتہ فتاویٰ فی مسئلہ علم الغیب

مؤلف: الحاج محمد رفیع خاں ، ناشر: محمد رفیع خاں
موضوع: دلائل خاندانہ کارہ کلاں ضلع گجرات
صفحات: ۱۵۶

اس کتاب کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ اس میں فاضل معنی نے مسئلہ علم الغیب کی بحث کی ہے اور اس کو اس طرح واضح کر کے لکھا ہے کہ اس کے پڑھنے کے بعد اس مسئلہ میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اگر کوئی شخص اس کتاب کا آخر یا ابتدائی اور قالی اندہ ہی ہو کہ مطالعہ کرے گا تو انشاء اللہ اس پر مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا۔

اس کتاب میں فاضل مولف نے مستحکم دلائل سے ثابت کیا ہے کہ علم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ انبیاء علیہ السلام کو بے شمار نبی خبریں تو دی گئیں، لیکن جس چیز کا اطلاق نام علم الغیب ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ خواہ وہ ہم پر یا فرشتہ۔ درحقیقت فاضل مولف نے اس موضوع پر ایک ضخیم کتاب لکھی ہے جس کا نام "كشف الرب عن مسئلہ علم الغیب" ہے چونکہ کتاب ضخیم تھی اس لئے اس کو چار جلدوں میں تقسیم کر کے سب سے پہلے اس حصہ کو شائع کر دیا ہے، جو اس موضوع پر زیادہ اہم تھا۔ چنانچہ زیر نظر کتاب اس کی تیسری جلد ہے اس تیسری جلد کو مقدمہ کہنے کی وجہ سے اس کتاب کا مقدمہ میں اس میں شامل کر دیا گیا ہے تاکہ مقدمہ سے کتاب کی علمی حیثیت کا اندازہ ہو جائے۔ بعض مواقع پر عبارت کا اندازہ مناظرانہ ہو گیا ہے اگر ایسی علامات سے اعتراض کیا جائے اور انکو اشاعت میں ہی کو نکال کر نامناز اور سبناز انداز اختیار کیا جائے تو زیادہ مؤثر ثابت ہو سکتا ہے اس کتاب کا نام عربی ہے لیکن عربیت کے لحاظ سے درست نہیں کیونکہ عربی میں "ماتہ فتویٰ" کہنا چاہیے

اس کتاب کے آخر میں ایک سو فرماؤں کی فہرست دی گئی ہے اور ہر ایک فرمان کو فتویٰ تصور کیا گیا ہے۔ اس لئے ماتہ فتویٰ کے بجائے ماتہ فتاویٰ کتاب کا نام لکھا گیا ہے۔
مؤلف

لہذا اگر نام اردو زبان میں رکھا جائے۔ مثلاً "مسئلہ علم الغیب اور علمائے امت" تو زیادہ مناسب ہو گا
جموئی طبع پر یہ کتاب بہتر اور اس مسئلہ کو واضح کرنے کے لیے بہت کافی ہے۔

مخبر
مولانا محمد رفیع خاں
البلخ
جمادی الثانی ۱۳۱۰ھ

نوٹ:۔ کتاب کے آخر میں پورے ایک سو فرماؤں کی فہرست دی گئی ہے۔ اور ہر ایک فرمان کو فتویٰ تصور کیا گیا ہے۔ اس لئے ہم نے "ماتہ فتویٰ" کے بجائے "ماتہ فتاویٰ" نام رکھا ہے جو اس لحاظ سے درست ہے۔
(مؤلف)

مسئلہ علم غیب کے بارے میں فتویٰ

نام کتاب: مائتہ فتاویٰ فی مسئلہ علم الغیب

مؤلف: الحاج محمد ہدی سرفراز خان

ناشر: محمد ہدی سرفراز جمیہ، جلد شریف سعودی عرب

کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کا علم رکھتے تھے اور کیا وہ بشریت ہے؟ قرآن حکیم نے اس کا جواب دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کا علم نہیں رکھتے تھے اور امور غیب میں سے صرف انہیں باتوں کو جانتے تھے جو اللہ تعالیٰ ان کو بتائی جاتی تھیں بشر ہونے کی حیثیت سے وہ دوسرے انسانوں ہی کی طرح تھے لیکن منصب رسالت اور مقام نبوت پر فائز ہونے کے باعث افضل ترین انسان اور قیامی شان کے مالک تھے اس اعتبار سے پوری نوع انسانی میں کوئی ان کا ہمراز ہم رتبہ نہ پیدا ہوا نہ پیدا ہوگا۔ (رد ہی الح ۱۸۱)

لیکن قرآن حکیم کے اس واضح ارشاد کے باوجود کچھ افراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دائرہ بشریت سے خارج اور بالا تصور کرتے ہیں اس بارے میں ان کے خیالات انتہائی سیالانہ آمیز ہیں زیر نظر کتاب میں اس غلط فہمی کا انزال کرنے کی کوشش کی گئی ہے فاضل مؤلف نے قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب دان نہیں تھے صابر کرام تابعین تبع تابعین محدثین اور تمام متقدم علما اور ائمہ کباری عقیدہ تھا آج بھی قاہرہ بغداد و شریف المقدس مکہ منورہ اور عالم اسلام کے تمام دینی مدرسوں اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ علما اور فقہاء اسی عقیدہ کو درست تسلیم کرتے ہیں اسی سلسلہ میں انہوں نے جو فتاویٰ ارشاد فرمائے وہ اس کتاب میں یکجا کر دیئے گئے ہیں جو ایک قیمتی دینی و علمی دستاویزات کی حیثیت رکھتے ہیں اس محنت کاوش اور دلگیری کے لئے فاضل مؤلف تحسین کے حقدار ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جلیلہ کو شرف قبولیت اور علقہ المسلمین کو قبول حق کی توفیق عطا فرمائیں۔

روزنامہ مشرق لاہور۔

جلد ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء

بَعْدَ اَلْبَسْمِ وَالْحَمْدِ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلٰی سَائِرِ رُسُلِہٖ

اَلْعَالَمِیْنَ عَلٰی اَللّٰہِ اَصْحٰہِ الْاَمْنِ

”مائتہ فتاویٰ“ مؤلفہ و مرتبہ الحاج مولانا محمد ہدی سرفراز خان صاحب!

امیر تحفظ ختم نبوت کالہ کلان - ضلع گجرات -

بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ الحمد للہ موصوف نے اسے ”آج“ کے لئے اپنی مساعی جلیلہ میں درج نہیں کیا۔ ہر دور فقہ میں مصلحین حضرات دین کے محمد ہدی کا کالہ سے سراپا جام دیتے رہے اور اہل زیلع کے ناپاک عزائم سے دین و قوم کی حفاظت کی ”مسئلہ علم الغیب“ ایمان کی شرائط میں سے ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ - لا مُستعانَ اِلَّا مِنَ اللّٰہِ - لا یَعْلَمُ الْغِیْبَ اِلَّا اللّٰہُ - معبودیت - استعانت - صفت علم الغیب - خاصہ رب العلمین ہے اہل علم پر فرض ہے کہ مسلمانوں کے ایمان کو شرک و بدعت سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں اور اپنے آپ کو غیرت میں شامل کریں۔ اور معیار اجماعی صماہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے پھیلائے ہوئے دین کی حفاظت کے اہل السنۃ والجماعۃ کا تعلق حاصل کریں۔ مناظرین کے لئے یہ تیار شدہ ذخیرہ ہے۔ یا نہت غیر مترقبہ ہے۔ بنابرین مولانا موصوف نے مائتہ فتاویٰ کو صماہ کرام - مفسرین محدثین فقہائے کرام کی حیات اور بیوروہ دور کے راسخین فی العلم کے فتاویٰ سے مزین و میر بین کر کے طالب حق حضرات کی دنیا کی بیزاک اللہ احسن الجزاء۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْقَوَابِ

حفیظ الرحمن محمد نذیر اللہ خاں (فاضل دیوبند)

خطیب جامع مسجد حیات النبیؐ

”گجرات“

جراہی خدمت محترم القام مولانا الحاج محمد ہدی سرفراز خان صاحب دامت برکاتہ!

مخاطب: اکابرہ اہل حق و سچ

محمد بن قاسم حسن شیخ
ایم سے (دعویٰ - اسلامیات) ایم سے (تاریخ - سیاسیات)
”جی ایڈ پنجاب“

گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن (مردانہ)، کلاھوس

تاریخ ۲۸/۴/۸۰

محترمی و مکرمی جناب چوہدری صاحب!

وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ

مزاج دہاج ۱۹/۴ کو آپ کی طرف سے سرمد کتاب ”مائتہ فتاویٰ فی مسئلۃ علم الغیب“
رجسٹرڈ پارسل پاکر نہایت ممنون و شکر ہوا۔ عینک الحمد احسن العجزاء فالین ارمین خیرہ
ہمراہ جوابی لغافہ ارسال فرما کر آپ نے مزید شکر گزار فرمایا۔ اور نام میں بندہ اپنے
محدود علم اور ناقص عقل کے باوجود تعمیل ارشاد کرتے ہوئے اظہار خیال کرتا ہے کہ یہ بھی مثبت
سعادت ہے۔

بندہ کالج پڑا میں جو گا بھی درس قرآن و حدیث کے فرائض میں ادا کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں
کافی کتب تفسیر و احادیث پر نظر دیتی ہے لیکن آپ کی تالیف مائتہ فتاویٰ فی مسئلہ علم الغیب اس
لاڈلے نہایت جامع مانع اور انتہائی مکمل کتاب ہے کہ نہ صرف قرآن و حدیث بلکہ سائنس و طب و سماویات
حوالوں سے اور پاک و ہند کے علاوہ دیگر بلاد و اسلامیات کے مقتدر متنبی صاحبان سے تحریری طور پر
استفسار کر کے جوابات سے مزین کیا گیا۔ جو کہ نہایت مستحسن ہے۔ اس پر متزاہد ہے ان بزرگوں کا کتب
کہ جن کے سامنے دین کی بنیاد بیٹھتی ہیں انبیاء و اولیاء کی غیب دانی پر ہیں۔ حالانکہ افضل
ما شہدت بہ الدعاء کے مصداق انہیں ہیں اس کے سوا کوئی ہمارا نظر نہیں آتا کہ حقیقت حال کا اظہار
کریں یہ الگ بات ہے کہ انہوں نے اپنی تحریر میں اس قدر غلو و دل سے کام لیا ہے کہ ان کے
ہیروین متین کی اصلی روح سے یکسر دور ہو گئے ہیں۔ سوائے خاموش و غائب ہونے کے ان کے حصہ میں
کچھ نہیں آیا۔

مجھے اس میں کمالیاتی انداز نہایت ہی پرکشش اور متاثر کن نظر آیا یقیناً واقعی ہے۔ کہ اس

سے کوئی کم کردہ راہ نہ صرف خود ہدایت یاب ہونگے بلکہ وہ دوسروں کے لئے بھی رہبر بنیں گے۔
یہ معنی اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے، اس نے اس زبردست جہاد کے لئے آپ کو سعادت بخشی
کہ ہر ایک کے نصیب میں کیاں کہ ایسی اعلیٰ کتاب کا مطالعہ کرنے کا شرف حاصل کر سکیں۔

رمضان المبارک کے بعد خصوصاً اور آئندہ جمعہ غزوہ بدر فتح مکہ اور اعتکاف وغیرہ مسائل کے
بیان میں عموماً انشاء اللہ خطبہ کو مزین کرنے کے لئے یہ تالیف لطیف یقیناً نہایت عمدہ معاون ثابت
ہوگی۔ جس کا اجر سبہ پایاں ثواب آپ کے لئے بہر حال مدتہ جاری ہے۔ پھر لطف یہ کہ آپ ایسے
مخلص و مہربان اللہ تقسیم فرما رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے آپ کے لئے خصوصی قرب مصطفیٰ
اور دیدار رب الملیٰ کا ذریعہ بنا کر اعلیٰ درجات جنت الفردوس عطا فرمائے آمین ثناء آمین۔

ازراہ کرم انجی دیگر تالیفات کے سلسلے پر مطلع فرمائیں کہ ان کے جھلکے کیا صورت ہے۔
بندہ انہی تالیف آئندہ ماہ ارسال کرے گا۔ انشاء اللہ!

والسلام

محمد مزمل احمد

بندہ آپ کی خصوصی شفقت کا محترم شکر گزار ہے اور نہایت ممنون!

جملہ اہل بیت کی خدمت پر ایامی سلام مستون

والسلام والاکرام

مخلص و شکر گزار دعا گو و طالب دعا

بنامہ

مستقل احمد

از طرف احقر نور احمد غنی

سجدت جناب محترم حفصۃ العلّامہ مولانا صاحب زید محمد
مزاج گرامی

السلام علیکم کے بعد گزارش ہے کہ آپ کا رسالہ مائتہ فتاویٰ فی مسئلہ علم الغیب پڑھا ماشاء اللہ
مسئلہ علم الغیب پر ایک تسلی بخش مقالہ ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور میرا ہی قسم
کا دینی خدمت کا موقع عطا فرمائے اس رسالہ کے آخری صفحہ پر آپ کی تعابیف کی فہرست موجود ہے
اس لئے اس میں سے ایک کتاب اقبہار الحق و ازباق الباطل ہے اگر آپ کے پاس موجود ہو تو دی۔ بی
فرمادیں۔ تو آپ کی از حد عنایت ہوگی۔ وگرنہ جواب سے ضرور شرف فرمادیں۔ کیونکہ عقیدہ ایک
ہونے کی وجہ سے مجھے آپ سے ولی محبت ہو چکی ہے اگر وقت ملا تو انشاء اللہ آپ کی ملاقات ہی
ضرور کروں گا کیونکہ بندہ ایک ایسے علاقہ میں رہاؤں پڑا ہوا ہے جہاں رخص و بدعت کا گھر ہے
اور بفضلہ تعالیٰ توحید کا پرچار خوب کر رہا ہوں یہ کوئی فرداں بات نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا معضی
فصل و کرم ہے کہ اس علاقہ میں بندہ پہلا شخص ہے جس نے توحید کا پرچار کیا اور بفضلہ تعالیٰ
اچھن مقدار میں جماعت تیار ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر امان کو راہ ہدایت پر رکھے۔

مفت

نور احمد خطیب جامع مسجد کانڈیوال

براستہ پک ۲۹۔ جنوبی

فصل سرگودھا

جناب محترم و مکرم چوہدری محمد فراز خاں صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیریت ہوں گے۔ و دیگر عرض آنکس مائتہ البیان، گرامی میں جناب
کی تالیف کا اشتہار بعنوان "مائتہ فتاویٰ فی مسئلہ علم الغیب" نظر سے گزرا۔ ابلاغ نے جناب
کی تالیف کو گراں قدر اور قابل مطالعہ قرار دیتے ہوئے مطالع کی سفارش کی ہے۔
مترجمی۔ علم غیب جیسے اہم مسئلے کے ہر مسلمان کی واقتیت ضروری ہے۔ اور جناب نے
کتاب تالیف فرما کر حقیقت میں مسلمانوں پر احسان کیا ہے۔ اللہ کریم آپ کو اس کا اجر دے اور
آپ کی تالیف کردہ کتاب کو مسلمانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔
مترجمی۔ کتاب "مائتہ فتاویٰ فی مسئلہ علم الغیب" کی ایک کاپی میرے پتہ پر روانہ فرمادیں
بہت مشکور ہوں گا۔
رجسٹری پائل کا نرخ مبلغ دو روپے ساٹھ پیسے کے ڈاک ٹکٹ ارسال خدمت کر رہا ہوں
اور امید رکھتا ہوں کہ اب جلد ہی میری سہی فرمادیں گے

والسلام

محمد یوسف غلڑی۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نگہ بلند سخن و دنواز، حبال پر سوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لئے

محترم المقام واجب الاحترام حضرت چوہدری صاحب زید فضلہ و کرمۃ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! **منزل شریف!**
خیریت طرفین مطلوب! آب کا خط ملا دیکھ کر بہت خوشی ہوئی!

احوال آنکھ حجاب عالی کی مسئلہ کتاب مائتہ فتاویٰ فی مسئلۃ علم الغیب
بروز ہفتہ موصول ہوئی پورے ذوق و شوق سے بغیر غور مطالعہ کیا جیسا کہ شدید انتظار تھا۔ مخصوصہ
اولین تو میں آپ کو مبارک دوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو اپنا علم تحقیق مبارک کرے نعیب کسے بقول
فرمائے آمین الامین۔ مصابہ کرام ہر گناہ متقدمین و متاخرین کے عقائد و مسئلہ علم الغیب خوب
پڑھے اور سمجھے اور سچ تو یہ ہے کہ ایسی کتابیں ناچیز کہ از حد پند ہیں جناب کی دیگر کتب بھی ناموں سے
ہی دل میں بیٹھ گئیں جن کا دل از حد شائق ہے مقرر رائے دیتا ہوں کہ میں نے معلم غیب کے باب
اس سے اچھی تحقیق بیک جگہ نہ پڑھی نہ دیکھی ہم توحیدی پارٹی کو ایسی ہی کتابوں کی استغفار و شوق
رہتا ہے جتنی تعداد سے آپ نے یہ کتب تقسیم کی ہیں یا کرنے کا ارادہ ہے میں دعا کرتا ہوں کہ
خدا تعالیٰ اسے آپ سے قبول فرما کر سعادت دارین کا ذریعہ بنائے آمین۔

فقط والسلام

علی جمیع احباب اکرام

محمد قاسم غنائی مدظلہ

محمد قاسم معرفت شیخ سعید سرور صاحب

مدیرہ معریہ ایبہ ہجراتوالہ

منزل فیصل آباد

۱۲۹۹ھ
۱۹۴۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ ابابند ہر آدمی کی یہ قلبی خواہش ہوتی ہے کہ میرا
پند و گمان مجھے سے راہی ہو جائے خداوند کریم کے وجود اور مسرت کا کوئی بھی فاکس اس جذبہ سے خالی اور عاری
نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا اقرب اس کے تلسے ہوئے عقائد اعمال اور عبادات کی پابندی سے ہی ہو سکتا ہے
اور جب تک عقائد درست نہ ہوں اعمال و عبادات کا کوئی اجر و ثواب اور ثمرہ مرتب نہیں ہو سکتا ایسے اعمال کلمہ کا
ذہیر ہیں جن کو آدمی اور طوفان فتنائے آسمان میں بکیر کر لکھ دیتا ہے عقائد میں ایک بنیادی عقیدہ یہ بھی ہے
کہ عالم الغیب صرف پند و گمان کی ذات ہے اس کے علاوہ اس کی مخلوق میں سے کوئی بھی اس صفت سے متصف
نہیں اور یہ مسئلہ قرآن کریم کی نصوص قطعیہ۔ احادیث متواترہ۔ امت مسلمہ کے اجماع اور حضرات فقہاء کرام
رحمہم اللہ تعالیٰ کے غیر غیور خدوں سے ثابت ہے۔ (اسکی مکمل باحوال بحث از ان الکریم میں مذکور ہے) اللہ تعالیٰ
نے دہی کے ذریعہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اور علی الخصوص سید عالم امام امیر اہل عالم انبیین
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کی بے شمار خبریں جو اسبق اور آئندہ سے متعلق ہیں بتائی
ہیں لیکن یہ انباء الغیب اور اخبار الغیب ہیں نہ کہ علم الغیب، بریلوی حضرات جو اس وقت اہل بدعت کے
مقدمۃ البیش کی حیثیت رکھتے ہیں انباء الغیب اور علم الغیب کے رافع فرق کو ملوث نہ رکھتے ہوئے بغیر اللہ کے
لئے اور علی الخصوص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم الغیب ثابت کرتے ہیں اور ذاتی وعطائی کے چکر میں وہم
انسان کو الہا کران کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں جن کا وہ در مقام پر ابلیس بنی حق تقریر اور تحریر کرتے رہتے ہیں اور
انشاء اللہ تعالیٰ کا قیامت کرتے رہیں گے اور اہل حق کا یہ طائفہ منصفورہ مجمع حدیث کے بشر قیامت تک سچا
اس کی مخالفت کرنے والے بغیر اللہ تعالیٰ اس کا کچھ بھی نہیں لگاڑ سکیں گے اس مسئلہ کی ایک کڑی ہمارے عزیز جناب
چوہدری محمد سر فراز خان صاحب مرقطہ کی کتاب مائتہ فتاویٰ فی مسئلہ علم الغیب ہے جس کا نام از تحریر سیدیں اور
پیارا اور دلائل مضبوط اور قوی اور حوالے سہل المآخذ ہیں اور لطف یہ ہے کہ کتاب مختصر ہے جس کو کم فرصت
آدمی بھی جس کا دین ہے لگاڑے آسانی سے پڑھ سکتا ہے اور ماشاء اللہ تعالیٰ کتاب و طباعت میں عیالی۔

ہے عوام و خواص دونوں طبقے اس سے استفادہ کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ موصوف کی یہ کوشش قبول فرمائے اور
مزید سے مزید دین کی خدمت کا موقع مرحمت فرمائے آمین ثناء و صلوات اللہ تعالیٰ علی آلہ و صحابہ و ائمہ و تابعین و جمیع
مؤمنین و مسلمین

احقر الزمیر محمد سر فراز خطیب جامع مسجد گلٹھ و ہمدرد مدرس مدرسہ تفرقہ العلوم گوجرانوالہ

محترم جناب چودھری صاحب نید مجیکم

خیریت مطلوب!

مرسلہ کتاب مائتہ فتاویٰ موصول ہو چکی ہے۔ مطالعہ کر رہا ہوں جس قدر مطالعہ کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کتاب مجہم میں چھوٹی مگر دلائل میں موٹی ہے۔ یہ پیرائے بیان و نقیصہ۔ زبان سلیس۔ دلائل واضح اور ثقہ۔ اتنی اچھی کتاب میری نظر سے نہیں گزری۔ گو میرے پاس کتابوں کا کافی ذخیرہ موجود ہے لیکن اسکے برے مقابل نہیں ہیں۔ اللہ کریم آپ کی محنت قبول فرمائے اور کتاب کو نجات اخروی کا وسیلہ بنائے۔ آمین

والسلام

عبدالبار محمدی۔ لنگر مخدوم
براہ روبرو منسلح جنگ

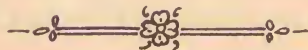
تبصرہ کتب

کتاب مائتہ فتاویٰ فی مسئلہ علم الغیب

مولفہ حضرت مولانا چودھری محمد سر فراز خاں۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ نزول قرآن سے پہلے بے دینی اور کفر و شرک انتہا کو پہنچ چکے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ہم دنیا میں کفر والہا اور شرک و بدعت کا زور دہو جائے۔ تو اس وقت قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اب چونکہ اس زمانہ میں ہر طرف الحاد۔ مادہ پرستی۔ اور ضرر و مآشرک و بدعت کی گھنٹاں چار ہیں اس لئے اب مسلمانوں کو ان کی لپیٹ سے بچانے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ قرآن و سنت کی تعلیم کو عام کیا جائے۔ اور اس کے مضامین کو عوام و خواص کے قریب الفہم بنایا جائے۔ الحمد للہ اس سلسلہ میں افضلئے زمانہ کے عین مطابق کتاب مائتہ فتاویٰ تو فیہ و تشریح کے ساتھ بزبان اردو نہایت سادہ عام فہم اور بہت معتقانہ ہے کوئی چیز اس میں غلاب و سبک اہل حق نہیں پائی گئی۔ موصوف نے ملا و دلائل کتاب و سنت کے اقوال و مسابک کلام مغربین۔ مومنین اور فقہائے عظام کی عبادت کلمے انداز ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ اُمید ہے کہ دینی مکتوب میں اسے بر نظر استخوان دیکھا جائے۔

تبصرہ کتب

نوائے وقت نور ۸ جولائی ۱۹۷۹ء



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
”بہاؤ پور“

محمد می المکرم، زید محمد

السَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَرَحَمَہُ اللّٰہُ فَرَحَہُ کَانَہُ
تَجِیَّتْ وَسَلَامًا!
”ماثرہ فتاویٰ“

”مسئلہ علم الغیب“ کی تالیف وقت کا اہم تقاضا تھا۔
امید ہے وسیلہ بصیرت خواص و عوام ثابت ہوگا۔ محنت قابل قدر
ہے۔ دعا ہے کہ بارگاہِ حق میں تالیف، اُلوٹ کو قبولیت، اور فاضل
مؤلف کی ماسحی کو درجہ مقبولیت، ترقی داریں اور مزید توفیق نصیب
ہو۔ ”آمین“

وَالسَّلَامُ

حسب اللہ شاہ ”نوری“
(شیخ التفسیر، اسلامی یونیورسٹی بہاول پور)
۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

۱

خدمتِ اقدس، حضرت مولانا چوہدری محمد سرفراز خان صاحب گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
ذَبَّ ذُو فِی عِلْمًا

ایسوسی ایٹ پروفیسر و صدر شعبہ علوم اسلامیہ

ذریعہ نیو سٹریٹ فیصل آباد
۱ - محلی پبلشرز کاؤنی فیصل آباد

مارس ۱۶ اگست ۱۹۷۹ء
فول ۲۵۹۱۱/۵۹

راقم الحروف نے علم الغیب کے موضوع پر تحریر کردہ چوہدری محمد سرفراز صاحب کی کتاب کا بہت
مطالعہ کیا۔ اس میں شبہ نہیں کہ مصنف نے موضوع کے ساتھ پورا انصاف کیا ہے اور اسے نصوص کتاب و
سنت سلف صالحین کے اقوال و آثار اور عقلی براین و دلائل کی روشنی میں ثابت کیا ہے۔ یہ مسئلہ اس قدر
مسکھ ہے کہ قرونِ اولیٰ میں اس مسئلہ میں کبھی نزاع و جدال رونما نہیں ہوا، عصر حاضر میں ایسے متفق علیہ مسائل
میں الجھٹلائی طرح موزوں نہیں۔ ضروری و جزوی مسائل میں ائمہ کے یہاں جو اختلافات پایا جاتے ہوئے
ہے اگر اس میں اپنی تحقیق کے مطابق کسی ایک پہلو کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔ ضرورت وقت کا تقاضا ہے کہ
تنازعہ مسائل میں الجھٹلائی ملا جلی کوڑا لگا دیا جائے۔ بلکہ ان قوتوں اور صلاحیتوں کو ملا جلا کر دینے میں
لوگوں کو اسلام کے قریب لانے پر صرف کیا جائے۔ خداوند کریم چوہدری سرفراز صاحب کو جزائے خیر دے
کہ انہوں نے علم الغیب کے خاصہ خداوندی ہونے کے واسطے میں نصوص کتاب و سنت کو یکجا کر کے
ایک اہم مزدت کو پورا کر دیا ہے۔ میں تعلیم یافتہ حضرات کو اس کتاب سے بہرہ برداشت کا مشورہ
دیتا ہوں۔

وَالسَّلَامُ

خاکسار

علامہ محمد حمزہ ربیری ایم اے عربی، ایم اے علوم اسلامیہ
ایم۔ او۔ ایل (عربی)، صدر شعبہ علوم اسلامیہ، ذریعہ نیو سٹریٹ فیصل آباد۔

مَدَامَةُ كَتَبَتْ بِحَبْلِ الْفَنَانِ ۝ تَعْمَدُ إِلَى مَضَلِّ مِيَانُوا لِي

محترم المقام جناب چودھری محمد سر فراز خان صاحب زید مجید
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

گزارش ہے کہ آپ کی ارسال کردہ کتاب "مانہ فنادلی فی مسئلہ علم الغیب" کا بغور مطالعہ کیا۔ الحمد للہ بہت مستفید پایا۔ کتاب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جناب کو عقیدہ توحید کے کس قدر لگاؤ اور محبت ہے۔ اور جو محنت اور قریزی سے کام لیا گیا ہے۔ جناب نے عوام و خواص کیلئے ایک مواد بہا فرما دیا ہے نیز کیا ہی اچھا ہوتا۔ کہ علماء کرام کی تقریفات میں شامل کر لی جاتیں۔ مثلاً پیر طریقت، سید غایت اللہ شاہ صاحب بناری ایسے حضرات کی رائے شامل کر لی جاتی۔ بہر حال جناب نے کتاب کے بارہ میں راستے تحریر کرنے کا مشورہ کے لئے کہا تھا۔ ہم آپ کو بارگاہ دیتے ہیں انہیں کو قبول و منظور فرمادیں۔ اور عوام کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائیں (آمین ثہ آمین)

فقط والسلام

احقر عبد القیم جامع مسجد نواں
ڈاکخانہ نواں

تحصیل و ضلع میانوالی،

★ جامعہ رحمانیہ سراجیہ رجسٹرڈ ★

عبد الحکیم۔ ضلع ملتان

بانی حضرت مولانا صوفی سراج الرحمن الرحمانی ★

تاریخ ۲۰ ربيع الاول ۱۴۰۰ھ

محترمی و محترمی چودھری محمد سر فراز خان صاحب زید و مالکیم و اہلیت عوالیکم۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

احقر نے آپ کی تصنیف مسئلہ علم الغیب کا مطالعہ کیا تو مصمم قلب سے
دعا نکلی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو عمر طویل و اجر جزیل عطا فرمادے۔ آمین۔
نہایت عجیب و غریب اور دشمن اسلوب کلام آپ ہی کا حصہ تھا۔

اللہم ید فی ذہ۔ اگر آپ مدرسہ جامعہ رحمانیہ کیلئے اپنی دیگر تالیفات کا
سید و قفا بلکہ تبارک و تعالیٰ ارسال فرمائیں تو یہ عاجز، دیگر مددین
و متعلمین آپ کے ممنون و شکر گزار ہوں گے۔

دو روپے کے ٹکٹ ارسال خدمت ہیں۔ آپ کے افلاص و عہد بہت
نے بندہ کو اس درخواست پر مجبور کر دیا ہے۔ اُمید ہے بارخاطر نہ ہوگی بلکہ
شتمہ از شات جود و کرم باشد۔

فقط والسلام بغایتہ التقیات و انانیتہ التسلیات

مفتی عبدالرحمن الرحمانی

مہتمم جامعہ رحمانیہ سراجیہ عبد الحکیم
ضلع ملتان

جامعہ اہل حدیث

مجلس مستویاں جہاد

۶۹ - ۴ - ۲۴

محترم القام حضرت مولانا چوہدری محمد سرور آزاد صاحب دام شرف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اپنی کمرسہ تازہ الباقی حضور خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب سے متعلق چند روز پیشتر معصوم ہوئی۔ رسیدگی کا شکر یہ کا خط اسی روز ارسال خدمت کر دیا تھا۔ خیال تھا کہ فرصت کے لمحات میسر آنے پر بلاستعاب مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات سے آپ کو مطلع کرونگا۔ مطالعہ تو بچہ کا مگر انوسوں کہ کماحقہ اپنے تاثرات سے آگاہ کرنے کے لئے جس یکجہی اور فرصت کی فروغ ہے نہ تو تا اندیم میسر ہو سکی اور نہ مستقبل قریب میں ایسی فرصت کی امید ہے۔ لہذا چند سطروں پر ہی اذکار غفایت سمجھا ہوں۔

معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس تالیف پر بڑی محنت کی ہے۔ یہ سہر کہ وہہ کے بس کا رنگ نہیں کہ وہ خرمین خرمین سے ایک رنگ و بو کا فخر رکھ کر ناظرین کے سکون قلب اور آنکھوں کی ٹھنک کے لئے گلدستہ تیار کر کے ان کے سامنے سجائے۔ جز اللہ احسن الجزاء مسئلہ علم غیب کی طرح دیگر اس قسم کے مسائل یعنی مسئلہ بشریت، مسئلہ حاضر و ناظر و غیرہ کا جو دوسری صدی ہجری کے ربیع دوم تک کہیں نظر نہیں آتا۔ ان مسائل نے دوسری صدی ہجری کے آواخر میں کہیں الا دکا مقامات پر سرسبز گلاہ مگر اہلسنت وہاں یہ مشرکانہ اور مبتدعانہ وار راہ نہ پاسکے۔ ان مسائل کے خالقین یعنی اہل تشیع ہی ان میں برگ و بار نہایت کرتے رہے اور انہیں مختلف صورتوں میں نہایت شعبہ گراں انداز سے اہلسنت کے عقائد میں داخل کرتے رہے۔ ان لوگوں نے اپنے سیاسی موافق کو تقویت پہنچانے کے لئے اس قسم کا قانون المنطرت نفاریات کی تقلید کی اور ان کے ذریعے اپنے زعم و رائے کو رب الارباب کا

رب الملوک والاراضی کے مقام پر پہنچا کر بھی سانس نہ لیا۔ وہ آگے بڑھتے رہے اور بڑھتے ہی چلے گئے۔ یہاں تک کہ سب سے پہلے ان نظریات نے وحدت الوجود کی صورت میں اہلسنت کے ان بار پایا۔ اور اس معجزانہ عقیدہ پر بڑی فریب کتاہیں لکھی گئی۔ بس پھر کیا تھا سطحی قسم کے بزم خویش ابراہار اسلام دشمن اخبار کی یلغار کے سامنے سرسبود ہوتے چلے گئے۔

حیرانی اس بات کی ہے کہ سیدنا دارم شرف انسانیت کا حامیہ و برکے کے ہی سبب و ملائک کہلائے۔ مگر جہلانے غیر البشر تک کو مقام مقدسیت سے ہٹا کر مقام خدام کی جانشین تک پہنچا کر دیا۔ قرآن صاف اپنے مخاطبین کو کہتا ہے کہ تم کہ نہیں جانتے میں ہی سبب کہ جلتے والا ہوں۔

کتنا واقع اشارہ ہے کہ حضور صادق کی ازواج مطہرات میں سے ایک دو ایک واقع کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچتی ہیں من انباءک ہذا یعنی اہلکات المؤمنین جو حضور خاتم المعصومین کی جہم جنشین ہر روز وصار تعین انہیں معلوم تھا کہ آنحضرت بذکر پوشیدہ امور کے متعلق کہ نہیں جانتے تھے عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ آپ کو کس نے بتایا اب حضور خاتم المعصومین کا ارشاد سنئے۔ آپ یہ نہیں فرماتے کہ مجھے از خود معلوم ہے۔ بلکہ فرماتے ہیں نباء نبی الاعلیٰ الخیر مجھے علم خبر دے نے بتایا ہے۔ تمام قرآن کریم بڑھ جائیں مجمع بخاری شریف سے ابن ماریک امامیث کی

تمام کتابیں کھلائی ڈالے آپ کو کہیں کس مقام پر ایک اشارہ تک نظر نہیں آئے گا کہ حضور خاتم المعصومین علیہ السلام کی نے یہ فرمایا ہے کہ میں سب کو جانتا ہوں۔ حضور خاتم المعصومین کی زندگی میں صاحب بن ابی لیثعہ کے وقت کی قسم کے شاہد سے یہ یقین کر لینا کہ آنحضرت کو علم غیب تھا آنحضرت کی ذات اقدس پر بہتان علیہ ہے۔ اس قسم کے چند استغاثی واقعات کے پیچھے جانی الاعلیٰ الخیر کی کارفرمایاں تھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ شہادت کے لاکھ کرکے نیک باوجود علم غیب کا تصور اہلسنت میں راہ نہ پاسکا مگر ماضی قریب میں برہمنی کے مقام پر ایک نابغہ عصر شخصیت کا ظہور ہوا۔ افسوس کہ اس شخص کی تمام بالغیت باواسطہ بھی اور غیر شعوری طور پر بھی شیعی افکار و نظریات کی ترجمان ہو کر رہ گئی اور پس آئندہ گئے نہ نہایت سائنٹیفک انداز میں ان کے افکار و نظریات کو اپنا کر الگ ایک مذہبی شکل دے کر اپنی تمام ذہنی اور ملی توانائیاں ان باتوں پر صرف کر دینے کو ہی دینی خدمت سمجھ لیا یہ ذات تان جس قدر بددو ہے اسی قدر طویل ہے عجب کرم پیر و مہر خواں ہمت چوہدری محمد سرور آزاد

مدونہ

مدونہ

خان صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے علم غیب پر یہ معینہ مرتب کر کے عوام کالانعام کو اس
چاہ ضلالت و ذلالت سے نکلانے کی سعی فرمائی ہے۔ اور میں اس معینہ کی تالیف پر جو ہداری صاحب کی
خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرنے میں ایک قسم کا فخر محسوس کرتا ہوں۔ اگر بھولا بھٹکا کوئی ایک فرد
بھی جو ہرگز صاحب کی اس کاوش نکر سے راہ راست پر آگیا تو ایسی نجات کیلئے یہی کافی ہو گا یہ دیکھنے
کی چیز ہے اسے بار بار دیکھ۔ اللہم زد فزد

وَالسَّلَام

حکیم فیض عالم صدیقی

جامعہ مسجد محلہ مستریاں جہلم

تالیفات چوہدری محمد سرفراز موضع کالہ گجرات

- | | |
|---|--|
| ۱۴۔ یا محمد کہنا ہے ادبی ہے | ۱۔ فتاویٰ از کار میات |
| ۱۸۔ ہستی باری تعالیٰ | ۲۔ عید میلاد انبی |
| ۱۹۔ رہنمائے حج | ۳۔ آخری دور ہدایت |
| ۲۰۔ کشف الريب عن مسئلہ علم الغیب | ۴۔ معجزانہ ولادت و حیات مسیح |
| ۲۱۔ اظہار الحق و ازعاق الباطل | ۵۔ حصہ اول معجزانہ ولادت عیسیٰ ابن مریم |
| ۲۲۔ کشف الادہام عن بشریت خیر الانام | ۶۔ حصہ دوم حیات مسیح |
| ۲۳۔ خلاصۃ الامول فی دین المقبول | ۷۔ حصہ سوم علامات مسیح موعود |
| ۲۴۔ مذکرہ فی جواب تذکرہ | ۸۔ حصہ چہارم پیغام مسیح نیسائیوں کے آ |
| ۲۵۔ کلمہ طیبہ کی حقیقت | ۹۔ اربعین خیر الانام فی بناء الاسلام |
| ۲۶۔ قربانی کی حقیقت | ۱۰۔ اربعین خیر الانام فی اخلاق رحمۃ العالمین |
| ۲۷۔ علم غیب خاصہ باری تعالیٰ ہے | ۱۱۔ خمین خیر الانام فی اخلاق رحمۃ العالمین |
| ۲۸۔ محمد بشر ہیں یا نور؟ | ۱۲۔ سوشلزم کا معاشی نظام غیر فطری ہے |
| ۲۹۔ مکتوب لطیف فی حجیت حدیث | ۱۳۔ تصوف اسلام |
| ۳۰۔ اصلاح اخلاط العوام فی احکام الاسلام | ۱۴۔ دور حاضر کی محفوں کا اسلامی حل |
| ۳۱۔ مکتوبات و مسائل سرفرازی | ۱۵۔ پیر پیراں کی مختصر حیات و کرامات |
| مع | ۱۶۔ مصداق بشارت احمد |
| فتاویٰ فی مسائل اختلافی | ۱۷۔ آفتاب نبوت در رد مزائیت |
| | ۱۸۔ مائۃ الفتاویٰ فی مسئلہ علم الغیب |
| | ۱۹۔ پانچ وقتی نماز کا قرآنی ثبوت |
| | ۲۰۔ مصلحت تعدد ازواج مطہرات |

محمد سرفراز